مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً (احزاب ٢٣)

رجال ابو عمرو کشی رح

راویوں کے متعلق معصومینؑ کے فرامین کا مجموعہ

تالیف: شیخ ابو عمرو کشی معاصر کلینی م۳۲۹ق

جلد دوم

مرکز نشر میراث علمی مکتب اهل بیت ؑ

علوم قرآن

علوم حدیث

علوم فقه

علم عقائد

علم رجال*

علم تاریخ

علم ادب

علم سیرت

علم اصول

علم اخلاق

رجال ابو عمرو کشی

تالیف: شیخ ابو عمرو کشی معاصر کلینی م۳۲۹ق

جلد دوم

مرکز نشر میراث علمی مکتب اهل بیتؑ

قوم شیعہ کے جلیل القدر عالم (شیخ ابو جعفر طوسی) متوفی ۴۶۰ جنہوں نے (رجال ابو عمرو کشی) کی تلخیص فرمائی اور نجف اشرف کے حوزہ کی بنیاد رکھی ائمہ معصومینؑ کی اتباع میں علم رجال کے بارے میں فرماتے ہیں:

ہم نے قوم شیعہ کو دیکھا کہ انہوں نے معصومینؑ کی روایات کو نقل کرنے والے راویوں میں امتیاز دے رکھا ہے؛

۱۔ جو ثقہ و صادق تھے انکی توثیق کی ہے اور جو ضعیف تھے انکو ضعیف کہا ہے۔

۲۔ اور جو حدیث میں معتمد ہے اس کو غیر معتمد سے جدا کیا ہے.

۳. اور جو قابل تعریف تھے انکی تعریف کی ہے، اور جو مذموم تھے ان کی مذمت کی ہے۔

عنوان............رجال ابو عمرو الکشی رحمۃ اللہ علیہ

جلد..............دوم

مولف............شیخ ابو عمرو کشی معاصر شیخ کلینی م ۳۲۹ ہجری

ترجمہ و تحقیق..........مرکز نشر میراث علمی اہل بیت علیہم السلام

تاریخ تحقیق..........۲۰۰۷

ہدیہ..............۳۰۰ روپے

اس کتاب کی علامات

مناسب عناوین کو [ ] میں اضافہ کیا گیا۔

بعض اوقات [ ] میں آیات کے ترجمہ کی زائد مقدار کو معنی کی تکمیل کیلیئے ذکر کیا گیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

تقدیم واہداء

یہ رجالی اور حدیثی ناچیز تحقیق امام صادق آل محمدؑ کے نام؛ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو امت اسلامی میں پیش کیا اور آپ کے بتائے ہوئے اصولوں کے تحت راویوں کی تحقیق اور ان کو پرکھنے کو رواج دیا اور اس طرح نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے والے راویوں کے خواب نقش بر آب ثابت ہوئے اور معصومینؑ کی لعنت کا طوق جھوٹے راویوں کے لیے ہمیشہ ثابت ہو گیا ہے، یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے بے شمار کتابیں اس علم میں لکھیں اور اس علم کو رواج تام ملا، اس کی بحثوں میں صحیح و سقیم کا فرق ہوا، آپ کی کوششوں سے علم حدیث میں ان راویوں کو جگہ نہ مل سکی جو وثاقت کے لحاظ سے مشکوک اور غیر معتبر تھے، آج کی دنیا میں اپنے و پرائے آپ کی عظیم شخصیت اور فکر کے قائل ہیں اسی سلسلے میں سپر برین آف اسلام لکھی گئی ہے جو آپ کی زحمات کا شکرانہ ادا کیا گیا ہے،

خداوند متعال آپ کے صدقے میں اس تحقیق ناچیز کو طلبہ علوم دینیہ اور مومنین

کرام کے لیے برابر مفید قرار دے اور ہمارے لیے اسے ذخیرہ آخرت قرار دے .

فہرست مطالب

مومنین میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا، ان میں سے بعض نے اپنی ذمے داری کو پورا کیا اور ان میں سے بعض انتظار کر رہے ہیں اور وہ ذرا بھی نہیں بدلے، تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور چاہے تو منافقین کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے، اللہ یقینا بڑا معاف کرنے والا، رحیم ہے سورہ احزاب۔

مقدمہ تحقیق

کشی کے مشائخ اور اساتذہ

مشائخ اور اساتذہ کی دو قسمیں ہیں ؛ مشائخ حدیث اور مشائخ اجازہ ، جہاں تک مشائخ حدیث کا تعلق ہے جس سے کسی نے روایت کی تو اس کے بارے میں اتفاق ہے کہ کسی کا شیخ الحدیث ہونا اس کی وثاقت یا حسن کی علامت نہیں جیسا کہ محقق مامقانی نے تصریح کی اور فرمایا ہے کہ اس فن کے ماہرین نے اسی کو بیان کیا[1]،اور مشائخ اجازہ کی وثاقت کے بارے میں اختلاف ہے مشہور علماء[2] مشائخ اجازہ میں توثیق خاص کو ضروری نہیں سمجھتے، ان کے نزدیک شیخ الاجازہ ہونا وثاقت وجلالت کا اعلی درجہ ہے ؛شہید ثانی نے فرمایا: مشائخ اجازہ محتاج نہیں کہ ان کی توثیق کی تصریح کی جائے -- کیونکہ شیخ کلینی سے ہمارے زمانے تک ہمارے مشائخ توثیق کی تصریح سے بے نیاز ہیں کیونکہ ان کیووثاقت و تقوی ہر دور میں مشہور ہے ، لیکن ان کے مقابلے میں بعض محققین[3] مشائخ اجازہ ہونے کو توثیق کی علامت نہیں سمجھتے بلکہ ان کے لیے

---

[1] ۔مقباس الھدایہ ،ص۴۷ ط حجری ۔

[2] ۔مجلسی اول در تعلیقہ، شیخ سلیمان بحرانی، محدث بحرانی، در حدائق ۶ص۴۸،آقا رضا ہمدانی در مصباح الفقیہ کتاب نماز ص۱۱،صاحب معراج شیخ محمد، مولی وحید، شہید ثانی در البدایہ، صاحب فوائد اور مامقانی، تفصیل ملاحظہ ہو ،مقباس الھدایہ ،ص۴۷ ط حجری و ج۲ص۲۱۸-۲۲۱ ط محققہ ، کلیات فی علم الرجال ص۲۹۴۔۳۰۱، الرواشح السماویۃ ،راشحہ ۳۳،خاتمہ مستدرک محدث نوری (ج۳ص۵۴۲) بحث ۱۴،نہایۃ التقریر بروجردی ،۲ص۲۷۰۔

[3] ۔معجم رجال الحدیث ج۱ص۷۷، قاموس الرجال ،ج۱ص۶۰، بحوث فی علم الرجال محسنی ،ص، شہید صدر جیسا کہ ان کے شاگرد نے دروس تمہیدیہ فی القواعد الرجالیہ،ص۱۶۰ میں نقل کیا ہے ۔

بھی توثیق کی تصریح کو لازمی جانتے ہیں ، محقق خوئی فرماتے ہیں :**الصحيح : أن شيخوخة الاجازة لاتكشف عن وثاقة الشيخ كما لاتكشف عن حسنه، بيان ذلک : أن الراوی قد يروی رواية عن أحد بسماعه الرواية منه ، وقد يرويها عنه بقراءتها عليه ، وقد يرويها عنه لوجودها فی کتاب قد أجازه شيخه أن يروی ذلک الکتاب عنه من دون سماع ولا قراءة ، فالراوی يروی تلک الرواية عن شيخه ، فيقول : حدثنی فلان ، فيذکر الرواية . ففائدة الاجازة هی صحة الحکاية عن الشيخ وصدقها ، فلو قلنا : بأن رواية الثقة عن شخص کاشفة عن وثاقته أو حسنه فهو ، وإلا فلا تثبت وثاقة الشيخ بمجرد الاستجازة والاجازة و قد عرفت أن رواية ثقة عن شخص لاتدل لا علی وثاقته ولا علی حسنه. ويؤيد ماذکرناه أن الحسن بن محمد بن يحيی والحسين بن حمدان الحضينی من مشايخ الاجازة ، قد ضعفهما النجاشی؛**

صحیح یہ ہے کہ شیخ الاجاز ہونا اس شیخ کی وثاقت اور حسن کو کشف نہیں کرتا اس کی وجہ یہ ہے کہ راوی کبھی ایک راویت کو کسی سے سن کر اس سے نقل کرتا ہے اور کبھی اس کو سنا کر اس کی طرف نسبت دے کر نقل کرتا ہے اور کبھی اس لیے اس سے نقل کرتا ہے کہ اسے اس کتاب میں دیکھتا ہے جس کتاب کی اس کے شیخ نے اجازت دی ہوتی ہے کہ سننے اور سنانے کے بغیر ہی اس کی طرف نسبت دے تو راوی اس راویت کو اپنے شیخ کی طرف نسبت دیتا ہے کہ مجھے یہ حدیث فلاں نے نقل کی تو اجازے کا فائدہ یہ ہے کہ راوی اس کو شیخ کی طرف نسبت دے پس اگر ہم کہیں کہ ایک ثقہ شخص کا کسی سے روایت نقل کرنا اس کی وثاقت یا حسن کی دلیل ہے تو اجازہ بھی دلیل ہے و گرنہ صرف اجازہ لینے دینے سے شیخ کی وثاقت ثابت نہ ہو گی اور یہ

معلوم ہے کہ ثقہ کا کسی سے روایت کرنا اس کی وثاقت و حسن کی دلیل نہیں اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حسن بن محمد بن یحییٰ و حسین بن حمدان حضینی مشائخ اجازہ میں سے ہیں لیکن نجاشی نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔

سید بحر العلوم نے شیخ الاجازہ کے علامت وثاقت نہ ہونے کی مشکل کو ایک دوسرے طریقے سے حل کیا، فرمایا: جس روایت کی سند میں کوئی شیخ الاجازہ ہو وہ صحیح و حجت ہے لیکن نہ اس جہت سے کہ شیخ الاجازہ ہونا وثاقت کی علامت ہے بلکہ اس لیے کہ متقدمین نے جن کتابوں سے حدیثیں جمع کی تھیں وہ ان کے لیے اسی طرح متواتر اور معلوم النسبت تھیں جیسے کتب اربعہ ہمارے لیے متواتر ہیں اور ان کی نسبت اپنے مولفین کی طرف معلوم ہے تو ان سے کسی روایت کو نقل کرنے کے لیے کتب اربعہ کے مصنفین تک معتبر سند کا ہونا لازمی نہیں ہے اسی طرح وہ اصول جن سے کتب اربعہ وغیرہ کتابیں لکھیں گئیں وہ بھی ان زمانوں میں معلوم تھیں تو ان کی سندوں میں کسی شیخ الاجازہ کا واقع ہونا اس روایت کے معتبر ہونے کے لیے مضر نہ ہوگا[4]۔

لیکن اس دور کی تمام کتابوں کے نسخوں کے تواتر کو ثابت کرنا نہایت مشکل ہے بلکہ خود سید بحر العلوم کو بھی دوسری جگہ اس اعتراف کرنا پڑا ہے اور ان کتابوں کے متواتر نہ ہونے پر ادلہ قائم کی ہیں[5]۔

لیکن بعض محقق علماء نے اس بحث میں اس طرح تفصیل دی ہے کہ اگر شیخ الاجازہ اپنی کتاب کا اجازہ دے تو اس کی وثاقت ضروری ہے اور اگر کسی دوسرے کی کتاب کا اجازہ دے تو اس کی دو

[4] ۔ رجال بحرالعلوم ج۳ص۲۵ بحث سہل بن زیاد اور محدث نوری نے مستدرک ج۳ص۷۷۳ میں اس طریقے کو شہید ثانی وغیرہ کی طرف نسبت دی ہے اس طریقے کو حرعاملی نے وسائل الشیعہ میں فائدہ خامسہ کے شروع میں اختیار کیا اور فائدہ نہم میں ان کتابوں کے تواتر اور صحیح ہونے کے ۲۲ قرائن ذکر کئے ہیں ۔

[5] ۔ رجال بحرالعلوم ج۴ص۷۷۔

صورتیں ہیں: اگر ان کتابوں کی نسبت اپنے مولفین کی طرف معروف اور مشہور ہو تو بھی مشکل نہیں ہوگی وگرنہ سابقہ بحث دائر ہوگی کیا شیخ الاجازہ ہونا اس کے ثقہ ہونے کی دلیل ہے یا نہیں اور جن کتابوں کی نسبت مشہور ہے ان کے قرائن تلاش کیئے جائیں جیسے شیخ صدوق نے مقدمہ فقیہ میں فرمایا: جن کتابوں سے ہم نے روایتوں کو نقل کیا وہ مشہور ہیں اور ان پر اعتماد کیا جاتا ہے اور چند کتابوں کے نام گنوائے ہیں[۶] اس طرح کی عبارت سے ان کی کتابوں کی نسبت کو ثابت کیا جاسکتا ہے لیکن اس زمانے کی تمام کتابوں کی نسبت کے لیے ایسا کوئی قانون نہیں ہے جیسا کہ محقق تستری نے فرمایا: **لو كنا نعرف الاصول المشهورة والمصنفات المعروفة كالقدماء، حكمنا بصحة كثير من أحاديث الكافى التى حكموا بعدم صحتها بالاصطلاح الحادث المتأخر، فإن أكثر الوسائط، مشايخ إجازة، وأكثر أحاديثها مأخوذة من مصنفات أصحاب الائمة واصولهم، وذكر سائر المشايخ لمجرد اتصال السلسلة كما هو ديدن أصحاب الحديث، كالمفيد فى إرشاده.عند الاخذ من الكافى، والصدوق فى غير فقيهه، والشيخ فى الجزئين الاولين من استبصاره، لكن الاسف ضياع تلك الاصول والمصنفات[۷]۔**

---

[۶] ۔الفقیہ ،اص۳ : وجميع ما فيه مستخرج من كتب مشهورة عليها المعول وإليها المرجع مثل كتاب حريز بن عبدالله السجستانى، وكتاب عبيدالله ابن على الحلبى، وكتب على بن مهزيار الاهوازى، وكتب الحسين بن سعيد، ونوادر إحمد بن محمد بن عيسى، وكتاب نوادر الحكمة تصنيف محمد بن إحمد بن يحيىٰ بن عمران الاشعرى، وكتاب الرحمة لسعد بن عبدالله، وجامع شيخنا محمد بن الحسن بن الوليد، ونوادر محمد بن إبى عمير، وكتب المحاسن لاحمد بن إبى عبدالله البرقى، ورسالة إبى إلى وغيرها من الاصول والمصنفات التى طرقى إليها معروفه فى فهرس الكتب التى رويتها عن مشايخى وإسلافى۔

[۷] ۔قاموس الرجال ، اص۶۰

ترجمہ: اگر ہم قدماء کی طرح مشہور اصول اور پرانی کتابوں کو جانتے ہوتے تو ہم کافی کی بہت سی احادیث کو صحیح قرار دیتے جن کو متاخرین نے جدید اصطلاح کے مطابق سند کی مشکل کی وجہ سے ضعیف قرار دیا کیونکہ اکثر واسطے مشائخ اجازہ ہیں اور اکثر حدیثں اس کتاب کی ائمہ کے اصحاب کی کتابوں اور اصول سے لی گئی ہیں اور مشائخ کا ذکر نا محض اتصال سند کے لیے تھا جیسا محدثین کا طریقہ ہے شیخ مفید کافی سے حدیث نقل کرتے وقت ایسا کرتے ہیں اور شیخ صدوق فقیہ کے علاوہ میں اور شیخ طوسی استبصار کی پہلی دو جلدوں کے بعد ایسا کرتے ہیں لیکن افسوس کہ وہ اصول اور کتابیں ضائع ہو چکی ہیں۔

ذیل میں ابو عمرو کشی کے مشائخ کو ذکر کیا جائے گا اور ان کی توثیق خاص کو بھی ذکر کریں گے اور جن مشائخ کے بارے میں اب تک کوئی توثیق و تضعیف کتب قدماء میں نہیں ملی تو بھی اسے بغیر تصریح کے چھوڑ دیا جائے گا تاکہ اس کے متعلق فیصلہ کرنے میں سابقہ دو نظریوں کے مطابق بحث کی گنجائش ہو اگرچہ مشائخ ابو عمرو کشی کے متعلق سابقہ قانون کو جاری کرنے میں مشکل یہ ہے کہ نجاشی نے تصریح کی ہے کہ کشی نے بہت سے ضعفاء سے روایت کی[8] اس لیے ان کے بارے میں احتیاط کی جائے۔

پھر مشائخ کشی کے اسماء کی فہرست مختلف ہے محدث نوری نے خاتمہ مستدرک میں بعض ایسے راویوں کو ان کا استاد شمار کیا ہے جن سے کشی بالواسطہ روایت کرتے ہیں اور بعض کو تکرار کے ساتھ ذکر کیا ہے[9] اور مقدمہ رجال کشی مطبوعہ مشہد کا اس سے اختلاف واضح ہے اس لیے اس جہت سے بھی تحقیق ذکر کی جائے گی۔

---

[8] ۔رجال نجاشی ،ص۳۷۲ ترجمہ کشی۔

[9] ۔مستدرک وسائل الشیعہ، خاتمہ ،ج۳ص۲۹۴۔

۱۔آدم بن محمد قلانسی بلخی[1]

شیخ طوسی نے کتاب رجال میں فرمایا؛ وہ اہل بلخ میں سے تھااور کہا گیا کہ تفویض کا قائل تھا ،اکثر متاخرین نے شیخ کی اس عبارت کو نقل کیا لیکن صاجب قاموس نے اس عبارت کاانکار کیا شاید ان کے نسخے میں یہ عبارت نہ ہو ، کشی نے ۶موارد میں ان سے روایت کی ؛۴۳، ۳، ۳۳۸، ۹۲۴، ۹۵۱، ۹۵۴، ۱۰۱۷؛ ان موارد میں اس راوی نے علی بن حسن دقاق نیشاپوری ،یا محمد بن شاذان یا علی بن محمد قمی سے روایت کی ؛ابن حجر نے لسان المیزان کہا ؛
آدم بن محمد القلانسی البلخی أبو محمد: روی عن أحمد بن یونس الفسوی وعلی بن الحسن بن هارون الدقاق وإبراهیم بن محمد روی عنه محمد بن مسعود العیاشی وأثنی علیه.وذكره أبو جعفر الطوسی فی رجال الشیعة وكان یتهم بالتفویض، اس آدم نے احمد بن یونس فسوی، علی بن حسن بن ہارون دقاق اورإبراہیم بن محمد نے روایت کی اور اس سے محمد بن مسعود عیاشی نے روایت نقل کی اوراس کی تعریف کی اور شیخ طوسی نے اسے شیعہ راویوں میں ذکر کیااور کہا کہ اس پر تفویض کی تہمت ہے۔

[1]۔رجال الشیخ،ص۳۸۴ن۵، منہج المقال،۱۵، رجال علامہ حلی۷ن۵،منتہی المقال ج۱ص۱۳۱ ط محققہ، رجا ل ابن داود،۴۱۴ نقد الرجال،ج۱ص۳۸ محققہ، اتقان المقال،۲۵۴،رجال کشی ح۹۵۴،۹۵۱، ۹۲۴، الوجیزہ،(رجال مجلسی)،ص۱۴۱ن۴، حاوی الاقوال،ج۳ص۱۳۱۷ن۱۳۱۷، قاموس الرجال، ج۱ص۷۰ لسان المیزان، ج۱ص۳۳۶ن۱۰۳۶،تنقیح المقال،ج۱ص۵۵ ط محققہ موسسہ آل البیت قم ۔

تبصرہ: تنقیح المقال طبع جدید کے محشیٰ نے لکھا: کشی ایسے ثقہ اور خبیر علم رجال اور محمد بن مسعود ایسے جلیل القدر ثقہ کے شیخ ہونے سے اس کا حسن سمجھا جاسکتا ہے اور اس کی طرف تفویض کی نسبت کا کوئی اثر نہیں ہے خصوصا جب اس زمانے میں قوم شیعہ کے عظیم افراد کو کم ترین شبہات کی وجہ سے غلو و تفویض کی تہمت لگا دی جاتی تھی خصوصا جب شیخ نے اسے قول سے تعبیر کیا ہے جو کہ اس قول کے علیل ہونے کی طرف اشارہ ہے اور چونکہ مجھے اس کی مدح نہیں ملی اور ایک جماعت متاخرین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اگرچہ ان کی تضعیف اسی تفویض کی تہمت کی وجہ سے ہے اس لیے اس کے متعلق توقف اختیار کرتے ہیں۔

تجزیہ: اس محقق کی عبارت میں اس بات کی تائید کی جاسکتی ہے کہ اس راوی کی تفویض کا قول علیل ہے اور شیخ نے اسے ایک قول سے تعبیر کیا ہے لیکن ان کا یہ کہنا کہ اس راوی کا کشی و عیاشی کے لیے شیخ و استاد ہونے سے مدح و حسن ثابت ہو جائے گا علمی و تحقیقی ضوابط کی روشنی میں صحیح نہیں خصوصا جبکہ کشی و عیاشی کے متعلق یہ بھی کہا جاچکا ہے کہ وہ ضعفاء سے کثیر روایات نقل کرتے ہیں اور مشائخ الحدیث کا مدح کی علامت ہونا بھی علمی دلیل سے ثابت نہیں ہے اور اگر اسے علامت حسن مان لیا تو پھر متاخرین کی تفویض کی وجہ سے اسکی تضعیف کیا مانع ہے آپ توقف کیوں کرتے ہیں پھر اسے حسن و ممدوح قرار دیں، الغرض اگر مشائخ الحدیث کے علامت حسن ہونے کی دلیل ہو تو راوی کو حسن و ممدوح قرار دینے میں حرج نہیں لیکن یہ قاعدہ ثابت نہیں اس لیے یہ مجہول ہوگا اور اس راوی کی نسبت قلانسی اور بلخ کی طرف ہے قلانسی قلنسوۃ کی جمع قلانس کی طرف منسوب ہے جس کا معنی ٹوپیوں والا شخص ہے اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ وہ ٹوپی فروش تھا یا بہت زیادہ ٹوپی پہن کر رہتا تھا مامقانی کے نزدیک پہلی وجہ بہتر ہے۔

۲۔ابراہیم بن علی کوفی سمرقندی[۱۱]

شیخ طوسی نے رجال میں فرمایا؛ **إبراهيم بن علي الكوفي،راوٍ، مصنف زاهد عالم، قطن بسمرقند، وكان نصر بن أحمد صاحب خراسان يكرمه ومن بعده الملوك**[۱۲]؛ یہ شخص روایات کا راوی، کتابوں کا مصنف اور زاہد وپرہیز گار عالم تھا، اور سمرقند کا رہنے والا تھا اور نصر بن احمد والی خراسان اور اس کے بعد کے بادشاہ اس کا اکرام کرتے تھے۔

متاخرین نے شیخ کی اس عبارت کو نقل کیا[۱۳] اور اسے اس راوی کی مدح قرار دیا ہے کیونکہ زہد وپرہیز گاری بغیر سچ بولنے کے حاصل نہیں ہوتی اور کشی نے ح ۵۵۲،۸ ۴۴ میں اس سے روایت کی ہے۔

۳۔ابراہیم بن محمد بن عباس ختّلی

کشی نے ح ۳٦۷، ۲۱۳، ۲۰۲، ۳ میں اس سے روایت کی اور ختل سمرقند یا بلخ کے قریب ایک علاقے کا نام ہے، شیخ طوسی نے رجال میں فرمایا؛ **إبراهيم بن محمد بن العباس ،الختلی، يروى عن سعد بن عبد الله وغيره من القميين، وعن علی بن الحسن بن فضال، وكان رجلا صالحا.** یہ سعد بن عبداللہ وغیرہ قمیوں اور علی بن حسن بن فضال سے روایت کرتا اور ایک صالح ونیک شخص تھا[۱۴]، متاخرین نے شیخ کی اس عبارت کو نقل کیا اور اسے اس راوی کی مدح قرار دیا ہے۔

---

[۱۱]۔ رجال الشیخ،ص۴۳۸، حاوی الاقوال،ج۳ص۸۷ن۱۰۴۹، رجال علامہ حلی،۷،بلغۃ المحدثین ،۳۲۳، منتہی المقال،ج۱ص۱۸۴ن۶۰،الوجیزہ(رجا ل المجلسی)۱۴۴،ن۳۳،تنقیح المقال،

[۱۲]۔ رجال شیخ طوسی ،ص۴۳۸ ن۲۔

[۱۳]۔تنقیح المقال ۴ص۲۱۱ ط جدید از بلغۃ المحدثین ، منتہی المقال ، اتقان المقال ،حاوی الاقوال ۳ص۸۷۔

[۱۴]۔رجال شیخ طوسی، ص۴۳۸ ن ٦ باب من لم یرو عنھم، تعلیقہ وحید ط بر حاشیہ منہج المقال ص۳٦، تنقیح المقال ۴ص۳۲۰ ط جدید ۔

اور کشی نے ہشام بن ابراہیم جبلی (ختلی) مشرقی کے ترجمہ کے آخر میں فرمایا؛ حمدویہ نے کہا: ہشام مشرقی ابن ابراہیم بغدادی ہے ، میں (کشی) نے ان سے اس کی وثاقت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا ثقہ ثقہ ، اور اس نے کہا میں نے اس کے بیٹے کو بغداد میں دیکھا[۱۵]۔

ظاہرا اس عبارت سے اس ابراہیم کے بیٹے (ہشام) کی توثیق کا حکم لگایا گیا ہے اس کا ابراہیم سے تعلق نہیں ہے لیکن شیخ کی عبارت سے اس کا صالح اور معتبر ہونا سمجھا جاتا ہے۔

۴۔ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عباس

محدث نوری نے اسے مشائخ کشی میں شمار کیا[۱۶]۔ظاہرا یہ سابقہ سے متحد ہے اور اس میں بعض اجداد کا ذکر ہے کشی ح۸۷۸،۸۷۱ میں یہ نسبت ذکر ہے۔

۵۔ابراہیم بن مختار بن محمد بن عباس

رجال کشی ح۹۱۶ میں اس سے روایت کی ہے اس کے علاوہ قدماء کی کتب رجال وتراجم میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

۶۔ابراہیم بن نصیر کشی

کشی نے رجال میں ۵۰،۴۰،۱۲،۴ وغیرہ موارد میں اس سے روایت کی شیخ طوسی نے باب لم یرو عنھم میں فرمایا: یہ ثقہ ،مامون اور کثیر الروایت شخص ہے[۱۷]، فہرست میں اس کی کتاب کا ذکر کیا اور احمد بن عبدون از ابو طالب انباری از حمید بن قاسم بن اسماعیل از کشی نقل کیا[۱۸] متاخرین نے انہی عبارتوں کی وجہ سے اسے ثقہ شمار کیا ہے[۱۹] اس لیے ان کے کی عبارتوں کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

---

[۱۵] ۔ رجال کشی ح۹۵۶۔
[۱۶] ۔ خاتمہ مستدرک محدث نوری ۳ص۲۹۵ ط جدید۔
[۱۷] رجال شیخ ص۴۳۹ن۱۴۔
[۱۸] ۔ فہرست شیخ ص۱۹ ن۳۰ط مشھد مطابق ترتیب طبع ہند ۔
[۱۹] ۔تنقیح المقال ، ۵ص۴۷-۴۹ ط جدید ۔

۷۔ابراہیم ورّاق سمرقندی

رجال کشی ح۱۸۱۴ میں کشی نے اس سے روایت کی ظاہراً یہ کتب رجال میں ذکر نہیں اس لیے مہمل ہے۔

۸۔ابوالحسن بن ابی طاہر

رجال کشی میں اس کی روایت ۷۷۰ میں موجود ہے شیخ طوسی نے اس کی توثیق کی ہے فرمایا: علی بن حسین بن علی جس کی کنیت ابوالحسن بن ابی طاہر طبری ہے، اہل سمرقند میں سے ہے اور ثقہ اور وکیل ہے اور جعفر بن محمد بن مالک اور ابوالحسین اسدی سے روایت کرتا ہے [20]، اور باب لم یرو عنھم میں فرمایا: ابوالحسین بن ابی طاہر طبری کہا گیا کہ اس کا نام علی بن حسین ہے اس نے ابو جعفر اسدی اور جعفر بن محمد بن مالک سے روایت کی اور یہ عیاشی کے خصوصی شاگردوں (غلمان) میں سے تھا اور فہرست میں کنیت کی بحث میں اس کی کتاب (مداوۃالجسد لحیوۃ الابد) کا تذکرہ کیا ہے [21] اور نجاشی نے بھی اس کی توثیق کی ہے [22]۔

۹۔ابوسعید بن سلیمان

کتب رجال میں اس کا ذکر توثیق و تضعیف کے حوالے سے نہیں ملا، اس کی روایت رجال کشی میں ۶۹۸ ہے۔

۱۰۔ابو عمرو بن عبدالعزیز

رجال کشی کی روایت ن۹ میں اس کا ذکر ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ خود کشی کا نام ہے کہ انہوں نے ابو عمرو اپنی کنیت اور عبدالعزیز اپنے دادا کا نام ذکر کیا ہے اور اگر یہ ہو تو محمد بن نصیر اس سند میں بعد والا راوی کشی کا استاد ہو سکتا ہے جیسا کہ محدث نوری نے کشی کے مشائخ میں ان کا ذکر

---

[20] رجال شیخ طوسی ص۴۲۹ن۶۱۶۲۔

[21] ۔فہرست شیخ جیسا کہ اس سے تنقیح المقال ۳ص۱۲ بحث کنیات میں نقل کیا ہے ۔

[22] ۔رجال نجاشی ص۲۳۸ن۲۵۷۔

کیا ہے جس کو بعد میں ہم بھی ذکر کریں گے لیکن اگرابو عمرو بن عبدالعزیز کوئی اور شخص ہو تو وہ مہمل ہے۔

۱۱۔ابو محمد شامی دمشقی۔

اس کا نام عبداللہ بن محمد لکھا ہے مگر یہ مجہول الحال شخص ہے۔

۱۲۔احمد بن ابراہیم سنسنی ابو بکر

کشی نے ۱۱۴۸ میں اس سے روایت نقل کی ہے اور اس کے لیے رحمہ اللہ کہہ کر دعا خیر کی ہے تو ایک لحاظ سے یہ ان کے استاد ہوئے اور دوسرے ان پر ترحم اور رحمت خدا کی دعا بعض دانشمندوں نے اس کے حسن اور ممدوح ہونے کو سمجھا جیسا کہ محشیٔ تنقیح کا کہنا ہے : اس کا کشی جیسے عالم کا استاد ہونا اور کشی کا ان کے دعائے رحمت کرنا اس کے شیعہ امامی ہونے اور ممدوح الحال ہونے کی دلیل ہیں، ظاہراً اتنا ہی اس کے حسن ہونے کے لیے کافی ہے [۲۳]۔

اس کلام میں محقق نے جن دو چیزوں کو حسن حال کی علامت قرار دیا ان میں اشکال ہے جن کی تفصیل محققین نے ذکر کی ہے [۲۴]، میں موجود ہے کیونکہ شیخ الحدیث ہونا تو پہلے بھی بیان ہو چکا کسی راوی کے حسن و ثقہ ہونے کی علامت نہیں اور جہاں تک کسی پر رحمت خدا کی دعا کا تعلق ہے تو وہ کسی بھی مومن کے لیے کی جاسکتی ہے لیکن اس کا کسی طرح بھی ثقہ اور صادق ہونے سے کوئی ملازمہ نہیں۔

۱۳۔احمد بن ابراہیم قرشی ابو جعفر

کشی نے اس سے ح ۷۱۵ نقل کی، اسکے علاوہ کتب رجال و حدیث میں اس کا ذکر نہیں ملا اس لیے اسے مہمل شمار کیا جائے گا۔

---

[۲۳] ۔ تنقیح المقال ۵ص۲۲۶ ط جدید حاشیہ ۔

[۲۴] ۔ تفصیل کے لیے مقدمہ معجم رجال ،ج۱ اور مقدمہ قاموس رجال،ا ص۵۵ ۔

۱۴۔احمد بن حسن فارسی ابوالحسن

محدث نوری نے اسے مشائخ کشی میں اسی عنوان سے شمار کیا ہے[۲۵] لیکن اسکے علاوہ کتب رجال و حدیث میں بلکہ خود رجال کشی میں بھی اس کا ذکر نہیں ملا ، اس لیے اسے مہمل شمار کیا جائے گا بلکہ اس کے کشی کے لیے استاد ہونے کی بھی معتبر دلیل نہیں ہے۔

۱۵۔احمد بن علی قمی سلّولی شقران

کشی نے ح ۹۰، ۹۱-۹۲، ۹۹۰ وغیرہ روایات اس سے نقل کی ہیں جس کی فہرست رجال کشی کی تفصیلی فہرست میں ملاحظہ ہو شیخ طوسی نے کتاب رجال میں باب لم یرو عنھم میں فرمایا؛ احمد بن علی قمی معروف بہ شقران ، کش ّ میں رہتے تھے اور اشل ّ و دوار تھے[۲۶]۔

ظاہر اس کے اشل ّ اور دوّار ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کا بدن فالج زدہ تھا اور شل ّ ہو چکا تھا جب یہ اٹھتا تھا تو اس کا پورا بدن تھر تھرانے لگتا تھا، لیکن شیخ کی اس عبارت سے ہر گز اس کی مدح و وثاقت ثابت نہیں ہوتی۔

ابو عمرو کشی نے ح ۹۹۰ کی سند میں فرمایا: اسے ابو علی احمد بن علی سلولی شقران نے ذکر کیا جو حسن بن خرزاذ کے رشتہ دار اور ان کے بہنوئی تھے۔

اس عبارت سے بھی اس کی مدح و حسن ثابت نہیں ہوتی کیونکہ کسی کا رشتہ دار ہونے سے کوئی شخص ثقہ و حسن ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ انبیاء کرامؑ اور معصومینؑ کی تواریخ سے عبرت ناک قصے ملتے ہیں ثانیا خود حسن بن خرزاذ کا حسن و ثقہ ہونا ثابت نہیں فقط اس کا کثیر روایات نقل کرنا اس کی مدح کی علامت نہیں جیسا کہ نجاشی کی عبارت [کثیر الروایۃ] سے صاحب تنقیح نے یا سمجھا ہے[۲۷]۔

---

[۲۵] ۔مستدرک وسائل الشیعہ خاتمہ ۳ص۲۹۵ط جدید ۔

[۲۶] ۔رجال شیخ طوسی ،ص۴۳۹ن۱۰۔

[۲۷] ۔تنقیح المقال ۱۹ص۱۶۱-۱۶۴ ترجمہ حسن بن خرزاذ ،رجال نجاشی ص۳۳ ط ہند۔

لیکن صاحب تنقیح نے اس راوی کی مدح کو اس عبارت سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور فرمایا ہے:

ہاں کشی کے اس قول سے سمجھ میں آتا ہے کہ وہ ان کے نزدیک مورد اعتماد ہے جب ایسی عبارت اس کے بارے میں ذکر کی اور اسی طرح ایک دوسری روایت بھی معلیٰ بن خنیس کے بارے میں اس سے نقل کی اور مجھے تعجب ہے ابن داود سے کہ اسے اپنے رجال میں قسم اول میں ذکر کرنے کے باوجود مہمل قرار دیتے ہیں، قریب تر یہ ہے کہ اسے حسن شمار کیا جائے کیونکہ شیخ طوسی کی عبارت سے ظاہر ہے کہ وہ شیعہ امامی ہے اور کشی کے اس پر اعتماد کرنے سے اس کا حسن ثابت ہوتا ہے[۲۸]۔

تجزیہ و تحلیل

اس استفادے پر درج ذیل اشکالات ہوتے ہیں:

اولا تو کشی کا کسی سے روایت کرنا اس کے حسن و ممدوح ہونے کی علامت نہیں خصوصا جب نجاشی نے تصریح کی ہے کہ انہوں نے بہت سے ضعیف راویوں سے روایات نقل کی ہیں۔

ثانیا ابن داود نے اسے مہمل قرار دیا ہے انکا کوئی قصور نہیں کیونکہ انہیں اس کی وثاقت پر کوئی دلیل نہیں ملی اور آپ نے جو دلیل دی ہے وہ علمی حوالے سے ثابت نہیں ہے اور یہ کہنا کہ ابن داود نے اپنی کتاب کی قسم اول صرف ثقہ افراد کے لیے مختص کی ہے صحیح نہیں کیونکہ انہیں نے بہت سے مہملین کو اس میں ذکر کیا جیسا کہ جزء اول کے آخر میں اس کی تصریح کی ہے۔

الغرض اس راوی کی وثاقت کی کوئی محکم دلیل کتب رجال میں نظر نہیں آئی جیسا کہ علامہ حلی کے معاصر عظیم رجالی ابن داود نے تصریح کی ہے۔

---

[۲۸] ۔تنقیح المقال ج۶ص۶۱۱-۶۱۳

۱۶۔احمد بن علی بن کلثوم سرخسی

کشی نے رجال میں ح۱۰۸۷، ۱۰۸۴، ۱۰۱۸ اس سے نقل کی اور ح۱۰۱۵ کی سند میں فرمایا:**أحمد بن علی ابن کلثوم السرخسی:وکان من القوم (الفقهاء خ) وکان مأمونا علی الحدیث**[۲۹]؛یہ قوم فقہاء یا عامہ میں سے تھااور دوسرے نسخے کے مطابق یہ فقہاء میں سے تھالیکن حدیث کے معاملے میں امانت دار اور قابل اعتماد تھا۔

اس عبارت میں لفظ قوم یا فقہاء میں سے کونسا لفظ زیادہ قرین قیاس ہے اس میں دونوں طرف اقوال موجود ہیں بلکہ محدث نوری نے لفظ فقہاء کو ترجیح دی ہے لیکن اس کی وضاحت شیخ طوسی کے قول سے ہوتی ہے جو انہوں نے رجال میں فرمایا: یہ شخص اہل سرخس میں سے تھا اور غلو کے بارے میں متہم تھا[۳۰]، تو اس کا کشی کے کلام میں غالیوں کی قوم سے ہونا زیادہ ترجیح رکھتا ہے ورنہ ایک فقیہ کو شیخ طوسی کس طرح محض متہم بالغلوّ کہہ کر گزر سکتے ہیں حالانکہ رجال کشی کی تصحیح ص تحقیق اور تدریس سب سے پہلے انہوں نے فرمائی ہے۔

تجزیہ بعض دانش مندوں نے اس پر غلو کی تہمت کو غیر معتبر قرار دیا ہے بلکہ اس کو اس کی جلالت اور عظمت کی نشانی قرار دیا ہے جیسا کہ ایک طویل کلام تنقیح اور اس کے جدید حاشیہ میں موجود ہے[۳۱]اس کو نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ شیخ طوسی اور ایک نسخے کی بناء پر کشی اور ابن داود کی شہادت کے بعد ہم اس شخص کے غالی ہونے میں شک نہیں کرتے اور اس روش کو بھی مناسب نہیں سمجھتے کہ ایک راوی کے غالی نہ ہونے کے دفاع میں شیخ طوسی وکشی وغیرہ عظیم علماء ومتکلمین کو مقصر قرار دیا جائے۔

---

[۲۹] ۔رجال کشی ، ترجمۃ إبراہیم بن مہزیار (۴۰۶ - ۴۰۸)

[۳۰] ۔ رجال باب من لم یرو عنھم، ن ۴ ، ابن دادود نے بھی اسے غالیوں کی فہرست میں ذکر کیا ہے ۔

[۳۱] ۔تنقیح المقال ۱۰ص۷-۱۱۔

جہاں تک اس راوی کے ثقہ اور سچے ہوتے کا تعلق ہے تو کشی نے باوجود اس کے غالی ہونے کے اسے حدیث کے معاملہ میں امین قرار دیا ہے اگرچہ صاحب بحار نے وجیزہ میں اور علامہ حلی ، صاحب حاوی ، ابن داود وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے تو اس اختلاف اقوال میں رجالی قوانین کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اسے موثق قرار دیا جائے گا اگرچہ ایک غالی کا موثق ہونا علماء نے بعید سمجھا ہے صاحب تکملہ نے کیا خوب فرمایا:

بے شک حدیث کا معتبر ہونا مذہب کے فاسد ہونے کے منافی نہیں کیونکہ روایت کے قبول کرنے میں معیار سچے ہونے پر ہے اس کے صحیح العقیدہ ہونے پر نہیں تو اس پر غلو کی تہمت کا ضرر اس کے حدیث کے معاملے میں امین ہونے سے ٹل جاتا ہے کیونکہ اس سے اس کی حدیث موثقہ شمار ہوگی اور کشی کی صریح عبارت میں اس کے معتمد ہونے کو بیان کیا گیا ہے اور وہی حجت ہے کیونکہ متاخرین کے اقوال اجتہادی اور حدسی ہیں تو کشی کے قول کو ترجیح دی جائے گی [۳۲]۔

۱۷۔احمد بن محمد بن یعقوب بیہقی

رجال کشی میں ح۶۸۷و۹۰۳ اس کی وساطت سے نقل ہوئی ہیں اور محدث نوری نے بھی اسے مشائخ کشی میں ذکر کیا ہے لیکن مقدمہ رجال کشی ط محققہ مشہد میں اس کا ذکر نہیں ہے ، صاحب تنقیح نے الوسیط سے نقل کیا کہ کشی نے اس پر رحمت خدا کی دعا کرتے ہوئے روایت کی ہے اور اس سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا : میں نے فضل بن شاذان پر نماز جنازہ پڑھی ۔۔۔اور فضل بن شاذان کے متعلق نقل کی جانے والی مذمت کو ردّ کیا ، پھر صاحب تنقیح المقال فرماتے ہیں: اس کے شیعہ امامی ہونے میں شک نہیں اور کشی کا اس کے لیے رحمت کی دعا کرنا اس کے حسن کی علامت ہے [۳۳]۔

---

[۳۲] ۔مجمع الرجال ا ص۴۷ ، تنقیح المقال ۷ ص۹ ط جدید اور اسی میں دیگر اقوال کے مدارک بھی ذکر ہیں ۔

[۳۳] ۔تنقیح المقال ۸ ص۱۲۶-۱۲۷ ط جدید ۔

ظاہرا صاحب وسیط کی مراد رجال کشی کی روایت ۱۰۲۸ کا ذیل ہے : احمد بن یعقوب ابو علی بیہقی رحمہ اللہ نے کہا : جو تونے اس توقیع کے متعلق سوال کیا جو فضل بن شاذان کے بارے میں وارد ہوئی کہ امام نے اس کے نظریہ تجسیم خدا کی وجہ سے اس پر لعنت کی تو یہ باطل ہے بلکہ امام نے اپنے حقوق کے لیے نیشاپور میں عراق سے اپنا ایک وکیل بھیجا تھا جس کا نام ایوب بن ناب تھا۔۔۔اور روایت ۱۰۷۶ میں ہے احمد بن محمد بن یعقوب نے مجھے حدیث بیان کی ۔۔۔ظاہر اس راوی کا فضل بن شاذان پر نماز پڑھنا، کشی کا اس کے لیے دعاحمت کرنا اور اس کا کشی کے لیے استاد ہونا اور فضل بن شاذان کا دفاع کرنا اس کے شیعہ امامی ہونے کے لیے اور حسن ہونے کی دلیل ہیں[۳۴]۔

تجزیہ : قواعد رجال کی رو سے سوائے اس پر دعائے رحمت اور کشی کے استاد ہونے کے کوئی دلیل اس کے ثقہ یا حسن و ممدوح ہونے کی دلیل نہیں کہی جاسکتی کیونکہ وہ تو خود اسی کے قول سے ثابت ہوتی ہیں اور خود کسی راوی کا قول کیسے اس کی مدح قرار پاسکتا ہے اس طرح تو ہر راوی چاہے گا کہ اس کی مدح کی جائے بلکہ اس کے ہم عصر افراد سے اس کی وثاقت اور مدح کو ثابت کرنا پڑتا ہے اور جہاں تک دعائے رحمت اور کشی کے استاد ہونے کا تعلق ہے تو اس پر پہلے بحث ہوچکی کہ یہ علامت حسن نہیں، کشی کے شیخ الحدیث ن ۱۲ میں اس کی تفصیل ذکر ہوچکی ہے۔

۱۸۔احمد بن محمد خالدی ابوالحسن

رجال کشی ح ۷۷۴ میں اس سے روایت کی گئی ہے اس کے علاوہ کتب رجال و حدیث میں اس کا کہیں ذکر نہیں اس لیے اسے مہمل شمار کیا جائے گا۔

---

[۳۴] سابقہ حوالہ ۔

۱۹۔احمد بن منصور خزاعی

کشی نے ح ۱۴۱۷ و ۳۴۷ اس سے بلاواسطہ نقل کی ہیں اور باقی آٹھ روایات محمد بن مسعود کے واسطے سے نقل کی ہیں، اور شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب امام رضاؑ کے باب میم میں محمد بن منصور بن نصر خزاعی کا ذکر کیا ہے اور فرمایا: اسے احمد بن منصور بھی کہتے ہیں اور اسی طرح سری بن عاصم کے ترجمہ میں فہرست میں اس کی کتاب کی طرف سند میں بھی یہ راوی واقع ہوا ہے[۳۵]۔

اگر یہ وہی راوی ہے جسے شیخ نے اصحاب امام رضاؑ میں ذکر کیا تو اولا وہ مجہول الحال ہے ثانیا اس کا کشی کے لیے استاد ہونا مشکل ہے کیونکہ کشی، محدث کلینی کے معاصر ہیں اور وہ امام رضاؑ کے اصحاب سے دو تین واسطوں سے روایت نقل کرتے ہیں تو کس طرح کشی ان سے بلاواسطہ روایت کر سکتے ہیں اور اگر یہ کوئی اور شخص ہے جیسا کہ قوی تر یہی ہے تو یہ مجہول ہے اور اس کے حسن و ممدوح ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملی ہے۔

۲۰۔احمد بن یعقوب ابو علی بیہقی

روایت ۱۰۲۸ میں کشی نے اس کے لیے دعا رحمت کی ہے اس کے علاوہ کتب رجال و حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے اس لیے یہ مہمل ہے اس سے پہلے احمد بن محمد بن یعقوب کے عنوان سے اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

۲۱۔اسحٰق بن محمد

محدث نوری نے مستدرک میں اسے مشائخ کشی میں شمار کیا[۳۶]، کشی نے ح۳۱۱ اس سے بلاواسطہ نقل کی ہے لیکن دوسری روایت نصر بن صباح کے واسطے سے نقل کی ہے اور مقدمہ

---

[۳۵] ۔رجال شیخ ص۳۹۱ن۵۶ ،فہرست شیخ ص۱۵۱ ن۳۱۵ ط مشہد مطابق ط ہند بتوسط اسپرنگر، تنقیح المقال ۸ص۱۴۸-۱۴۹۔

[۳۶] ۔خاتمہ مستدرک ج۳ص۲۹۷ ط جدید ۔

رجال کشی ط محققہ مشہد میں اسے کشی کے شیوخ میں ذکر نہیں کیا گیا بلکہ روایت ۱۱۳۱ کی سند میں لکھا ہے کہ ظاہراً اس کی سند کا پہلا راوی ساقط ہوا ہے۔

اولاً تو اس کا کشی کے مشائخ میں سے ہونا ثابت نہیں ہے ثانیاً اس کی توثیق یا مدح کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے بلکہ قرین قیاس یہ ہے کہ یہ اسحٰق بن محمد وہی بصری ہو جس سے نصر بن صباح روایت کرتا ہے جسے شیخ طوسیؒ نے رجال میں امام ہادیؑ کے اصحاب میں متہم بالغلو اور رجال امام عسکریؑ میں فرمایا اس کی کنیت ابو یعقوب ہے[۳۷]۔

خود کشی نے ایک جماعت کے متعلق محمد بن مسعود عیاشی سے سوال کی جن میں یہ شخص بھی ہے تو انہوں نے جواب دیا: ابو یعقوب اسحاق بن محمد بصری غالی تھا میں اس سے احادیث لکھنے کے لیے بغداد گیا اور اس سے حدیث کی کتاب مانگی تاکہ اس سے روایات نقل کرلوں تو وہ میرے پاس تفویض سے متعلقہ مفضل بن عمر کی احادث لایا تو میں نے اس میں کوئی دلچسپی نہ لی پھر وہ میرے پاس اپنے ثقہ استادوں کی احادیث کا نسخہ لایا اور میں نے دیکھا کہ وہ کبوتر بازی کا بڑا شوقین تھا اور ان کو رکھنے کی فضیلت میں احادیث نقل کرتا ہے اگرچہ جن لوگوں سے میں نے ملاقات کی ان سب سے زیادہ حافظہ رکھتا تھا[۳۸]۔

نیز کشی نے جابر جعفی کے ترجمہ میں ایک حدیث کی سند میں فرمایا جس میں اسحاق بن محمد بصری بھی ہے: یہ حدیث وضعی ہے اور اس کے جھوٹ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور اس کے تمام راوی غلو و تفویض سے متہم ہیں[۳۹]۔

نیز کشی نے مفضل بن عمر کے ترجمے میں ایک روایت کی سند میں بھی اسے ان لفظوں میں غالی قرار دیا: یہ غالی ہے بلکہ غالیوں کے ارکان میں سے ہے[۴۰]۔

---

[۳۷] ۔رجال طوسی ، امام ہادیؑ کے اصحاب۔
[۳۸] ۔رجال کشی ، ح ۱۰۱۴۔
[۳۹] ۔سابقہ حوالہ ، ح ۴۴۲۔

تجزیہ: اگر یہ شخص اسحاق بن محمد بصری ہے جیسا کہ اقوی یہی ہے تو اس کے غالی اور غیر معتبر ہونے میں کوئی شک نہیں اگرچہ بعض افراد نے غلو کی نسبتوں پر اعتراض کیا ہے اور بالملازمہ سابقہ دور کے جلیل القدر متکلمین علماء و فقہاء کو جنہوں نے غالیوں کو غالی کہا مقصر کہہ ڈالا ہے ہم تو اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ایک مجہول الحال راوی کے دفاع میں بلکہ ایک ایسے راوی کی خاطر جسے علماء رجال مثل شیخ طوسی و کشی اور نجاشی نے غالی کہا ہو اس کے دفاع میں ان علماء کو مقصر کہیں اور یہ کہیں کہ وہ بہت سے ایسے فضائل کو جو آج ائمہؑ کی فضیلت اور مدح شمار ہوتے ہیں انہیں وہ غلو شمار کرتے تھے یہ غلو کی حقیقت کو نہ سمجھنے اور ان علماء کے علم کلام میں مہارت تامہ کے باور نہ کرنے کا نتیجہ ہے اور اس بحث کو طول دینا کا کوئی خاص فائدہ بھی نہیں[41]۔

۲۲۔جبریل بن احمد فاریابی

رجال کشی میں ح۷ ۲،۲۶،۲۱، ۱۳، ۷ وغیرہ میں جن کی تفصیل رجال کشی کی تفصیلی فہرست میں ملاحظہ ہو یہ راوی سند کے شروع میں واقع ہوا ہے فاریابی فاریاب کی طرف نسبت ہے جو بلخ سے چھ مراحل کے فاصلے پر واقع ایک مشہور شہر ہے[42]۔

شیخ طوسی نے فرمایا: یہ شخص کشّ میں مقیم تھا اور عراق، قم اور خراسان کے علماء سے کثرت سے روایت کرتا تھا؛ **كان مقيما بكش كثير الرواية عن العلماء بالعراق وقم وخراسان**[43]۔

---

[40] ۔سابقہ حوال،۔ ح۸۴۔

[41] ۔مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ؛ خاتمہ مستدرک ، ۳ص۲۹۴ط جدید ، تنقیح المقال ۹ص۱۹۱-۱۹۵ ط جدید ، تعلیقہ وحید ط بر حاشیہ منہج المقال ص۵۴، قاموس الرجال مقدمہ ،اص۵۱ط اول، فصل ۲۴۔

[42] ۔ معجم البلدان ۴ص۲۲۹ ط محققہ۔

[43] ۔ رجال طوسی ، باب من لم یرو عنھم، ن۹۔

وحید بہبانی کے تعلیقہ اور حواشی مجمع الرجال میں اس کے متعلق لکھا ہے [۴۴]: کشی کے اسے ذکر کرنے، اس سے روایت نقل کرنے اور اس پر اعتماد کرنے حتی اس کے خط اور اس کی کتاب پر اعتماد کرنے سے اس کی جلالت بلکہ وثاقت ظاہر ہوتی ہے۔

اور میر داماد نے رجال کشی کے تعلیقہ میں ابن داود اور شیخ کے کلام کو نقل کیا اور فرمایا:

ومن ديدن الاصحاب أن المشيخة المذكور ين فى باب " لم " لايعتبرون فيهم صريح التوثيق اليه، بل يكتفون فيهم بالمدح، واذا لم يكن فى أحدهم مطعن وغميزه كان حديثه معدودا من الصحاح عندهم. علماء کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ان مشائخ کے بارے میں توثیق کی تصریح نہیں کرتے جن کو باب من لم یرو عنھم میں ذکر کیا گیا ہے بلکہ ان کے بارے میں مدح کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں اور جب ان میں کسی کے بارے میں کوئی اشکال نہ ہو تو اس کی حدیث کو صحیح شمار کرتے ہیں [۴۵]

تجزیہ: ان عبارتوں میں اس راوی کی توثیق یا مدح کے لیے کوئی اہم علامت ذکر نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ وہ مشائخ کشی میں سے تھا اور کشی نے ان سے روایت نقل کی ہے اس سے ہر گز کسی کا معتبر اور حسن ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل گزر چکی ہے بلکہ لازم ہے کہ قدماء میں سے کسی کی توثیق خاص راوی کے بارے میں ثابت کی جائے بھلا جس راوی کو شیخ نے صریحا کتاب رجال میں ذکر کیا ہے اور اس کی توثیق نہیں کی ہے اور اسکے بارے میں کوئی معتبر دلیل اعتبار کی نہیں ملی صرف اس لیے اس کی روایت کو معتبر قرار دے دیا جائے کہ اس سے کشی نے روایت کو نقل کیا ہے۔

---

[۴۴] ۔تعلیقہ وحید ط بر حاشیہ منہج المقال ۳ص۷۴ان۳۲۶،مجمع الرجال ۲ص۱۶۔

[۴۵] ۔تعلیقہ رجال کشی ، میرداماد اص۳۲ ، اورانہوں نے ابن داود کی رجال ص۸۰ سے اس راوی کے قسم ممدوحین ہونے کو نقل کیا ہے ۔

ہاں ابن حجر نے اسے ان لفظوں میں یاد کیا ہے :**جبريل بن أحمد الفاريابى أبو محمد الكشى: قال أبو عمرو الكشى: حدثنا عنه محمد بن مسعود وغيره وكان مقيماً بكش له حلقة كثير الرواية وكان فاضلاً متحرياً كثير الأفضال على الطلبة وقال ابن النجاشى: ما ذاكرته بشىء إلا مر فيه كأنما يقرأه من كتاب ما رأيت احفظ منه وقال لى: ما سمعت شيئاً فنسيته ذكراه فى رجال الشيعة**[۴٦].

جبریل بن احمد فاریابی ابو محمد کشی ؛ تو ابو عمرو کشی نے کہا ؛ ہمیں اس سے محمد بن مسعود وغیرہ نے روایت بیان کی اور وہ کش میں رہتے تھے اور ان کا حلقہ درس تھا کثرت سے روایت نقل کرتے تھے اور وہ فاضل اور آزاد رائے رکھنے والے انسان اور طلبہ پر احسانات کرنے والے شخص تھے اور نجاشی[۴۷] نے کہا: میں نے جب بھی ان سے کسی مسئلے میں بحث کی تو وہ ایسے گزر جاتے تھے جیسے کسی کتاب سے دیکھ کر بیان کر رہے ہوں اور میں نے ان سے بڑھ کر قوی حافظے والا کسی کو نہیں دیکھا اور اس نے مجھے بتایا کہ میں نے کوئی ایسی چیز نہیں سنی جو میں بھول گیا ہو اور ان دونوں نے اس کو رجال شیعہ میں ذکر کیا ہے۔

تبصرہ : اس عبارت میں خلط موجود ہے کیونکہ ہمارے عظیم رجالی نجاشی اور جبرئیل بن احمد کے درمیان دو واسطوں کا فاصلہ ہے تو کس طرح نجاشی ان سے بالمشافہہ بحث کر سکتے ہیں اور پھر نجاشی نے اسے اپنی رجال میں ذکر نہیں کیا ہے ثانیاً کشی نے جبریل بن احمد سے بلاواسطہ

---

[۴٦] ۔لسان المیزان ۲ص۹۴ ن ۳۸۰۔

[۴۷] ۔ابن حجر جیسے رجالی اور محقق سے بعید ہے کہ وہ شیعہ رجال سے اس قدر دور ہوں کہ ان کے بزرگ اور جلیل القدر رجالی کے نام تک سے واقف نہ ہو ،انہوں نے یہاں نجاشی کو ابن نجاشی سے تعبیر کیا ہے مگر یہ کہ نسخہ بنانے والوں سے اشتباہ ہوا ہو ۔

روایات نقل کی ہیں اور اس عبارت میں تصریح کی گئی ہے کہ کشی نے فرمایا کہ وہ عیاشی وغیرہ کے واسطے سے اس سے روایت نقل کرتے ہیں بلکہ موجودہ رجال کشی میں اس سے صرف روایات نقل ہوئی ہیں اس کے علاوہ اس کے احوال کا ذکر نہیں ہوا ہے ثالثا جبریل بن احمد کے متعلق شیعہ متقدمین کی عبارات خالی نظر آتی ہیں اور محض کشی کا کسی سے کثیر روایات نقل کرنا اس کی وثاقت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ نجاشی نے تصریح کی ہے کہ انہوں نے ضعفاء سے بھی کثیر روایات نقل کی ہیں تو اس راوی کے بارے میں مدح کا حکم لگانا مشکل ہے۔

۲۳۔ جعفر بن احمد بن ایوب سمرقندی ابو سعید[۴۸]

سمرقندی شہر سمرقند کی طرف نسبت ہے جو مشہور بڑے شہروں میں سے ہے اور ایک قول ہے کہ اسے ذوالقرنین نے بنایا اور کہا جاتا ہے کہ اس کے لوہے کے بارہ دروازے تھے اور ہر دو دروازوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ تھا اور اسکے اندر ایک شہر تھا جس چار دروازے تھے وہاں ایک نہر جاری ہے جو رصاص کے اوپر بہتی ہے چونکہ زمین کی اوپر والی تہہ وہی ہے[۴۹]۔

ماہر رجال شیعہ نجاشی فرماتے ہیں: **جعفر بن أحمد بن أيوب السمرقندى أبو سعيد يقال له ابن العاجز، كان صحيح الحديث والمذهب، روى عنه محمد بن مسعود العياشى. ذكر أحمد بن الحسين رحمه الله أن له كتاب الرد على من**

---

[۴۸] ۔ رجال النجاشى اص۱۰۱ن ۳۰۸، رجال الطوسى ۴۵۸ن ۷، معالم العلماء ۳۱ن ۱۷۱، رجال ابن داود ۸۲ن ۲۹۶، رجال العلامة الحلى ۳۲ن ۱۴، ايضاح الاشتباه ۱۳۰ن ۱۲۸، لسان الميزان ۲ص۱۰۷ن ۴۳۸، نقد الرجال ۶۸ن ۹، مجمع الرجال ۲ن۲۳، نضد الايضاح ۷۴، جامع الرواة اص۱۵۷، وسائل الشيعة ۲۰ص۱۵۲ن ۲۱۹، الوجيزة ۷ ۱۴، هداية المحدثين ۳۰، بهجة الآمال ۵۰۸، تنقيح المقال اص۲۱۲، إعيان الشيعة ۴ص۸۱، الذريعة ۱۰ص۲۲۸ن ۶۸۷، العندبيل ۹۶، الجامع فى الرجال اص۳۶۵، معجم رجال الحديث ۴ص۵۰ن ۲۱۲۲، قاموس الرجال ۲ص۳۷۲.

[۴۹] ۔ مراصد الاطلاع ۲ص۷۳۶، معجم البلدان ۳ص۲۴۶۔

زعم أن النبی صلی الله علیه وآله کان علی دین قومه قبل النبوة. طریقنا إلیه شیخنا أبو عبد الله محمد بن محمد عن جعفر بن محمد بن قولویه، عن محمد بن عمر بن عبد العزیز الکشی عنه]به[50]-

ترجمہ: جعفر بن احمد بن ایوب سمرقندی ابو سعید جنہیں ابن عاجز کہا جاتا ہے وہ حدیث اور مذہب کے حوالے سے صحیح تھے ان سے محمد بن مسعود عیاشی نے روایت کی اور احمد بن حسینؒ (ابن عضائری) نے ذکر کیا کہ اس نے ان لوگوں کی ردّ میں کتاب لکھی جو گمان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اعلان نبوت سے پہلے اپنی قوم مشرکین عرب کے دین پر تھے اور ہماری سند اس کتاب کی طرف ہمارے شیخ ابو عبداللہ محمد بن محمد (شیخ مفید) از ابن قولویہ از ابو عمرو کشی ہے۔

تبصرہ: نجاشی نے اس کلام میں اس کی حدیث اور مذہب کے صحیح ہونے پر تصریح قائم کی ہے جو کہ اس شخص کی دیانت داری اور امانت داری کی وجہ سے ہے اس کلام میں ابن عضائری کے کلام کو نجاشی نے نقل فرمایا اور ظاہر ہے کہ ابن عضائری فی نفسہ ایک عظیم دانش مند اور ثقہ و معتمد شیعہ عالم تھے ثالثاً اس کلام میں اس جعفر سمرقندی کا وصف ابن عاجز بیان کیا گیا ہے جو کہ رجال کشی کی کثیر سندوں اور مجمع الرجال و رجال ابن داود کے مطابق صحیح نہیں چونکہ انہوں نے ابن تاجر قرار دیا ہے اور اس کی تائید شیخ طوسی کے کلام سے ہوتی ہے۔

شیخ طوسی نے فرمایا: جعفر بن محمد بن ایوب معروف بہ ابن تاجر سمرقند کا رہنے والا ہے اور متکلم ہے اور اسکی کتابیں ہیں۔

---

[50] ۔رجال نجاشی، ص۱۲۱ن۳۱۰، ط مدرسین قم اور ط ہند بمبئی ص۸۷۔

تجزیہ : رجال شیخ کے مطبوعہ نسخے میں جعفر بن محمد لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے رجال کشی کی کثیر اسانید اور رجال نجاشی اور مجمع و رجال ابن داود کے نسخوں کے مطابق صحیح یہ ہے کہ جعفر کے باپ کا نام احمد ہے نمونے کے طور پر ابن داود کا کلام نقل کیا جاتا ہے انہوں نے رجال کے قسم اول میں فرمایا: **جعفر بن أحمد بن أيوب السمرقندی يقال له " ابن التاجر كذا رأيته بخط الشيخ رحمه الله (جخ، جش) كان صحيح الحديث والمذهب، روى عنه محمد بن مسعود العياشی**[51]. یعنی انہوں نے جو شیخ طوسی کے رجال اور نجاشی میں پایا ایسے ہے۔

رجال کشی میں جو اس کی کثیر روایات ہیں ان کو اس کی تفصیل فہرست میں ملاحظہ کیا جائے اکثر متاخرین نے اسے اپنی کتابوں میں نجاشی و طوسی کے کلام کو ذکر کیا ہے[52]۔

اور اس نے عبد اللہ بن فضل، علی بن حسن، اور علی بن محمد سے روایت کی، اور اس سے اس کے شاگرد محمد بن مسعود عیّاشی، اور محمد بن إسماعیل برمکی. نے روایت کی ، اس کی روایات تہذیبین اور کتب صدوق میں بھی نقل ہوئی ہیں[53] جیسے **جعفر بن أحمد بسنده عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليهما السَّلام ـ وقد سئل عن رجل دخل مع الاِمام فی صلاته، وقد سبقه بركعة، فلمّا فرغ الاِمام خرج مع الناس ثم ذكر**

---

[51] رجال ابن داود، ص۸۲ن۲۹۶ ط جامعہ طہران۔

[52] ۔خلاصۃ الاقوال علامہ حلی ، ص۳۲ن۱۴،حاوی الاقوال اص۲۳۴ن۱۱۸،نقد الرجال ۷ ۳۳اان۹۴۵ط محققہ منہج المقال ۲ص۲۳۰ن۵۳۴،تنقیح المقال ۱۵اص۲۴ط محققہ ۔

[53] ۔تہذیب الاحکام ۲ص۱۸۴،ن۷۳۲،ص۱۹۷ان۷۷۶، فقیہ ۴ص۳۷۰ در مشیخہ ، جابر انصاری کی طرف اسناد ، اکمال دین ،۲۳۹۰ب۳۸ ح۴۔

أنّه فاتته رکعة ـ قال: يعيد رکعة واحدة، يجوز له ذلک إذا لم يحوّل وجهه عن القبلة، فإذا حوّل وجهه فعليه أن يستقبل الصلاة استقبالاً[۵۴]۔

جعفر بن احمد نے اپنی سند سے محمد بن مسلم کے واسطے سے امام باقر و صادقؑ میں سے ایک سے روایت کی؛آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو پیش نماز کے ساتھ جماعت میں شریک ہوا جبکہ امام جماعت اس سے ایک رکعت سبقت کر چکا تھا پس جب امام جماعت فارغ ہو چکا وہ لوگوں کے ساتھ نماز سے فارغ ہو گیا پھر اسے یاد آیا کہ اس کی ایک رکعت رہتی ہے ؟آپؑ نے فرمایا: وہ ایک رکعت کو دوبارہ پڑھے اور یہ اس کے لیے اس وقت جائز ہے جب تک اس نے اپنا چہرہ قبلے سے نہ پھیرا ہو پس جب اسے پھیر چکا ہو تو پوری نماز قبلہ رو ہو کر پڑھے۔

۲۴۔ جعفر بن محمد ابو عبداللہ رازی خواری

کشی نے رجال میں ح ۶۴ میں اس سے روایت کی اور ظاہرا یہ بھی مہمل ہے یعنی اس کا کتب رجال و حدیث میں دیگر کوئی ذکر نہیں مل سکا۔

۲۵۔ جعفر بن محمد بن معروف ابو محمد کشّی

کشی نے اس سے ۴۰ سے زائد موارد میں روایت ی ہے جن کو رجال کشی کی تفصیلی فہرست میں ذکر کیا گیا ہے ،یہاں ان کا تکرار بہتر نہیں ہے ہاں بعض جگہوں پر ابو محمد جعفر بن معروف کا عنوان ہے تو بعض میں جعفر بن محمد بن معروف کا عنوان دیا گیاہے[۵۵]۔

شیخ طوسی نے فرمایا: یہ ابو محمد کشی وکیل تھا اور امام سے خط کتابت رکھتا تھا[۵۶]،علامہ حلی نے شیخ کا قول نقل کرنے کے بعد فرمایا: ظاہرا یہ جعفر بن معروف سمرقندی نہیں ہے

---

[۵۴] ۔ الاستبصار: ج۱، الحدیث ۱۴۰۱.

[۵۵] ۔ملاحظہ ہو ؛رجال کشی ، ن۱۱۰۹، ۱۰۲۲۔

[۵۶] ۔رجال شیخ طوسی ، باب من لم یرو عنھم، ص۴۵۸ن۸۔

جس کے متعلق ابن غضائری نے فرمایا: وہ مرتفع المذہب (غالی) اور حدیث میں یعرف و ینکر[۵۷] ہے کیونکہ ابن غضائری نے اس کی کنیت ابو الفضل بیان کی ہے اور فرمایا: اس سے عیاشی نے کثیر روایات نقل کی ہیں[۵۸]۔

علامہ حلی کی بات ہی قرین قیاس ہے کہ جعفر بن معروف کشّی اور سمرقندی الگ الگ افراد کے نام ہیں کیونکہ ان کی کنیتوں اور نسبتوں میں فرق ہے۔

ابن حجر نے کہا: جعفر بن معروف کشّی کو شیخ طوسی نے رجال شیعہ میں ذکر کیا ہے اور علی بن حکم نے کہا کہ وہ کثرت سے عبادت کرتا تھا[۵۹]۔ اور کیونکہ متاخرین نے انہی اقوال کو ذکر کیا ہے اس لیے انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۶۔حارث بن نصیر ازدی

یہ راوی رجال کشّی میں ح۶۷ کے شروع میں واقع ہوا ہے اس وجہ سے محدث نوری نے اسے مستدرک میں مشائخ کشّی میں شمار کیا ہے حالانکہ اس حدیث کے شروع میں حارث بن حصیرہ کا عنوان موجود ہے، پہلا عنوان تو بالکل مہمل ہے اور کتب رجال و حدیث میں موجود نہیں ہے دوسرا عنوان رجال شیخ میں اصحاب امیر المومنینؑ اور اصحاب امام باقر و صادقؑ میں ذکر کیا ہے تو اس کی باقی رجالی بحثوں کو چھوڑ کر اتنا یاد رکھنا ضروری ہے کہ

---

[۵۷]۔اس سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث کبھی لی جاتی ہے اور کبھی رد کی جاتی ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض دانش منداس کی روایات کو قبول کرتے ہیں اور بعض ان کا انکار کرتے ہیں اور اس کی دلالت راوی کے ضعیف اور غیر معتبر ہونے پر نہیں ہے کیونکہ حدیث کے مضمون کا غیر مقبول ہونا راوی کے عدالت سے منافات نہیں رکھتا اگرچہ اس کا نہ ہونا ترجیحات میں سے ہے، عدۃ الرجال، ج ۱، ص ۲۴۴ - ۲۴۵؛ نہایۃ الدرایۃ، ص ۴۳۷. فی دلالتہ علی الجرح تأمّل. الوجیزۃ، ص ۵. لیس من إسباب الجرح و ضعف الحدیث علی رویّۃ المتأخّرین. نعم ہو من إسباب المرجوحیّۃ المعتبرۃ فی مقامہا. فوائد الوحید، ص ۴۳. لیس بظاہر فی القدح؛إذ لا منافاۃ بینہ و بین العدالۃ، لکن تصلح للترجیح. عدۃ الرجال، ج ۱، ص ۱۶۴. توضیح المقال، ص ۲۱۱. لا ظہور لہ بالقدح. نہایۃ الدرایۃ، ص ۴۳۷. لا شبہۃ فی إفادتہ الذمّ فی حدیث الراوی، و فی دلالتہ علی القدح فی العدالۃ خلاف. مقباس الہدایۃ، ج ۲، ص ۲۹۹-۳۰۰.

[۵۸] ۔ خلاصۃ الاقوال ص۱۳۱ن۵۔

[۵۹] ۔لسان المیزان ، ۲ص۱۲۸ ن ۵۵۴۔

صحابی امام صادقؑ کو کشی کے مشائخ میں شمار کرنا ممکن نہیں ہے اور ثانیا یہ ایک مہمل اور غیر معتبر عنوان ہے[۶۰]۔

۲۷۔ حسین بن اشکیب[۶۱]

یہ رجال کشی کی حدیث ۲۹۰ میں حسین بن اشکیب از محمد بن خالد برقی کے عنوان سے اور ح۹۷۳ میں حسین از محمد بن خالد برقی کے عنوان سے واقع ہوا ہے شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب امام ہادیؑ میں حسین بن اشکیب قمی کو خادم القبر[۶۲] کے عنوان سے یاد کیا ہے پھر امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں حسین بن اشکیب مروزی مقیم سمرقند و کش کہا ہے اور فرمایا ہے: وہ ایک عالم اور متکلم اور کتابوں کا مصنف ہے پھر باب من لم یرو عنھمؑ میں فرمایا: حسین بن اشکیب مروزی فاضل، جلیل القدر، متکلم، فقیہ اور مناظر، صاحب تصانیف، لطیف الکلام، جید النظر شخصیت ہے۔

نجاشی نے فرمایا: حسین بن اشکیب ہمارے خراسانی شیوخ میں سے ہے اور ثقہ اور مقدم ہے اسے جناب ابو عمرو کشی نے اپنے رجال میں اصحاب امام ابو الحسن عسکریؑ میں شمار کیا اور عیاشی نے اس سے کثرت سے روایت کی ہے اور اسکی روایت پر اعتماد کیا ہے، ثقہ، ثقہ

---

[۶۰]

[۶۱] ۔ رجال النجاشی اص۱۴۶ن۸۷، رجال الطوسی ۱۴۱۳ن۱۸ و ۴۲۹ن۱ و ۴۶۲ن۷، معالم العلماء ۴۱ن۲۶۲، رجال ابن داود ۱۲۱ن۴۶۷ و ۴۶۵، رجال العلامۃ الحلی ۴۹ن۸، ایضاح الاشتباہ ۱۴۹ن۱۸۴، نقد الرجال ۱۰۲ن۲۲، مجمع الرجال ۲ص۱۶۷، نضد الایضاح ۱۰۱، جامع الرواۃ اص۲۳۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۱۷۳ن۳۵۳، الوجیزۃ ۱۵۰، بہجۃ الآمال ۳ص۲۵۱، تنقیح المقال اص۳۲۰ن۲۸۴۹، اِعیان الشیعۃ ۵ص۴۵۸، الذریعۃ ۱۰اص۲۲۷ن۶۸۸ و ۲۴ص ۳۲۸ن ۱۷۲۳، العندبیل اص۱۷۰، الجامع فی الرجال اص۵۸۱، معجم رجال الحدیث ۵ص۱۹۹ن۳۳۱۳، قاموس الرجال ۳ص۲۶۹.

[۶۲] ۔ظاہرا اس سے مراد دختر امام موسی کاظمؑ اور خواہر امام علی رضاؑ ،کریمہ اہل بیت حضرت فاطمہ معصومہؑ کی قبر مراد ہے جو محبان اہل بیتؑ کی زیارت گاہ ہے ۔

، ثبت[۶۳]، اور کشی نے فرمایا: وہ قمی خادم قبر ہے اور ہمارے شیخ مفید نے فرمایا: ہم سے ابو القاسم جعفر بن محمد نے بیان کیا کہ مجھے محمد بن وارث نے ان کی کتاب الرد علی من زعم ان النبیؐ کان علی دین قومہ اور الرد علی الزیدیۃ۔۔۔

اور ایک طویل حدیث جس میں غانم کشمیری کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے اس وقت کے امیر بلخ نے حسین بن اشکیب کو دوسرے تمام ماہرین علم کلام پر ترجیح دی اور پھر اس روایت میں امام زمانہؑ کا معجزہ بھی ذکر ہے[۶۴] اس لیے اس کو باوجود مفصل ہونے کے ذکر کیا جاتا ہے :

- ابو سعید غانم ہندی کا بیان ہے کہ میں ہند کے علاقہ کشمیر کے داخلی حصے کا رہنے والا تھا اور میرے چالیس ساتھی تھے، ہم بادشاہ کے دائیں کرسیوں پر بیٹھتے اور

---

[۶۳] ۔ بعض اوقات بعض راویوں کی جلالت اور وثاقت میں بلند مرتبے کو بیان کرنے کے لیے ایسے الفاظ کو تکرار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے جس سے معنی کی تاکید اور اس میں مبالغہ حاصل ہو جاتا ہے، جیسا کہ ماہرین علوم حدیث نے اس کی تصریح کی ہے؛ قد یتّفق فی بعض الرواة، إن یکرّر فی تزکیتہم لفظ الثقة، و ہو یدلّ علی زیادة المدح. الرعایة فی علم الدرایة، ص ۲۰۴؛ مقباس الہدایة، ج ۲، ص ۱۶۰. لابدّ فی التعدیل من اللفظ الصریح، وإعلی مراتبہ «ثقة»، و قد یؤکّد بالتکرار فیقال: «ثقة ثقة». وصول الأخیار، ص ۱۹۲. ربّما یتکرّر لفظ ثقة، فیفید التأکید و زیادة المدح، و فائدة ذلک تظہر فی ترجیح الأحادیث. حاوی الأقوال، ج ۱، ص ۱۰۱. الظاہر و المشہور إنّ قول الرجالیّین: «ثقة ثقة»، تکرّر اللفظ تاکیدا، و ربّما قیل: إن الثانی بالنون موضع الثاء. فوائد الوحید، ص ۲۲ - ۲۳؛ نہایة الدرایة، ص ۳۹۴. الظاہر - و ہو المشہور - إنّہ مکرّر یدلّ علی زیادة المبالغة والتوکید للوثاقة. تکملة الرجال، ج ۱، ص ۴۶.

[۶۴] ۔ کمال الدین شیخ صدوق ج۲ص۴۲۸ ح۶، توحید شیخ صدوق ص۱۷۹باب نفی المکان و الزمان ح۱۳، کافی شیخ کلینی ج۱ص۵۱۶ باب مولد امام زمانہؑ ح۳ ،بحار الانوار ج۵۲ص۲۷، یہاں کافی سے حدیث نقل کی گئی ہے لیکن کمال الدین سے سند بھی ذکر کی جاتی ہے؛ محمد بن علی بن محمد بن حاتم، عن عبد اللہ بن محمد بن جعفر، عن محمد ابن جعفر الفارسی، عن محمد بن إسماعیل بن بلال، عن الازہری مسرور بن العاص عن مسلم بن الفضل قال: أتیت أبا سعید غانم بن سعید الهندی بالكوفة فجلست فلما طالت مجالستی إياه سألته عن حاله وقد كان وقع إلى شئ من خبره، فقال: كنت من بلد الهند بمدينة يقال لها: قشمير الداخلة ونحن أربعون رجلا. وحدثنا أبی، عن سعد، عن علان الكلينی، عن علی بن قيس، عن غانم بن سعيد الهندی. قال علان: وحدثنی جماعة، عن محمد بن محمد الاشعری، عن غانم قال –

کتاب توریت ،انجیل ، زبور اور صحف ابراہیمؑ پڑھا کرتے تھے ،لوگوں کے مسائل حل کرتے اور علم دین کی تعلیم دیتے اور حلال و حرام کے متعلق فتوی دیتے تھے وار بادشاہ اور رعایا سب ہماری طرف رجوع کرتے تھے ،ایک دن نبی اکرم ﷺ کا ذکر ہوا، ہم نے کہا : اس نبی کا ذکر تمام آسمانی کتابوں میں ہے لیکن ان کا معاملہ ہم پر مخفی ہے ،ہم پر واجب ہے کہ ان کے متعلق جستجو کریں اور ان کے حالات کا علم حاصل کریں[۶۵]۔

ہم سب نے اس رائے سے اتفاق کیا کہ میں جاکر حالات معلوم کروں ،میں بہت سا مال لیکر سفر میں نکل پڑااور بارہ ماہ سفر کرنے کے بعد کابل کے قریب پہنچ گیا، راستے میں ڈاکووں نے حملہ کیا او میرا تمام مال لوٹ لیا اور مجھے بری طرح زخمی کردیا اور مجھے شہر کابل میں پہنچایا گیا،جب میری رسائی وہاں کے بادشاہ تک ہوئی اور وہ میرے حالات سے باخبر ہوا تو مجھے شہر بلخ بھیج دیا،وہاں کا حاکم داود بن عباس بن ابو اسود تھااس کو لوگوں سے میرے متعلق علم ہوا کہ میں ہند سے آیا ہو اور میں نے فارسی زبان سیکھ لی تھی پس وہاں کے فقہاء اور متکلمین سے مناظرے ہوئے اور داود بن عباس نے مجھے اپنے دربار میں بلایا اور فقہاء کو جمع کیا،انہوں نے مجھ سے مناظرہ کیا میں نے انہیں بتایا کہ میں اپنے وطن سے اس نبی کی تلاش میں نکلا ہوں جس کا ذکر میں نے آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے اس نے کہا: وہ

---

[۶۵] ۔اس روایت کے طویل متن کو ترجمے کے پیراگراف کے ساتھ تقسیم کرکے ذکر کیا جاتا ہے: علی بن محمد وعن غیر واحد من إصحابنا القمیین، عن محمد بن محمد العامری عن أبی سعید غانم الهندی قال: كنت بمدينة الهند المعروفة بقشمير الداخلة وأصحاب لی يقعدون على كراسی عن يمين الملک، أربعون رجلا كلهم يقرأ الكتب الاربعة: التوراة والانجيل والزبور وصحف إبراهيم، نقضی بين الناس ونفقههم فی دينهم و نفتيهم فی حلالهم وحرامهم، يفزع الناس إلينا، الملک فمن دونه، فتجارينا ذكر رسول الله صلى الله عليه وآله، فقلنا: هذا النبی المذكور فی الكتب قد خفی علينا أمره ويجب علينا الفحص عنه وطلب أثره-

کون ہے اور اس کا نام کیا ہے ؟ میں نے کہا: محمدؐ ،اس نے کہا: وہ ہمارے نبی ہیں جن کی تو تلاش کر رہا ہے[٢٦]۔

میں نے علماء سے ان کے احکام شریعت پوچھے ،پس انہوں نے بتائے ،میں نے کہا: میں تو جانتا ہوں کہ محمدؐ نبی ہیں لیکن یہ نہیں جانتا کہ ان کا وصف جو تم نے بیان کیا ہے وہ وہی ہیں یا نہیں ، مجھے ان کے رہنے کی جگہ بتاو تا کہ میں وہاں جاوں اور جو علامات اور دلائل میرے پاس ہیں ان کو جانچوں اگر وہی ہونگے جن کی مجھے تلاش ہے تو میں ان پر ایمان لے آوں گا انہوں نے کہا : وہ تو انتقال کر گئے ہیں میں نے کہا : ان کا وصی کونے ہے ؟ انہوں نے کہا: ابو بکر ، میں نے کہا یہ تو کنیت ہے اصلی نام بتاو؟ انہوں نے عبداللہ بن عثمان بتایا اور قریش تک نسب بیان کیا ، میں نے کہا اپنے نبی کا نسب بھی بیان کرو؟ انہوں نے آپ کا نسب بیان کیا ، میں نے کہا جن کی مجھے تلاش ہے یہ وہ نہیں ہیں ، جن کو میں تلاش کر رہا ہوں ان کے خلیفہ وہ ہیں جو دین میں ان کے بھائی ، نسب میں ان کے چچازاد اور ان کی بیٹی کے شوہر ہیں اور ان کے بیٹوں کے باپ ہیں ،اور اس نبی کی اولاد روئے زمین پر نہیں سوائے اس شخص کی اولاد کے جو اس کے خلیفہ ہیں[٢٧]۔

---

[٢٦] ۔ واتفق رأينا وتوافقنا على أن أخرج فارتاد لهم، فخرجت ومعى مال جليل، فسرت اثنى عشر شهرا حتى قربت من كابل، فعرض لى قوم من الترک فقطعوا على وأخذوا مالى وجرحت جراحات شديده ودفعت إلى مدينة كابل، فأنفذنى ملكها لما وقف على خبرى إلى مدينة بلخ وعليها إذ ذاک داود بن العباس بن أبى [أ] سود، فبلغه خبرى وأنى خرجت مرتادا من الهند وتعلمت الفارسية وناظرت الفقهاء وأصحاب الكلام، فأرسل إلى داود بن العباس فأحضرنى مجلسه وجمع على الفقهاء فناظرونى فأعلمتهم أنى خرجت من بلدى أطلب هذا النبى الذى وجدته فى الكتب، فقال لى: من هو وما اسمه؟ فقلت: محمد، فقال: هو نبينا الذى تطلب-

[٢٧] ۔ فسألتهم عن شرائعه، فأعلمونى، فقلت لهم: أنا أعلم أن محمدا نبى ولا أعلمه هذا الذى تصفون أم لا فأعلمونى موضعه لاقصده فاسائله عن علامات عندى ودلالات، فإن كان صاحبى الذى طلبت آمنت به،

یہ سنتے ہی انہوں نے مجھ پر حملہ کر دیا اور کہنے لگے: اے امیر! یہ شخص شرک سے نکل کر کفر کی طرف آیا ہے اس کا خون حلال ہے، میں نے کہا: لوگو! میں ایک ایسے دین سے تعلق رکھتا ہوں جب تک اس سے بہتر دین نہ پالوں گا اس کو ترک نہیں کروں گا میں نے ان کتابوں میں جو انبیاء پر نازل ہوئیں اس نبی کی یہی صفت پائی ہے، میں ہند سے آیا ہو اور اسی عزت کے ساتھ جو مجھے حاصل ہے میں ان کو تلاش کر رہا ہوں، جب میں نے تم سے تمہارے نبی کی صفات سنیں جن کو تم نے بیان کیا تو میں سمجھ گیا کہ یہ وہ نبی نہیں جن کا آسمانی کتابوں میں تذکرہ ہے، لہٰذا تم میری ایذا رسانی سے باز رہو[۲۸]۔

اور حاکم نے ایک شخص حسین بن اشکیب کو بلا بھیجا اور کہا: اس شخص سے مناظرہ کرو، اس نے کہا: اللہ آپ کی حفاظت کرے بلخ میں اور بہت سے فقہاء اور علماء موجود ہیں جو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں اور مناظرے کے مشتاق ہیں؟

اس نے کہا: جیسا میں نے کہا، تم ہی اس سے مناظرہ کرو اور اکیلے میں لے جاکر نرمی سے بات چیت کرو، جب میں ابن اشکیب کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے کہا: تمہارا مطلوب وہی نبی ہیں جن کا وصف ان لوگوں نے بیان کیا لیکن جیسا انہوں نے کہا امر خلافت میں اس کا کوئی تعلق نہیں، یہ نبی محمد بن عبداللہ ﷺ ہیں اور ان کے وصی علی بن ابی طالبؑ

فقالوا: قد مضى صلى الله عليه وآله فقلت: فمن وصيه وخليفته فقالوا: أبوبكر، قلت: فسموه لى فإن هذه كنيته؟ قالوا: عبدالله بن عثمان ونسبوه إلى قريش، قلت: فانسبوا لى محمدا نبيكم فنسبوه لى، فقلت: ليس هذا صاحبى الذى طلبت صاحبى الذى أطلبه خليفته أخوه فى الدين وابن عمه فى النسب وزوج ابنته وأبوولده، ليس لهذا النبى ذرية على الارض غير ولد هذا الرجل الذى هو خليفته-

[۲۸] - قال: فوثبوا بى وقالوا أيها الامير إن هذا قد خرج من الشرك إلى الكفر هذا حلال الدم، فقلت لهم: يا قوم أنا رجل معى دين متمسک به لا افارقه حتى أرى ما هو أقوى منه، إنى وجدت صفة هذا الرجل فى الكتب التى انزلها الله على أنبيائه وإنما خرجت من بلاد الهند ومن العز الذى كنت فيه طلبا به، فلما فحصت عن أمر صاحبكم الذى ذكرتم لم يكن النبى الموصوف فى الكتب فكفوا عنى-

ہیں اور وہ فاطمہؑ بنت محمدؐ کے شوہر ہیں اور امام حسن و حسینؑ کے باپ ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے نواسے ہیں، غانم کا بیان ہے : یہ سن کر میں نے کہا: اللہ اکبر، یہی وہ نبیؐ ہیں جن کی مجھے تلاش ہے پھر میں داود بن عباس کے پاس آیا اور کہا: اے امیر ! میں نے پالیا جس کی مجھے تلاش تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالی کے رسول ہیں، اسکے بعد اس نے مجھ سے اچھا برتاو کیا اور صلہ رحمی کی اور اس نے حسین سے کہا: اس کے ساتھ مہربانی کا برتاو کرو، میں حسین کے پاس رہنے لگا اور میں نے حسب ضرورت علم دین یعنی نماز روزے اور دیگر فرائض کے متعلق ان سے حاصل کیا[۲۹]۔

ایک دن میں نے کہا: ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ محمد ﷺ خاتم النبین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ ان کی خلافت ان کے بعد ان کے وصی اور وارث اور جانشین کو ملے گیا اور یہ امر خدا ان کے اولاد میں چلتا رہے گا یہاں تک کہ دنیا ختم ہو پس حضرت محمد ﷺ کے وصی کا وصی کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: امام حسنؑ، پھر امام حسینؑ جو نبی اکرم ﷺ کے نواسے ہیں، پھر یہ وصیت کا سلسلہ حضرت امام صاحب

---

[۲۹] ۔ وبعث العامل إلى رجل يقال له: الحسين بن اشكيب فدعاه فقال له: ناظر هذا الرجل الهندی، فقال له الحسين: أصلحک الله عندک الفقهاء و العلماء وهم أعلم وأبصر بمناظرته، فقال له: ناظره كما أقول لک واخل به والطف له فقال لی الحسين بن اشكيب بعد ما فاوضته: إن صاحبک الذی تطلبه هو النبی الذی وصفه هؤلاء وليس الامر فی خليفته كما قالوا، هذا النبی محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب ووصيه علی بن أبی طالب بن عبدالمطلب وهو زوج فاطمة بنت محمد وأبوالحسن والحسين سبطی محمد صلى الله عليه وآله، قال غانم أبوسعيد فقلت: الله أكبر هذا الذی طلبت، فانصرفت إلى داود بن العباس فقلت له: أيها الامير وجدت ما طلبت وأنا أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله، قال: فبرنی ووصلنی، وقال للحسين تفقده، قال: فمضيت إليه حتى آنست به وفقهنی فيما احتجت إليه من الصلاة والصيام والفرائض-

الزمانؑ تک پہنچے گا، پھر انہوں نے مجھے وہ واقعات بتائے تو میں نے اس طرف جانے کا ارادہ کر لیا[۵۰]۔

راوی (محمد بن محمد عامری) کا بیان ہے: غانم قم پہنچا اور ۲۶۴ھ میں ہمارے اصحاب کے ساتھ رہا اس کے بعد وہ بغداد پہنچا، اس کے ساتھ اس کا ایک سندھی ساتھی بھی تھا جو اس کا ہم مذہب تھا، غانم نے بیان کیا کہ مجھے اپنے ساتھی کی بعض باتیں ناپسند ہوئیں لہٰذا میں نے اس سے جدائی اختیار کی اور میں قم سے چل کر عباسی حکومت میں آیا نماز پڑھنے کے بعد میں غور و فکر کر رہا تھا اس معاملے میں جس کی تلاش ہے اس تک کیسے پہنچوں کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا: تیرا نام غانم ہندی ہے؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: تیرے مولا تجھے بلاتے ہیں، میں اس کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم ایک گھر اور باغ میں پہنچے، جہاں ایک بزرگ تشریف فرما تھے انہوں نے فرمایا: مرحبا اے غانم! پھر ہندی زبان میں فرمایا: تیرا کیا حال ہے اور فلاں فلاں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ یہاں تک کہ آپ نے ان چالیس افراد کے نام گنوائے جن کو میں نے کشمیر میں چھوڑا تھا اور ایک ایک کے متعلق مجھ سے ہندی زبان میں سوال کیا، پھر فرمایا: تمہارا ارادہ یہ ہے کہ تم اہل قم کے ساتھ اس سال حج کرو، میں نے عرض کی: ہاں میرے مولا و آقا! آپ نے فرمایا: ان کے ساتھ حج کو نہ جانا (ورنہ قزاق لوٹ لیں گے)، اس سال واپس چلے جاو اور اگلے سال حج کو جانا پھر ایک تھیلی جو حضرت کے سامنے رکھی تھی مجھے دی اور فرمایا: اسے اپنی

---

[۵۰] ۔ قال: فقلت له: إنا نقرأ فی کتبنا أن محمدا صلی الله علیه وآله خاتم النبیین لا نبی بعده وأن الامر من بعده إلی وصیه ووارثه وخلیفته من بعده، ثم إلی الوصی بعد الوصی، لا یزال أمر الله جاریا فی أعقابهم حتی تنقضی الدنیا، فمن وصی وصی محمد؟ قال: الحسن ثم الحسین ابنا محمد صلی الله علیه وآله، ثم ساق الامر فی الوصیة حتی انتهی إلی صاحب الزمان علیه السلام، ثم أعلمنی ما حدث، فلم یکن لی همة إلا طلب الناحیة.

ضروریات میں صرف کرو اور فلاں شخص کے پاس بغداد نہ جانا اور یہ حال اس سے مخفی رکھنا[۷۱]۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد غانم قم میں میرے پاس آگیا پھر اس نے اپنے مقصد میں کامیابی (دن مبین اسلام کی طرف ہدایت اور امام زمانہؑ کی زیارت) کے بعد قم میں رہائش اختیار کر لی، پھر ہمیں بعض مسافر لوگ ملے انہوں نے بتایا جو لوگ اس سال حج کے لیے گئے تھے عقبہ سے واپس لوٹ آئے، اور غانم خراسان چلا گیا، اگلے سال اس نے حج کیا اور خراسان سے ہمارے لیے تحفے بھیجے، اور وہ ایک مدت تک وہیں رہا اور وہیں اس کی وفات ہوئی، اللہ تعالی اس پر رحم کرے[۷۲]۔

۲۸۔ حسین بن حسن بن بندار

رجال کشی کی بہت سی احادیث کی سند میں وارد ہوا ہے جیسے ۲۲۰، ۱۷۵، ۱۱۱ وغیرہ شیخ طوسی نے فرمایا: یہ سعد بن عبداللہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے کشی نے روایت کی ہے

[۷۱] ۔ فوافى قم وقعد مع أصحابنا فى سنة أربع وستين ومائتين وخرج معهم حتى وافى بغداد ومعه رفيق له من أهل السند كان صحبه على المذهب، قال: فحدثنى غانم قال: وأنكرت من رفيقى بعض أخلاقه، فهجرته وخرجت حتى سرت إلى العباسية أتهيأ للصلاة واصلى وإنى لواقف متفكر فيما قصدت لطلبه إذا أنا بآت قد أتانى فقال: أنت فلان؟ – اسمه بالهند – فقلت: نعم فقال: أجب مولاک فمضيت معه فلم يزل يتخلل بى الطريق حتى أتى دارا وبستانا فاذا أنا به عليه السلام جالس، فقال: مرحبا يا فلان – بكلام الهند – كيف حالک؟ وكيف خلفت فلانا وفلانا؟ حتى عد الاربعين كلهم فسائلنى عنهم واحدا واحدا، ثم أخبرنى بما تجاريناكل ذلک بكلام الهند، ثم قال: أردت أن تحج مع اهل قم؟ قلت: نعم يا سيدى، فقال: لا تحج معهم وانصرف سنتک هذه وحج فى قابل، ثم ألقى إلى صرة كانت بين يديه، فقال لى: اجعلها نفقتک ولا تدخل إلى بغداد إلى فلان سماه، ولا تطلعه على شئ-

[۷۲] - وانصرف إلينا إلى البلد، ثم وافانا بعض الفيوج فأعلمونا أن أصحابنا انصرفوا من العقبة ومضى نحو خراسان فلما كان فى قابل حج و أرسل إلينا بهدية من طرف خراسان فأقام بها مدة، ثم مات رحمة الله.

[۷۳]، صاحب تعلیقہ نے کشی کے اس سے روایت کرنے کو علامت اعتماد قرار دیا اور دوسرے اسکی رشتہ داری اور برادری محمد بن حسن قمی سے ثابت کی جو ابن ولید کی مانند ہیں [۷۴] اور صاحب حاشیہ تنقیح نے تو حدّ کر دی ہے فرماتے ہیں: آپ کو علم ہے کہ کشی فن رجال کے بصیر اور ناقد اخبار، ثقہ عین ہیں ان سے بہت بعید ہے کہ وہ کسی ضعیف یا مجہول راوی سے روایت کریں اگر آپ کہیں کہ نجاشی نے فرمایا: کشی نے ضعیف راویوں سے کثیر روایات نقل کی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے ہاں ضعف عدالت میں جرح و قدح کا موجب نہیں ہے تو دونوں کلاموں میں جمع یہ ہے کہ (جبکہ آپ جانتے ہیں کہ وہ مجہول راویوں سے روایت کرنے سے اجتناب کرتے ہیں) وہ اس ضعیف سے روایت کرتے یں جس کو کسی دوسرے ضعیف سے روایت کرنے اور مراسیل پر اعتماد کرنے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہو نہ ایسے ضعیف سے جو ہر حوالے سے ضعیف ہو۔۔۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ قمی جو علم حدیث میں بہت محتاط تھے اور شیخ صدوق کے استاد اور ابن نوح بہت زیادہ ضعیف و متہم راویوں سے روایت کرتے ہیں۔۔[۷۵]۔

تبصرہ: متن تنقیح میں حسن ظن کیا کم تھا کہ اب محشیٰ نے اس کی حد کر دی ہے؟!!۔ جس راوی کے متعلق شیخ طوسی صرف اتنا کہہ سکے کہ وہ سعد بن عبداللہ سے روایت کرتا ہے اور کشی اس سے روایت کرتے ہیں اس کے متعلق پندرہویں صدی میں آکر حسن وجلالت بلاریب اور بلاشک کے فتوے دے دیئے اور کشی کے مشائخ کے متعلق جو نجاشی کا بیان تھا کہ وہ ضعفاء سے کثیر روایت نقل کرتے ہیں اسے ایسے ٹال دیا جیسے کچھ بھی نہیں یہ افراط

---

[۷۳] ۔ رجال طوسی، باب لم یرو عنھم، ص۴۷۰ ن ۵۱۔

[۷۴] ۔ صاحب قاموس الرجال نے ج۳ ص۲۷۶ میں دعوی کو ردّ کیا ہے کیونکہ محمد بن حسن قمی کے دادے کا بندار ہونا ثابت نہیں اس لیے اس حسین بن حسن کو اس کا بھائی قرار دینا صحیح نہیں ہے

[۷۵] ۔ تنقیح المقال ج۲۱ ص۴۱۳ حاشیہ، ط جدید۔

و تفریط صحیح نہیں ہے یقینا ماہر فن رجال قدیم شیعہ محقق نجاشی کا وہ جملہ ان فرضی استدلالوں پر حاوی ہے اور ایسے مجہول راوی کی تصحیح کے لیے ایسی دلیلوں کوئی وقعت نہیں ہے اور اسی نظریئے کو ان محققین نے ترجیح دی ہے جو توثیقات میں ایسی ضعیف دلیلوں کو چھوڑ کر محکم راہ وروش کے قائل ہیں[۷۶]۔

۲۹۔ حمدان بن احمد ابو جعفر قلانسی[۷۷]

یہ راوی رجال کشی کی روایات ۷۵۷، ۷۴۷، ۴۶۸، ۴۲۱، ۲۹۲ اور تہذیب الاحکام، کافی اور کامل الزیارات کی سندوں میں وارد ہوا ہے اور کلینی نے اس سے ایک واسطے سے روایت کی ہے اور کشی نے بھی اس سے عیاشی کے واسطے سے روایت کی اور رجال کشی کی اسانید میں اس کے عناوین کا مجموعہ حمدان بن احمد ابو جعفر قلانسی نہدی کوفی ہے اور رجال کشی (ح ۱۰۱۴) میں ہے کہ میں نے عیاشی سے ان کے متعلق پوچھا؟ تو انہوں نے فرمایا؛ محمد بن احمد نہدی جو کہ حمدان قلانسی ہے کوفی، فقیہ، ثقہ اور خیر بہترین شخص ہے۔

لیکن نجاشی نے اسے مضطرب کہہ کر یاد کیا ہے[۷۸] اور ابن غضائری نے ضعیف کہا ہے لیکن دوسری طرف ابن داود نے اسے کشی کے اصحاب اجماع میں شمار کیا ہے [۷۹]، مجموعا اس

---

[۷۶]۔ تحریر طاووسی، ابن شہید ثانی، ص ۱۵ ترجمہ ابرہیم بن ابی بلاد میں فرمایا: انی لم إستثبت حال الحسین بن الحسن؛ مجھے اس حسین بن حسن کا کے حسن ثابت نہیں ہوا، اور اسی کتاب کے ص ۵۴۰ میں اسی تحقیق کو تکرار کیا ہے مفضل بن عمر کے ترجمے میں، معجم علم رجال محقق خوئی، ترجمہ ابوہارون مکفوف ج ۲۳ ص ۸۳ سند کی تحقیق میں فرمایا: هذه الرواية ضعيفة ، فإن الحسين بن الحسن بن بندار القمي لم يوثق؛ اس روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس حسین بن حسن بن بندار کی توثیق نہیں ہوئی قاموس الرجال ج ۳ ص ۲۷۶ ط اول۔

[۷۷]۔ رجال الکشی ۴۴۵ ن ۴۰۱، رجال النجاشی ۲ ص ۲۳۱ ن ۹۱۵، رجال ابن داود ۲۹۲ ن ۱۲۶۷ و ۴۹۷، التحریر الطاوسی ۲۵۶ ن ۳۸۳، رجال العلامۃ الحلی ۱۵۲ ن ۳۷، ایضاح الاشتباہ ۲۷۴ ن ۶۰۳، نقد الرجال ۲۸۷ ن ۶۷، مجمع الرجال ۵ ص ۱۳۳ و ۱۴۲، نضد الایضاح ۲۶۹، جامع الرواۃ ۲ ص ۶۰، وسائل الشیعۃ ۲۰ ص ۳۱۳ ن ۹۶۸، الوجیزۃ ۱۶۲، ہدایۃ المحدثین ۲۲۵، بہجۃ الآمال ۶ ص ۲۵۱، تنقیح المقال ۲ ص ۷۰ ن ۱۰۳۱۲، الذریعۃ ۲۳ ص ۲۳۱ ن ۸۷۶۹ و ۲۴ ص ۳۳۷ ن ۱۷۸۷، معجم رجال الحدیث ۱۴ ص ۳۲۹ ن ۱۰۰۹۲ و ۱۰۰۹۳ و ۱۵ ص ۵۷۰ ن ۱۰۱۷۳ و ۱۰۱۷۵ و ۱۰۱۸۳، قاموس الرجال ۸ ص ۱۹.

اختلاف کو دیکھتے ہوئے عیاشی کی صریح توثیق کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ ابن غضائری کی کتاب کا نسخہ معتبر اسناد سے نہیں پہنچااور نجاشی کا کلام اس کی توثیق کے منافی نہیں اس لیے اس کی روایات کو معتبر قرار دینا مشکل نہیں ہے۔

نیزانہوں نے علی بن محمد حضینی،إسحاق بن بنان،إیّوب بن نوح بن درّاج، علی بن راشد، محمد بن ولید، معاویہ بن حُکیم،احمد بن فضل، علی بن حسین بن عمرو، محمد بن عبد اللہ،إسماعیل بن مہران، یعقوب بن یزید، وغیرہ سے روایت کی اور ان سے محمد بن یحییٰ،احمد بن محمد عاصمی، حسین بن محمد، اور علی بن محمد وغیرہ نے روایت کی۔

---

[۴۸] ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی حدیث مختلف ہوتی ہے ،اور یہ اضطراب و اختلاف کبھی سند میں ہوسکتا ہے اور کبھی متن میں ہوتا ہے ، اور جہاں تک اس کے اسباب مذمت وقدح میں ہونے کا تعلق ہے تو اس میں اختلاف ہے تفصیل کے لیے رجوع کریں ؛الرعایۃ فی علم الدرایۃ، ص۲۰۹؛ حاوی الأقوال، ج۱، ص۱۰۱؛ جامع المقال، ص۲۶. (ان میں اسے الفاظ قدح میں شمار کیا گیا) لیکن فوائد الوحید، ص ۴۳. توضیح المقال، ص ۲۱۱. مقباس الهدایۃ، ج ۲، ص ۲۹۸ - ۳۰۰. الرواشح السماویۃ، ص۶۰ (راشحۃ۱۲) میں اسے قدح کے اسباب میں نہیں سمجھا گیا.

[۴۹] ۔کشی کے نسخے اسے اصحاب اجماع میں ذکر کرنے سے خالی ہیں اسی لیے محقق خوئی نے اس بات کو بہت عجیب سمجھا کہ ابن داود نے اسے اصحاب اجماع میں شمار کیا لیکن پھر بھی بعض علماء نے اس کی تاویلیں کی ہیں ،جیسا کہ محدث نوری نے کہا: شاید ابن داود نے رجال کشی کے اصل نسخے میں اس کو دیکھا ہو اگرچہ شیخ کی تلخیص اس سے خالی ہے اور رجال کشی کے محقق سید محمد صادق بحرالعلوم نے احتمال دیا ہے کہ وہ عبارت حماد بن عثمان بن عمرو سے مربوط ہے لیکن ابن داود یا ان کی کتاب کا نسخہ بنانے والوں نے اشتباہا اسے حمدان کے متعلق سمجھ لیا اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ ایک ہی صفحے پر حماد بن عثمان پھر حماد بن عثمان کا عنوان موجود ہے اس کے بعد حمدان بن احمد کا عنوان لگایا گیا ہے اور انہوں نے غلطی سے حمدان بن احمد کو دیکھا اور وہ عبارت اس کے ساتھ چسب ہوگئی اور پھر ایسے مسائل میں ابن داود کی منفرد رائے کو کافی نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ وہ متاخرین کے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں ۔

۳۰۔ حمدویہ بن نصیر[۸۰]

حمدویہ بن نصیر ابن شاہی، ابوالحسن کشّی، یہ عیاشی اور کشی کے استاد تھے، کشی نے ان سے رجال میں بہت زیادہ روایات نقل کیں، جن کی فہرست رجال کشی کی تفصیلی فہرست میں ملاحظہ ہو، شیخ طوسی نے «تہذیب الاَحکام» میں ان سے چھ روایات نقل کیں جنہیں حمدویہ نے محمد بن حسین بن ابی الخطاب (م ۲۶۲ھ)، ایوب بن نوح نخعی سے نقل کیا اور اس سے محمد بن مسعود عیّاشی نے نقل کیا، اور شیخ طوسی نے فرمایا؛ حمدویہ نے یعقوب بن یزید سے روایات سنیں، اور شیخ طوسی نے ان سے یہ روایت نقل کی؛ عن أبی عبد اللّٰه ؑ وقد سُئل عن الرجل تدركه الصلاة وهو فی ماء یخوضه لا یقدر علی الاَرض ـ قال: إن كان فی حرب أو سبیل من سُبُل اللّٰه فلیوَم إیماءً، وإن كان فی تجارة، فلم یكن ینبغی له أن یخوض الماء حتی یصلی، قال: قلتُ : كیف یصنع؟ قال: یقضیها إذا خرج من الماء، وقد ضیّع[۸۱].

امام صادق سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو پانی میں ڈبکی لگا رہا ہو اور زمین پر نہ آ سکتا ہو؟ فرمایا؛ اگر تو وہ جنگ کی حالت میں ہو یا خدا کی راہوں میں سے کسی راہ میں ہو تو وہ اشارے سے نماز پڑھے اور اگر وہ تجارت کی خاطر نکلا ہو تو اس کے لیے سزاوار نہیں کہ وہ پانی میں ڈبکی لگائے یہاں تک کہ نماز پڑھ لے، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی؛ اب وہ کیا کرے؟ فرمایا جب پانی سے نکلے تو اس کی قضاء کرے وہ نماز اس نے ضایع کر دی۔

---

[۸۰] ۔ رجال الطوسی ۴۶۳ ن ۹، رجال ابن داود ۱۳۴ ان ۵۱۷، رجال العلامۃ الحلی ۶۲ ن ۳، نقد الرجال ۱۱۸، مجمع الرجال ۲ص ۲۳۳، جامع الرواۃ اص ۲۷۸، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۱۸۲ ن ۴۱۷، بہجۃ الآمال ۳ص ۳۸۱، تنقیح المقال اص ۳۷۰ ن ۳۳۵۰، طبقات اعلام الشیعۃ اص ۱۲۳، مستدرکات علم رجال الحدیث ۳ص ۲۶۷ ن ۵۰۱۵، معجم رجال الحدیث ۶ص ۲۵۵ ن ۴۰۱۵، قاموس الرجال ۳ص ۴۱۲، موسوعۃ اصحاب الفقہاء، ص ۱۸۴، ن ۱۳۹۵.

[۸۱] ۔ تہذیب الاَحکام: ۳، باب صلاۃ المضطر، ح ۹۵۰۔

۳۱۔ خالد بن حامد ابو صالح

یہ راوی رجال کشی کی ح۱۰۷۶ کے شروع میں واقع ہوا ہے مگر تلاش بسیار کے باوجود دوسری کتب رجال و حدیث میں اس کا ذکر نہیں ملا اس لیے اسے مہمل ہی شمار کیا جائے گا۔

۳۲۔ خلف بن حماد ابو صالح کشی عامی

اس کی روایات ۴۴۵، ۳۹۰، ۲۵۸، ۳۹ وغیرہ میں رجال کشی میں آئی ہیں شیخ طوسی نے فرمایا: اس کی کنیت ابو صالح ہے اور اہل کشّ میں سے ہے [۸۲]۔

اس کے علاوہ متقدمین کی دوسری کتب رجال و حدیث میں اس کا ذکر نہیں ملا اس لیے اسے مہمل ہی شمار کیا جائے گا اگرچہ بعض نے اس کے مشائخ کشّی میں سے ہونے کی وجہ سے اسے حسن و ممدوح شمار کیا ہے اور فرمایا ہے: مشائخ تو توثیق کے محتاج نہیں ہیں [۸۳]۔

تبصرہ: بھلا کونسے قاعدے علمی کے تحت مشائخ کو توثیق سے بے نیاز گردانا گیا ہے خود مشائخ کو بحث میں کہا کہ مشائخ حدیث تو مشائخ اجازہ کی طرح نہیں ہے کسی کا شیخ الحدیث ہونا اس کی توثیق کا سبب نہیں اور جو کچھ اختلاف ہے وہ مشائخ اجازہ میں ہے حالانکہ اس میں بھی محققین نے اشکال کیا ہے تو جب اس راوی کا مشائخ اجازہ میں سے ہونا بھی ثابت نہیں ہے تو کس طرح ایک راوی جس سے ایک ثقہ نے روایت کرلی اس کو توثیق سے بے نیاز قرار دیا پھر اگر غور کرتے تو اس میں اور بھی بحث ہے جسے سابقہ بیان کے بعد تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کو عامی قرار دیا گیا ہے۔

۳۳۔ خلف بن محمد منان کشی

ابو عمرو کشی نے اس سے کتاب رجال میں عمار بن یاسر کے ترجمہ میں اہل سنت کے طریق سے روایات نقل کی ہیں ن۶۱-۷۱، اور رجال کشی کے بعض نسخوں میں اس کا لقب منار لکھا

---

[۸۲] ۔ کتاب رجال شیخ طوسی ، باب لم یرو عنھم، ن۱۔
[۸۳] ۔ تنقیح المقال ۲۵ص۳۷۷ط جدید ۔

ہے ، اس طرح یہ راوی دس روایات کی سند میں واقع ہو ا ہے اس کے علاوہ متقدمین کی دوسری کتب رجال و حدیث میں اس کا ذکر نہیں ملا اس لیے اسے مہمل ہی شمار کیا جائے گا لیکن صاحب تنقیح فرماتے ہیں : یہ عامی ہے لیکن کشی نے اس سے زیادہ روایات نقل کی ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اس پر اعتماد کیا ہے تو اس کی خبر قوی ہے "[۸۴]۔

تعجب ہے کہ علم رجال کی ایسی تحقیق اور مفصل کتاب میں انہوں نے اخباری نظریئے کو جابجا ترویج دے دی ہے کہ جس کے بارے میں کوئی تصریح نظر نہیں آئی اس کے لیے کوئی توجیہ کر لی، بھلا کسی شخص کی دس روایتوں کو نقل کرنے سے اس پر اعتماد کرنا لازم آتا ہے اور اس سے اس کی توثیق اور تقویت ہو جاتی ہے اس طرح تو ایک نئی رجال لکھنی چاہیے جس میں ان راویوں کو جمع کیا جائے جن سے ثقات نے دس پندرہ روایات نقل کی ہوں ان کو ثقات میں شمار کر دیں، حالانکہ نجاشی کی تصریح موجود ہے کہ کشی نے ضعفاء سے کثیر روایات نقل کی ہیں اور کسی کا مشائخ میں سے ہونا بھی اسکی توثیق کے لیے کافی نہیں ہے جبکہ بہت سے مشائخ کی صریحا تضعیف کی گئی ہے جیسے شیخ صدوق اپنے ایک شیخ اور استاد حسین بن احمد بن عبید نیشاپوری مروانی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ ناصبی تھا اور اس سے بڑے کسی ناصبی سے میں نہیں ملا اور وہ اپنی عداوت اہل بیتؑ میں اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ وہ کہتا تھا اللھم صلّ علی محمد ﷺ اور آپ کی اہل بیت اطہارؑ پر درود نہیں بھیجتا تھا[۸۵]، اگرچہ یہ رسم اب تو رواج پکڑ چکی ہے۔

۳۴۔سعد بن جناح کشی

رجال کشی میں ح ۱۰۲۳، ۴۲۹، ۴۲۲ کی سندوں میں راوی وارد ہوا ہے اور اس بعض نسخوں میں اس کا عنوان سعد بن صباح ہے اس کے علاوہ متقدمین کی دوسری کتب رجال و حدیث میں

---

[۸۴] ۔حوالہ سابقہ ،ص ۴۰۰۔

[۸۵] ۔عیون اخبار الرضا ج۲ص۲۷۹۔

اس کا ذکر نہیں ملا اس لیے اسے مہمل ہی شمار کیا جائے گا لیکن تنقیح طبع جدید کے محشیٰ نے اس کے متعلق ایک ادبی جملہ فرمایا ہے: شیخوخۃ الکشی ربما تسبغ علیہ الحسن ؛اس کا کشی کے لیے استاد ہونا اس پر حسن کا رنگ چڑھا دیتا ہے[۸۶]، کاش اسی طرح سب راویوں پر ثقہ راویوں کی استادی کا رنگ ہو جاتا اور کسی پر صحابی معصوم ہونے کا رنگ ہو جاتا اور کسی پر حسن کے دوسرے رنگ نظر آتے اور کوئی شخص جھوٹ نہ بولتا جس سے علم رجال کی بحثوں کی ضرورت نہ پڑتی اور اخباریت کا وہ نظریہ ثابت ہو جاتا کہ سب راویتیں معتبر ہیں ان کی سندوں کی بحثیں محض تبرک کے لیے کی جاتی ہیں لیکن یہ نظریہ قرآن کریم کی آیات اور سنت متواترہ اور بدیہی عقل کے فیصلے کے خلاف اور سراسر افراط پر مبنی ہے ،ہر گز محققین نے ایسے نظریئے کو نہیں مانا اور علماء شیعہ نے ہر گز ایسے حسن ظن کو ردّ کیا ہے جس میں توجیہات اور تاویلات سست سے سہارا لیا گیا ہو اسکی تفصیلات علم رجال کے مبانی علمی کی بحثوں میں ذکر ہیں ہم نے بھی القول السدید فی علوم الحدیث میں اس کی ذکر کیا ہے ،خدا ہمیں راہ حق کی پیروی پر ثابت قدم رکھے۔

۳۵۔ سہل بن زیاد ابو سعید آدمی[۸۷]

کشی نے ح ۳۳۳ جبرئیل بن احمد ، ۱۰۹۳ احمد ویہ اور ۱۱۱۶ خلف بن حماد کے واسطے سے سہل بن زیاد آدمی سے نقل کی ہے مگر محدث نوری نے اسے مشائخ کشی میں شمار کیا ہے ،اگرچہ

---

[۸۶] ۔تنقیح المقال ۳۰ص۳۱۶-۳۱۷ حاشیہ ط جدید ۔

[۸۷] ۔ رجال البرقی ۵۸ و ۶۰، رجال الکشی ۴۷ ۴ن ۵۴ ۴، رجال النجاشی اص۱۷ ۴ن ۸ ۴ ۴، رجال الطوسی ۴۰۱ن ا و ۴۱۶ن ۴ و ۴۳۱ن ۲، فہرست الطوسی ۱۰۶ ان ۳۴۱، معالم العلماء ۵۷ن ۳۸۳، رجال ابن داود ۴۶۰ن ۲۲۲، التحریر الطاووسی ۴۳ ۳ان ۱۸۴، رجال العلامۃ الحلی ۲۲۸ن ۲، نقد الرجال ۱۶۵، مجمع الرجال ۳ص۱۷۹، جامع الرواۃ اص ۳۹۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۳۱۲ن ۵۶۸، الوجیزۃ ۱۵۴، ہدایۃ المحدثین ۷۸، بہجۃ الآمال ۴ص ۵۱۴، تنقیح المقال ۲ص۷۵ن ۵۳۹۶ ط حجری ، اِعیان الشیعۃ ۷ص۳۲۲، الذریعۃ ۴ص۷۹ ۴ن ۲۱۳۳ و ۴ ۲ص ۳۲ ۳ن ۱۷۴۳، معجم رجال الحدیث ۸ص ۳۳۷ن ۵۶۲۹، قاموس الرجال ۵ص ۳۷، المعجم الموحّد اص ۳۸۳.

تحقیق کے مطابق اسے مشائخ کشی میں شمار نہیں کیا جا سکتا لیکن محدث مذکور کی اتباع میں اس کے متعلق مختصر تحقیق ذکر کی جاتی ہے سو واضح ہو کہ اس کے متعلق متاخرین علماء کے اقوال مختلف ہیں حتی بعض کتب میں دیکھا کہ انہوں نے فیصلہ کرنے کے لیے استخارہ کرنے کی راہ نکالی لیکن صحیح یہ ہے کہ اس کے متعلق متقدمین ماہرین علم رجال شیعہ کے اقوال پر اکتفاء کیا جائے جن کے بیانات ہی علم رجال شیعہ کی اصل و اساس ہیں کیونکہ وہ راویوں کے معاصر تھے یا ان کے قریب العہد ہونے کی وجہ سے اور علم رجال کی قدیم ۱۵۰۲ کتابیں موجود اور ان کی اسناد پر اعتماد کرتے ہوئے جو کچھ کہتے تھے وہ حسی اقوال میں شمار ہوتا ہے اور متاخرین کی تحقیقات انیقہ اگرچہ بہت محنت اور زحمت اور حسن نیت اور خلوص پر مبنی ہیں لیکن اجتہادی اور حدسی نظریات ہونے کی وجہ سے حجیت کی ادلہ ان کو شامل نہیں ہیں۔

۱۔ قوم شیعہ کے عظیم نقاد اور جلیل القدر ثقہ رجالی، نجاشی فرماتے ہیں: **" سهل بن زياد أبوسعيد الآدمى الرازى كان ضعيفا فى الحديث غير معتمد عليه فيه ، وكان أحمد بن محمد بن عيسى يشهد عليه بالغلووالكذب وأخرجه من قم إلى الرى وكان يسكنها وقد كاتب أبا محمد العسكرى عليه السلام على يد محمد بن عبدالحميد العطار للنصف من شهر ربيع الآخر سنة خمس وخمسين ومائتين ذكر ذلک أحمد بن على بن نوح ، وأحمد بن الحسين رحمهما الله له كتاب التوحيد ، رواه أبوالحسن العباس بن أحمد بن الفضل بن محمد الهاشمى الصالحى ، عن أبيه ، عن أبى سعيد الآدمى ، وله كتاب النوادر أخبرناه محمد بن محمد قال : حدثنا جعفر بن محمد ، عن محمد**

بن يعقوب قال :حدثنا على بن محمد عن سهل بن زياد ، ورواه عنه جماعة ".

ترجمہ : سہل بن زیاد ابوسعید آدمی رازی حدیث میں ضعیف ہے اور حدیث کے معاملہ میں اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے اور احمد بن محمد بن عیسی نے اس پر غلو اور جھوٹ کی گواہی دی اور ا سے قم سے ری کی طرف نکال دیا اور وہ وہیں رہتا تھا اور اس نے ابو محمد عسکری کو محمد بن عبدالحمید عطار کے ہاتھوں ۱۵ ربیع الآخر ۲۵۵ھ کو خط لکھا اس بات کو احمد بن علی بن نوح اور احمد بن حسین کہ خدا ان دونوں پر رحم کرے ،ذکر کیا اور اس کی کتاب توحید کو ابوالحسن عباس بن احمد بن فضل بن محمد ہاشمی صالحہ نے اپنے باپ کے واسطے سے ابوسعید آدمی سے روایت کی اور اس کی کتاب نوادر کی ہمیں محمد بن محمد (شیخ مفید) نے جعفر بن محمد از محمد بن یعقوب کلینی از علی بن محمد از سہل بن زیاد سے خبر دی اور اسے اس سے ایک جماعت نے روایت کیا۔

شیخ الطائفہ ،فقیہ و محدث اور عظیم رجالی شیعہ شیخ طوسی نے فہرست میں فرمایا:**سهل بن زياد الآدمى الرازى يكنى أبا سعيد ،ضعيف ، له كتاب أخبرنا به ابن أبى جيد ، عن محمد بن الحسن ، عن محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد بن يحيى ، عنه ، ورواه محمد بن الحسن بن الوليد ، عن سعد والحميرى عن أحمد بن أبى عبدالله عنه؛** س ہل بن زیاد آدمی رازی ابو سعید ضعیف ہے اس کی کتاب کی ہمیں خبر دی۔۔۔

اور شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب جوادؑ میں اسے اس طرح تعبیر کیا : **" سهل بن زياد الآدمى ، يكنى أبا سعيد من أهل الرى "** اور اِصحاب امام ہادی علیہ السلام میں یہ

فرمایا: **سهل بن زياد الآدمی ، يكنى أبا سعيد ثقة** رازی اور اِصحاب امام عسکری علیہ السلام میں فرمایا: **سهل بن زياد ، يكنى أبا سعيد الآدمی الرازی.**

اور شیخ طوسی نے استبصار میں فرمایا: **وأما الخبر الاول فراويه أبوسعيد الآدمی ، وهوضعيف جدا عند نقاد الاخبار وقد استثناه أبوجعفر ابن بابويه فی رجال نوادر الحكمة** [۸۸].

اور پہلی روایت کا راوی ابو سعید آدمی ہے اور وہ روایات کے ناقدین اور ماہرین کے نزدیک بہت ہی ضعیف ہے اور ابو جعفر ابن بابویہ نے نوادر الحکمۃ کے راویوں سے استثناء کر دیا یعنی اس کی احادیث کو ضعیف قرار دیا۔

کشی نے صالح بن اِبی حماد رازی کے ترجمہ میں فرمایا: علی بن محمد قتیبی نے کہا: **كان أبومحمد الفضل (بن شاذان) يرتضيه ويمدحه ولايرتضى أبا سعيد الآدمی ويقول : هو الاحمق .**

فضل بن شاذان اس صالح بن ابو حماد رازی سے راضی تھے اور اس کی مدح کرتے تھے لیکن ابو سعید آدمی سے ناخوش تھے اور کہتے تھے وہ بے وقوف ہے۔

اور نجاشی و شیخ طوسی نے محمد بن اِحمد بن یحییٰ کے ترجمہ میں فرمایا: **واستثنى ابن الوليد من روايات محمد بن أحمد بن يحيى فی جملة ما استثناه روايته عن سهل بن زياد الآدمی وتبعه على ذلک الصدوق وابن نوح فلم يعتمدوا على رواية محمد بن احمد بن يحيى ، عن سهل بن زياد .**

---

[۸۸] ۔ استبصار :ج ۳ باب اِنہ لا یصح الظہار بیمین فی ذیل حدیث ۹۳۵۔

ترجمہ: ابن ولید نے محمد بن احمد بن یحییٰ کی روایات سے جن راویوں کی روایتوں کو جدا کر دیا ان میں سہل بن زیاد آدمی کی روایات ہیں اور اس نظریئے میں ان کی شیخ صدوق اور ابن نوح نے پیروی کی اور انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ کی ان روایتوں پر اعتماد نہیں کیا جو انہوں نے سہل بن زیاد سے نقل کی تھیں۔

اسی طرح ابن غضائری نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا لیکن ان کے رجال کا نسخہ معتبر اسناد کے ساتھ نہ پہنچنے کی وجہ سے انہی شہادتوں پر اعتماد کیا جاتا ہے، یہ ہیں متقدمین کی وہ عبارتیں جو اس راوی کے متعلق ہیں اور جب کشی کے شیخ علی بن محمد قتیبی کو ممدوح شمار کیا جائے جیسا کہ بعد میں اس کے بارے میں تحقیق پیش کی جائے گی تو فضل بن شاذان کا قول بھی نجاشی و شیخ طوسی کے استبصار و فہرست کے بیان کے ساتھ ہے یہی وجہ ہے کہ مشہور محقق فقہاء اور اصحاب حدیث و علماء رجال نے اسے ضعیف قرار دیا جیسے علامہ حلی، ابن داود، محقق حلی، صاحب کشف الرموز، سیوری، شہید ثانی، صاحب مدارک، شارح مازندرانی، محقق اردبیلی، سبزواری وغیرہ[89]۔

لیکن جن علماء نے اس کی وثاقت پر بناء رکھی ہے جن میں وحید بہبہانی ہیں انہوں نے کچھ ایسے قرائن سے استدلال کیا ہے جن کو انہوں نے امارات توثیق کا نام دیا ہے جیسے اس کا کثرت سے روایات نقل کرنا، اس سے جلیل القدر سچے راویوں کا راویت کرنا، اس کا شیخ اجازہ ہونا وغیرہ لیکن جیسا کہ معلوم ہے کہ علم رجال کے قدیم ماہرین کی صریح حسی آراء کے سامنے ان قرائن کا کیا فائدہ اولا تو ان کی حجیت ہی ثابت نہیں ثانیا جب ضعیف راویوں کو اس

---

[89] ۔خلاصہ الاقوال علامہ حلی ،۲۲۸ ن ۲،رجال ابن داود ن۶۰۴ن۲۲۲، مختلف الشیعہ علامہ حلی ،۲ص۲۹۴،شرایع الاسلام محقق حلی ،۴ص۹۴کتاب الفرائض فصل ۲ میراث خنثی ،نکت النہایۃ محقق حلی ۲ص۲۹۲ کتاب النکاح مسئلہ لو تزوج رجل بصبیۃ لم تبلغ ، المعتبر محقق حلی ص۹۵،۷۷،۷۵،کشف الرموز آبی،اص۶۸،ج۲ص۱۰۹، تنقیح الرائع اص۳۸۵،مسالک الافہام اص۵۴۰ ط حجری ،مدارک الاحکام ۶ص۲۳۰،شرح اصول کافی مولی صالح مازندرانی اص۷۸ مجمع الفائدۃ و البرہان اردبیلی اص۲۰۷وص۲۱۱، ذخیرۃ ص۵۲۹سطر ۱۸ باب قضاء صوم ۔

طرح معتبر بنانے کی گنجائش ہے تو پھر سابقہ علماء کے حسی اقوال کی کیا قیمت رہے گی، یعنی جس راوی کو دیکھا کہ اس نے زیادہ روایات نقل کی ہیں اور یقینا اس سے دوسرے راویوں نے وہ روایات نقل کی ہونگی تو ان کو سچا بناتے جائیں۔

یہی وجہ ہے کیونکہ اس راوی کو ثقہ بنانے کی کوشش کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتی تھی محقق خوئی نے فرمایا: **هذه الوجوه غير تامة فى نفسها وعلى تقدير تسليمها فكيف يمكن الاعتماد عليها مع شهاده أحمد بن محمد بن عيسى عليه بالغلو والكذب وشهادة ابن الوليد وابن بابويه وابن نوح بضعفه واستثنائهم روايات محمد بن احمد بن يحيى عنه فيما استثنوه من رجال نوادر الحكمة وشهادة الشيخ بأنه ضعيف وشهادة النجاشى بأنه ضعيف فى الحديث غير معتمد عليه فيه بل الظاهر من كلام الشيخ فى الاستبصار أن ضعفه كان متسالما عليه عند نقاد الاخبار فلم يبق الا شهادة الشيخ فى رجاله بأنه ثقة ووقوعه فى اسناد تفسير على بن ابراهيم ، ومن الظاهر أنه لا يمكن الاعتماد عليهما فى قبال ما عرفت بل المظنون قويا وقوع السهو فى قلم الشيخ أو أن التوثيق من زيادة النساخ .**

ترجمہ : سہل بن زیاد کو معتبر بنانے کی یہ وجہیں اولا تو خود مکمل نہیں ثانیا اگر ان کو صحیح فرض کرلیا جائے تو بھی ان پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے حالانکہ احمد بن محمد بن عیسی کی اس پر غلو اور کذب کی گواہی موجود ہے ،ابن ولید و شیخ صدوق اور ابن نوح کی اس پر ضعیف ہونے کی گواہی اور ان کا محمد بن احمد بن یحییٰ کی اس سے روایات کو جدا کر دینا جو انہوں نے نوادر الحکمۃ کے راویوں کو جدا کیا اور شیخ طوسی کے اس کو ضعیف کہنے کی گواہی، نجاشی کے اس کو حدیث

میں ضعیف اور غیر معتمد کہنے کی گواہی، بلکہ استبصار میں شیخ طوسی کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سہل بن زیاد آدمی کا ضعیف ہونا روایات کے ناقدین کے ہاں اتفاقی تھا تو اب اس کے بارے میں شیخ کو رجال میں ثقہ کہنے کی گواہی اور اس کے تفسیر قمی میں واقع ہونا باقی بچ جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ سابقہ گواہیوں کے مقابلے میں اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا بلکہ قوی احتمال ہے کہ شیخ کے قلم سے سہو ہوا ہے یا وہ توثیق نسخہ برداروں نے اضافہ کی ہے[۹۰]۔

یہاں تعجب آور صاحب تنقیح اور مولی وحید کا کلام ہے جو بجائے ضعیف کو ضعیف کہنے کے قدیم علماء کے متعلق نکتہ چینی فرماتے ہیں: فوائد میں ہے قدماء راوی کو بعض ایسی روایات کی وجہ سے غالی ہونے سے متہم کرتے تھے جو آج کل ضروریات دین سمجھی جاتی ہیں۔۔۔اور احمد بن محمد بن عیسی کا اسے قم سے نکالنا بھی قابل توجہ نہیں کیونکہ اس نے دوسرے کئی راویوں کو بھی ایسے اسباب کی وجہ سے قم سے نکالا جو موجب ہتک حرمت نہیں تھے۔۔۔مولی وحید نے فرمایا: ۔۔۔یہ احمد کا اجتہاد ہے اور خطا تھی لیکن وہ قم کا رئیس تھا اور الوگ مشہور کے ساتھ ہوتے ہیں مگر جسے خدا محفوظ رکھے، اگر تم کافی باب نص امام ہادی کو ملاحظہ کو اور اس کے تعصب جاہلی کی وجہ سے اس نص کا انکار دیکھو تو تم اس سے کچھ بھی روایت نہیں کروگے مگر اس نے توبہ کرلی ہو اور ہمیں امید ہے کہ خدا بھی اسے بخش دے[۹۱]۔

---

[۹۰] ۔اس کا قرینہ محقق خوئی نے یہ ذکر کیا کہ ابن داود کے رجال میں شیخ سے توثیق کو نقل نہیں کیا گیا حالانکہ انہوں نے کئی جگھوں پن تصریح کی کہ انہوں نے شیخ کے ہاتھ سے انکے رجال کا نسخہ دیکھا تھا بھلا شیخ طوسی سے اس کی توثیق کیسے صادر ہوسکتی حالانکہ وہ کہہ چکے ہیں کہ ناقدین اخبار کے نزدیک وہ بہت ہی ضعیف راوی ہے۔

[۹۱] ۔تنقیح المقال ج۳۴ص۱۸۷-۱۸۸ ط جدید ، اس کلام پر کوئی تبصرہ کرنے سے بہتر ہے سکوت اختیار کیا جائے کیونکہ معتبر ادلہ ملنے کے بعد ایسا کلام صرف حسن ظن کی بنیاد پر ہوسکتا ہے جو راوی کی روایات سے متعلق ہو وگرنہ علمی لحاظ سے اس کا علم رجال کے قواعد سے ربط نہیں اور جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے تو اس سے ہرگز کسی قسم کی قدح ثابت نہیں ہوتی کیونکہ کسی روایت کو مذمت کے لیے پیش کرنے سے پہلے اس کی سند بھی تو معتبر ثابت کرنی پڑتی ہے اور وہ یہاں نہیں ہے کلینی نے حسین بن محمد سے اس نے خیرانی سے ا

۳۶۔صدقہ بن حماد

محدث نوری نے خاتمہ مستدرک میں اسے مشائخ کشی میں شمار کیا ہے[۹۲] مگر نہ کوئی اس کی روایت رجال کشی میں کہیں نظر سے آئی اور نہ دوسری کتب رجال و حدیث میں اس کا کوئی ذکر ہے ،نہ جانے محدث مذکور نے کہاں سے مشائخ کشی میں شمار کیا ہے ہاں رجال کشی کی ح ۳۴۶ میں ایک صدقہ کا ذکر ہے جس نے عمرو بن شمر سے روایت کی اور کشی نے اس سے تین چار واسطوں سے روایت کی تو وہ یقینا مشائخ کشی میں سے نہیں ہے ،ظاہرا یہ محدث کا اشتباہ اور سہو قلم ہے۔

۳۷۔طاہر بن عیسی ورّاق

کشی نے اس سے کثیر روایات نقل کی ہیں جو اس نے جعفر بن احمد بن ایوب تاجر سمرقندی وغیرہ سے نقل کیں ،ان کی تفصیل رجالی کشی کی تفصیلی فہرست میں موجود ہے جیسے ح۱۶۸، ۱۶۴، ۳۵، ۳۴ وغیرہ شیخ طوسی نے فرمایا: طاہر بن عیسی ورّاق ابو محمد اہل کشّ میں سے ہے اور صاحب کتب ہے اس سے ابو عمرو کشی نے روایت کی اور اس نے جعفر بن احمد خزاعی کے واسطے سے محمد بن حسین بن ابوالخطاب سے روایت کی[۹۳]۔

شیخ کی عبارت میں کوئی ایسی تعبیر نہیں جس سے اس کی توثیق ثابت ہوتی ہو اور باقی قدماء کی کتابیں اس کی توثیق یا تضعیف سے خالی نظر آتی ہیں ہاں بعض متاخرین نے اس کے مشائخ

س نے اپنے باپ سے ۔۔۔(کافی اص۳۲۵باب الاشارہ و النص علی ابی الحسن الثالثؑ) اس روایت میں یہ خیرانی اور اس کا باپ کون ہے جس کی حدیث کی بنیاد پر قوم شیعہ کے فقیہ اور جلیل القدر شخصیت کو نشانہ بنایا گیا !! طریفہ: ہمارے استاد حدیث کافی کی تدریس کے وقت سند کے وقت اکثر طور پر شیخ اعظم کا وہ معروف جملہ دہرایا کرتے تھے: ان الامر فی السہل سہل ،ایک دفعہ میں نے یہی اقوال علماء محققین کے عرض کئے تو اس مشہور جملے سے صرف نظرکرتے ہوئے قول تحقیقی کی تائید فرمائی اور دعاء خیر دی ، اللہ تعالی انہیں صحت و سلامتی اور طول عمر عطا فرمائے اور تمام علماء و مراجع کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے ۔

[۹۲] ۔مستدرک الوسائل خاتمہ ، ۳ص۲۹۵ط جدید ۔

[۹۳] ۔رجال شیخ طوسی ، ص۴۷۷،ن۱، دیکھئے تنقیح المقال اص۷۷ ط حجری ۔

کشی میں سے ہونے کی وجہ سے اسے معتمد جانا ہے جس کو بارہا بحث کیا جاچکا ہے اس لیے اقوی یہ ہے کہ اس راوی کی وثاقت یا اعتبار ثابت نہیں ہے۔

۳۸۔ عبداللہ بن محمد نخعی شافعی سمرقندی

کشی نے ح۱۱۷اس سے نقل کی ہے اس کے علاوہ کتب رجال و حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لیے یہ مہمل ہے اور دوسرے نسخے کے مطابق سند میں عبید بن محمد نخعی ہے جیسا کہ مستدرک میں محدث نوری نے بھی یہی عنوان قائم کیا ہے۔

۳۹۔ عبداللہ بن محمد بن خالد طیالسی [۹۴]

رجال کشی میں ح۶۲۷،۳۹۱،۳۸۰ کشی نے اس سے نقل کیا اور کچھ روایات عیاشی نے اس سے نقل کیں اور ۱۰۱۴ عیاشی سے نقل کیا کہ عبداللہ بن محمد بن خالد کوفی ثقہ خیر [۹۵] یعنی بہترین شخص ہیں میں تو بس اسے ثقہ اور بہترین شخصیت ہی سمجھتا ہوں [**قال أبوعمرو:سألت أبا النضرمحمد بن مسعود عن جميع هؤلاء؟(جماعة ذكرهم قبل ذلک، منهم:عبدالله بن محمد بن خالدالطيالسی)فقال:وأما عبدالله بن محمد بن خالد الطيالسی فما علمته إلا خيرا،ثقة "**] اور نجاشی نے عبداللہ بن ابی عبداللہ محمد بن خالد طیالسی کے عنوان سے فرمایا: ہمارے اصحاب میں سے ایک ثقہ اور سلیم

---

[۹۴] ۔رجال نجاشی ص۲۱۹ن۵۷۲ ، رجال شیخ ص۴۳۳ ،اصحاب امام عسکری ن۱۱، رجال کشی ،ح۱۰۱۴، معجم رجال الحدیث ،ن۶۶۸۳، رجال ابن داود،ص۱۲۳ن۹۰۰،التحریر الطاووسی ص۳۴۶،ن۲۳۸، خلاصۃ الاقوال علامہ حلی ،ص۱۰۱ن۳۵۔

[۹۵] ۔ اس لفظ سے بہت زیادہ مدح اور حسن تو ثابت ہے لیکن اس سے توثیق اور وثاقت کے ثبوت میں اختلاف ہے ، تفصیل ملاحظہ ہو؛ الرعایۃ فی علم الدرایۃ، ص ۲۰۷-۲۰۸، وصول الأخیار،ص ۱۹۲، فوائد الوحید، ص ۲۴، جامع المقال، ص ۲۷، نہایۃ الدرایۃ، ص ۳۹۹، مقباس الھدایۃ، ج ۲، ص ۲۴۶، عدۃ الرجال، ج ۱، ص ۱۱۹، الرواشح السماویۃ، ص ۶۰ (راشحہ ۱۳) آخری دو میں اسے توثیق کے الفاظ میں شمار کیا ہے .

الجنبہ شخص تھے[۹۶]۔["**عبدالله بن أبی عبدالله محمد بن خالد بن عمر الطيالسی أبوالعباس التميمی رجل من أصحابنا ، ثقة ، سليم الجنبة ، وكذلك أخوه أبومحمد الحسن . ولعبد الله كتاب نوادر---**]

اس طرح اس راوی کی روایت کے معتبر ہونے میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔

۴۰۔ عثمان بن حامد کشی

کشی نے رجال ح ۳۰۷،۱۹۹، ۱۹۸، ۱۲۸ وغیرہ روایات اس سے نقل کی ہیں اور شیخ طوسی نے اس کی توثیق کی ہے ان کی عبارت یہ ہے: **عثمان بن حامد يكنى أبا سعيد الوجينی من أهل كش، ثقة؛** عثمان بن حامد ابوسعید وجینی اہل کش میں سے ایک ثقہ شخص ہیں اور اسی وجہ سے متاخرین نے بھی اس کے ثقہ ہونے کو ذکر کیا ہے[۹۷]۔

---

[۹۶] ۔ سليم الجنبة (اوسالم الجنبة) : جانبه و ناحيته برىء من العيوب. معناه سليم الأحاديث و سليم الطريقة. فوائد الوحيد، ص ۳۶. لا شبهة فی دلالته على المدح المعتدّ به، لكنّه اعمّ من التوثيق المصطلح. مقباس الهداية، ج ۲، ص ۲۳۸. اظنّ انّه بمعنى سلامة المذهب نظراً إلى سياق كلمات الرجاليّين. سماء المقال، ج ۲، ص ۴۳۲. حيث لم يثبت تفسيره فلا يمكن البناء على حسن حال الرجل، نعم استفادة مطلق المدح من ذلك معلوم. توضيح المقال، ص ۲۳۸.

[۹۷] ۔رجال شیخ طوسی ،ص۴۲۹ن۶،و ص۴۳۳ن۵۰،خلاصۃ الاقوال ،ص۱۲۶،ن ۳،رجال ابن داود ص۱۳۳ن۹۸۹،نقد الرجال ،ن۳۳۶۳،لیکن اس کے لقب کے بارے میں نسخے مختلف ہیں بعض میں رجینی ہے اور بعض میں وجینی ہے جو میرزا محمد استرآبادی نے الوسیط میں شیخ کے رجال سے نقل کیا جبکہ تیسرے بعض رجیبی ہے اور رجال کے ایک نسخے میں وحشی ہے جو شیخ ابن ادریس کے نسخے سے لیا گیا ،اور یہی علامہ حلی کے رجال میں ہے معجم رجال الحدیث ن۷۵۸۶میں ان تینوں نسخوں کو نقل کیا ہے ، تنقیح المقال ۲ص۲۴۴ ط حجری ۔

۴۱۔ علی بن حسن

کشی نے رجال میں ح۳۰۱،۴۵ ۴ اس سے نقل کی ہیں اور اس طبقے میں کوئی علی بن حسن ممدوح نہیں ہے اور اگران روایتوں میں مراد ابن فضال ہو تو وہ مشائخ کشی میں سے نہیں ہوگا اگرچہ وہ ثقہ ہے۔

۴۲۔ علی بن محمّد بن قُتیبہ[۹۸]

اِبوالحسن نیشابوری، جو فضل بن شاذان کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے انہوں نے فضل بن شاذان کی تمام کتابوں کی روایت کی اور وہ مختلف علوم فقہ، حدیث، کلام وغیرہ میں بہت زیادہ تھیں اور انہوں نے حمدان بن سلیمان نیشابوری سے بھی روایت کی اور ان سے عبد الواحد بن محمد بن عبدوس نیسابوری العطّار (استاد شیخ صدوق)، اِحمد ابن اِدریس اَشعری وغیرہ نے روایت کی اور وہ ایک فاضل محدث تھے اِبو عمرو کشّی نے کتاب رجال میں ان سے روایات نقل کیں، انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی جس میں فضل بن شاذان کے مخالفین کے ساتھ مباحث اور مسائل اِہل بلدان کو جمع کیا۔

۴۳۔ علی بن یزداد صائغ جرجانی

کشی نے ح۱۰۹۱اس سے نقل کی لیکن دوسری کتب رجال و حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے
۔

۹۸۔ رجال النجاشی ۲ص۸۵ن ٦٧٦، رجال الطوسی ۴۷۸ن ۲، رجال ابن داود ۲۵۰ ن ۱۰٦۴، رجال العلّامۃ الحلی ۹۴ن ۱٦، نقد الرجال ۲۴۳ ن ۲۲۵، مجمع الرجال ۴ص۲۲۲، جامع الرواۃ اص۶۰۱، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۲۷۰ ن ۸۲۸، الوجیزۃ ۱۵۹، بہجۃ الآمال ۵ص۵۳۳، تنقیح المقال ۲ص۳۰۸ ن ۸۵۰۵، طبقات اعلام الشیعۃ اص۲۰۵، مستدرکات علم رجال الحدیث ۵ص۴٦۵ ن ۱۰۴٦٦، معجم رجال الحدیث ۱۲ص۱۵۹ ن ۸۴٦۰، ۸۴٦۱، قاموس الرجال ۷ص۶۰.

۴۴۔ عمر بن علی تفلیسی ابوالحسن

کشی نے ح ۲۰۵ اس سے نقل کی لیکن دوسری کتب رجال و حدیث میں اس کی توثیق کا مدح نہیں ملی ہے۔

۴۵۔ محمد بن ابراہیم ابو عبداللہ ورّاق

کشی نے ح ۴۲۳، ۹۷۰ اس سے نقل کی لیکن دوسری کتب رجال و حدیث میں اس کا ذکر نہیں ملا ہے۔

۴۶۔ محمد بن ابی عوف بخاری

رجال کشی ح ۸۴، ۲ میں یہی عنوان ہے اور ۷۵ میں محمد بن احمد بن ابی عوف کا عنوان ہے اس لیے محمد بن احمد بن ابی عوف کو محدث نوری نے علیحدہ شمار کیا ہے جس کی ظاہرا کوئی وجہ نہیں بنتی جب دونوں کو متحد فرض کیا جائے اور شیخ طوسی نے رجال میں فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں [لا باس بہ[99]]، یہ عیاشی کے اصحاب میں سے ہے[100]،

---

[99] ۔ لا بأس بہ: اس میں کوئی حرج نہیں اس سے اگرچہ وثاقت اور عدالت کے ثابت ہونے میں اشکال ہے لیکن اس سے اس راوی کی روایت کے معتبر ہونے اور اس راوی کی مدح کو سمجھا جاسکتا ہے جس کے بارے میں یہ تعبیر استعمال ہوا اگرچہ علماء درایہ کے اقوال اس میں مختلف ہیں اور قدماء کی کتب رجال میں دس سے زائد راویوں کے بارے میں یہ تعبیر موجود ہے جن کو ابن داود نے علیحدہ فصل میں جمع کیا (رجال ابن داود ص ۲۱۱)؛ جن علماء نے اسے مدح یا توثیق کے لیے قرار دیا ان میں وحید بہبہانی، صاحب توضیح، صاحب تنقیح، اور صاحب وصول و میر داماد ہیں جیسا کہ ان کے اقوال سے ظاہر ہے؛ قول الرجالیّین: «لا بأس بہ»، اِی: بمذہبہ اِو روایتہ، والأوّل اِظہر اِن ذکر مطلّقا، والمشہور اِنّہ یفید المدح یعنی رجالیوں کا یہ کہنا کہ اس میں کوئی حرج نہیں یعنی ان کے مذہب میں یا اس کی روایت میں اگر بغیر قید کے ذکر ہو تو پہلی مراد ہے اور مشہور یہ ہے کہ یہ لفظ مدح کا فائدہ دیتا ہے ہ فوائد الوحید، ص ۳۱-۳۲. الذی یظہر لنا منہ اِنّہ لا یقدح فی السند من جہتہ، اِی: یعمل بہ، وہذا یلازم کونہ ممدوحا مدحا معتدّا بہ، بل ثقۃ فی الروایۃ مطلّقا، وإن لم یکن کسائر الثقات یعنی اس لفظ سے ہمارے لیے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی طرف سے سند میں کوئی خدشہ نہیں ہے یعنی اس پر عمل کیا جائے اور یہ اس کی اچھی خاصی مدح ہے بلکہ اس کو روایت میں ثقہ قرار دیتی ہے اگرچہ اس کا درجہ دیگر ثقہ راویوں کی مانند نہ ہو. توضیح المقال، ص ۲۰۳. بمجموع بعض الأمور یحصل الظن بإفادتہ التوثیق یعنی مجموعا اس سے توثیق کے حاصل ہونے کا گمان ہوتا ہے. مقباس الہدایۃ، ج ۲، ص ۲۲۸. من المدائح التی یدخل الحدیث فی قسم الحسن، فینقل حدیثہ للاعتبار والنظر ویکون مقویا وشاہدا یعنی یہ اس مدح میں سے ہے جس سے حدیث حسن شمار ہوتی ہے تو اس کی حدیث معتبر ہونے اور اس میں غور کرنے اور اس اس سے تقویت حاصل کرنے کے لیے نقل کی جاتی ہے، وصول الأخیار، ص ۱۹۲. من اِلفاظ التوثیق والمدح، یعنی یہ توثیق و مدح کے الفاظ میں سے ہے؛ الرواشح السماویۃ، ص ۶۰ (راشحہ ۱۲).

۷۴۔ محمد بن احمد بن شاذان[101]

کشی ح۴۰۸ کی سند میں فرماتے ہیں ؛ یہ حدیث مجھے محمد بن احمد بن شاذان نے لکھ بھیجی، لیکن محقق خوئی نے اسے محمد بن احمد بن نعیم شاذانی سے متحد قرار دیا ہے جس کے بارے میں کشی ح۱۰۱۷ میں فرماتے ہیں :آدم بن محمد نے مجھے خبر دی کہ اس نے مجھے بتایا کہ میرے پاس امام کا مال جمع ہو گیا تھا تو میں نے وہ ان کی طرف بھیجا اور اس میں کچھ اپنا ذاتی مال بھی ڈال دیا تو مجھے جواب میں یہ توقیع ملی میرے پاس وہ پہنچ گیا جو تو نے اپنے خالص مال میں سے بھیجا اس میں یہ یہ تھا خدا وہ تجھ سے قبول فرمائے؛**أبوعبدالله محمد بن أحمد بن نعيم الشاذاني :" آدم بن محمد ، قال : سمعت محمد بن شاذان بن نعيم يقول : جمع عندی مال للغريم ، فأنفذت به إليه ، وألقيت فيه شيئا من صلب مالی ، قال**

لیکن اس کے مقابلے میں دیگر بعض دانش مند اسے توثیق کا مدح نہیں سمجھتے جن میں شہید ثانی، سید حسن صدر، صاحب حاوی اور صاحب عدۃ ہیں،ان کے کلمات بھی ملاحظہ ہوں؛لا یدلّ علی الوثاقۃ، بل من المشھور انّ نفی البائس یوہم البائس یعنی یہ تعبیر وثاقت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ مشہور یہ ہے کہ کسی سے حرج کی نفی کرنا اس میں حرج ہونے کا وہم پیدا کرتا ہے الرعایۃ فی علم الدرایۃ، ص۲۰۷؛ نہایۃ الدرایۃ، ص ۴۰۰. غیر صالح للمدح المعتبر، فقصورہ عن إفادۃ التعدیل بطریق اولی، یہ تعبیر مدح معتبر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی پس اس کا عدالت کو ثابت کرنے سے کم ہونا بدرجہ اولی ہے . حاوی الأقوال، ج۱، ص ۱۰۰-۱۰۱.إنّہ فی العرف ممّا یفید المدح، بل ربما عدّ فی التوثیق. و استقرب ذلک صاحب المنہج فی متوسّطہ، نقول: إنّہ - بحسب اللغۃ- وإن کان لنفی البائس علی العموم، و مقتضاہ إثبات الکمال، لکن اہل العرف یعقلون منہ إنّہ لیس بذلک الکمال،یعنی عرف میں یہ تعبیر مدح کا فائدہ دیتی ہے بلکہ اور صاحب منہج نے متوسط میں اسی کو حق بات کے قریب سمجھا لیکن ہم کہتے ہیں کہ لغت کے اعتبار سے اگرچہ کسی سے حرج کی نفی کرنا عمومی ہے اور اس کمال ثابت ہوتا ہے لیکن اہل عرف اس سے سمجھتے ہیں کہ وہ اس کمال کو نہیں پہنچتا. عدۃ الرجال، ج۱، ص ۱۲۲- ۱۲۳. الحقّ إنّہ لا دلالۃ فیہ علی الوثاقۃ، حق یہ ہے کہ یہ لفظ وثاقت پر دلالت نہیں کرتا. عدۃ الرجال، ج۱، ص ۲۴۹.

[100] ۔رجال شیخ طوسی ، ص۴۴۰ن ۶۲۸۷ ص۴۵۱ ، معجم رجال الحدیث ج۱۵ص۳۲۸ن۱۰۰۸۹۔

[101] ۔رجال الکشی ۷۴۴ن۴۱۰، رجال الطوسی ۴۳۶ن۱۳، رجال ابن داود ۲۹۶ن۱۲۸۳، نقد الرجال ۲۹۰ن۱۰۱، مجمع الرجال ۵ص۱۴۲، جامع الرواۃ ۲ص۶۳ و ۱۳۰، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۱۵ن۹۸۱، الوجیزۃ ۱۶۴، تنقیح المقال ۲ص۷۴ن۱۰۳۵۴، مستدرکات علم رجال الحدیث ۷ص۱۳۳ن۱۳۵۰۸، معجم رجال الحدیث ۱۴ص۳۳۵ن۱۰۱۰۲ و ۱۵ص۲۳ن۱۰۱۵۱، قاموس الرجال ۸ص۳۷ و ۲۱۱.

: فورد من الجواب : قد وصل إلی ما أنفذت من خاصة مالک ، فیها کذا وکذا ، فقبل اللہ منک"[۱۰۲].

اور ایک دوسری توقیع میں اس کے بارے میں مدح وارد ہے جو شیخ طوسی نے نقل کی ہے؛

الشیخ عن جماعة ، عن جعفر بن محمد بن قولویه ، وأبی غالب الزراری و غیرهما ، عن محمد بن یعقوب الکلینی ، عن إسحاق بن یعقوب ، قال :سألت محمد بن عثمان العمری رحمه اللہ ، أن یوصل لی کتابا قد سألت فیه عن مسائل أشکلت علی ، فورد التوقیع بخط مولانا صاحب الدار علیه السلام : أما ماسألت عنه(إلی أن قال): وأما محمد بن شاذان بن نعیم ، فإنه

---

[۱۰۲] ۔اور اس روایت کو شیخ صدوق و کلینی نے دوسری سندوں سے نقل کیا ہے؛ " حدثنا محمد بن الحسن (بن إحمد بن الولید رضی اللہ عنہ) ، عن سعد بن عبداللہ ، عن علی بن محمد الرازی المعروف بعلان الکلینی ، قال : حدثنی محمد بن شاذان بن نعیم ، بنیسابور ، قال : إجتمع عندی مال للقائم علیہ السلام خمسمائة درہم ، ینقص منہا عشرون درہما ، فأنفت إن إبعث بہا ناقصة ہذاالمقدار ، فأتممتہا من عندی ، وبعثت بہاإلی محمد بن جعفر ، ولم إکتب مالی فیہا ، فأنفذ إلی محمد بن جعفر القبض ، وفیہ : وصلت خمسمائة درہم ، لک منہا عشرون درہما " کمال الدین ج ۲، باب ۴۵، فی ذکر التوقیعات الواردة عن القائمؑ، ۵،اور اسی باب کی حدیث ۳۷ میں یہ سند ہے: عن إحمد بن محمد ابن یحییٰ العطار ، عن إبیہ ، عن محمد بن شاذان بن نعیم الشاذانی. لیکن محمد ابن یعقوب کلینی نے اس روایت کے مضمون کو اس سند سے نقل کیا: عن علی بن محمد ، عن محمد بن علی بن شاذان النیسابوری ، قال : إجتمع عندی ... الکافی: ج ۱، باب مولد الصاحب علیہ السلام (۱۲۵) ح ۲۳ ،اور یہ قصہ الارشاد شیخ مفید[باب ذکر طرف من دلائل صاحب الزمانؑ وبیناتہ وآیاتہ ، حدیث ۱۶] اور کشف الغمة اربلی [باب ماجاء من النص علی امامة صاحب الزمان علیہ السلام، حدیث ۱۷] میں بھی محمد بن شاذان کے عنوان سے نقل ہے؛ المفید عن إبی القاسم جعفر بن محمد ، عن محمد بن یعقوب ، عن علی بن محمد ، عن محمد بن شاذان النیسابوری ، قال : إجتمع عندی خمسمائة درہم ینقص عشرون درہما ، فلم إحب إن إنفذہا ناقصة ، فوزنت من عندی عشرین درہما ، وبعثتہاإلی الاسدی ولم إکتب مالی فیہا ، فورد الجواب : وصلت خمسمائة درہم ، لک منہا عشرون درہما؛ یعنی میرے پاس ۲۰ کم ۵۰۰ درہم جمع ہوگئے تھے تو میں نے اچھا نہیں سمجھا کہ ناقص بھیجوں لہٰذا میں نے اپنی طرف سے ۲۰ درہم اضافہ کر کے اسدی کو بھیج دیئے اور اس میں ان کا ذکر نہیں کیا جو میں نے خود اضافہ کیئے تھے تو مجھے جواب موصول ہوا: مجھے وہ ۵۰۰ درہم مل گئے جن میں سے ۲۰ درہم آپ کے ہیں۔

رجل من شيعتنا أهل البيت [۱۰۳]؛ اسحٰق بن یعقوب کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن عثمان عمریؒ سے خواہش کی کہ وہ میرا نامہ امامؑ تک پہنچائیں جس میں نے مشکل مسائل کے بارے میں سوال کیا تھا تو امام زمانہؑ کے خط مبارک سے یہ توقیع وارد ہوئی: جو تونے محمد بن شاذان بن نعیم کے بارے میں سوال کیا تو ہم اہل بیتؑ کے شیعوں میں سے ایک شخص ہے۔

ان روایات کے مطابق محمد بن شاذان بن نعیم غیبت صغری کے زمانے میں رہتا تھا اور شیخ صدوق نے انہیں ان افراد میں شمار کیا جنہوں نے امام زمانہ کے معجزات کو دیکھا اور آپ کی زیارت کی [۱۰۴]، اور کشی نے محمد بن مسعود کے واسطے سے ان سے بہت سی روایات نقل کیں یا ان کے خط سے موجود کتابوں سے نقل کیں اور ان کے بارے میں مختلف تعبیریں اور عناوین قائم کیئے جیسے اِبی عبداللہ شاذانی [۱۰۵]، اور کبھی صرف شاذانی کہا جیسا کہ اِبو صباح کنانی اِبراہیم بن نعیم کے ترجمے میں کہا اور کبھی محمد بن شاذان کہا جیسا کہ حمران بن اِعین کے ترجمے میں ہے اور کبھی محمد بن نعیم شاذانی سے تعبیر کیا جیسا کہ اِبو نجران کے ترجمے میں ہے اور کبھی محمد بن اِحمد بن شاذان جیسا کہ مغیرہ بن سعید کے ترجمے میں ہے اور اسی کا ہم نے عنوان دیا ہے، اس میں کشی نے فرمایا: وكتب إلى محمد بن أحمد بن شاذان ، قال : حدثنا الفضل . . ؛اس حدیث کی تعبیر سے ظاہر ہے کہ کشی ان کے معاصر تھے اور یہ محمد بن شاذان وہ ہیں جو فضل بن شاذان سے کثرت سے روایت کرتے ہیں اور وہ محمد بن اِحمد بن شاذان ہی ہے اس

---

[۱۰۳] ۔غیبت شیخ طوسی، فصل ما ظهر من جهته عليه السلام من التوقيعات، حدیث ۹، اور شیخ صدوق نے کمال الدین میں محمد بن محمد بن عصام کلینی-رحمہ اللہ- کے واسطے سے محمد بن یعقوب کلینی سے اس طرح نقل کیا ہے. کمال الدین ج ۲، باب ۴۸، علة الغیبہ ،حدیث ۴۹، اور یہ اس باب کی آخری حدیث ہے۔

[۱۰۴] ۔ کمال الدین، ج۲، باب ۴۳ (فی ذکر من شاهد القائم عليه السلام ورآه)حدیث ۱۶۔

[۱۰۵] ۔یہ رجال کشی میں ہارون بن سعد عجلی کے ترجمے کے ذیل میں محمد بن سالم، بیاع قصب کے ترجمے میں اور اِبی خالد قماط کے ترجمے میں اور نوح بن صالح بغدادی کے ترجمے میں، اور اِحمد بن حماد مروزی کے ترجمے میں ہے۔

سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ محمد بن اِحمد بن نعیم شاذانی اِبو عبداللہ جسے کشی نے عنوان کیا ہے وہ محمد بن شاذان بن نعیم کے ساتھ متحد ہے[106]۔

اس راوی کے متعلق وثاقت کے حوالے سے اختلاف ہے جن لوگوں نے ان روایات کے ظاہر کو دیکھا ہے انہوں نے اس کے وکیل امام زمانہؑ ہونے اور ثقہ و ممدوح ہونے کا حکم لگایا ہے لیکن کسی روایت سے کسی راوی کی مدح ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس روایت کی سند معتبر ہو لیکن یہاں تو ان روایتوں کی سند ثابت نہیں کیونکہ دوسری روایت میں اسحاق بن یعقوب مجہول الحال ہے اور رجال کی قدیم کتابوں میں اس کی توثیق و مدح نہیں ملی اور پہلی روایت میں آدم بن محمد بھی اسی طرح ہے کیونکہ شیخ طوسی نے رجال میں اس کو آدم بن محمد قلانسی ذکر کیا ہےاور فرمایا: یہ اہل بلخ میں سے ہے لیکن توثیق وغیرہ نہیں کی بلکہ فرمایا؛ایک قول ہے کہ وہ تفویض کا قائل تھا[107]۔

یہی وجہ ہے کہ محقق خوئی نے باوجود اس توقیع اور معجزے کو ذکر کرنے کے فرمایا: **لا ينبغى الاشكال فى كون الرجل شيعيا إماميا ، وأما حسنه ، فلم يثبت ، وذلک لضعف جميع الروايات المتقدمة ، فالرجل مجهول الحال**[108]؛ اس میں شک نہیں کہ یہ شخص امامی شیعہ ہے لیکن اس کا حسن ثابت نہیں ہے کیونکہ اس کے متعلق مدح کی روایات ضعیف ہیں تو یہ مجہول الحال ہوگا۔

---

[106] معجم رجال الحدیث ، ۱۴اص۳۳۵ن۱۰۱۰۲ و ۱۵اص۲۳ن۱۰۱۵۱۔

[107] ۔رجال شیخ طوسی ،ص۴۰۷ن۵ ۔

[108] ۔ معجم رجال الحدیث ۱۵اص۱۴، ۲۳ص۳۳۵ن۱۰۱۰۲۔

۴۸۔ محمد بن اسماعیل بندقی نیشاپوری[109]

کشی نے رجال میں ح ۹۸، ۱۷۔ ۸۱۷، ۱۳۵۶ اس سے نقل کی ہیں لیکن اس کے علاوہ کتب رجال و حدیث میں اس کی کوئی مدح یا مذمت مذکور نہیں صرف شیخ طوسی نے رجال میں اسے محمد بن اسماعیل ابوالحسن نیشاپوری کے عنوان سے ذکر کیا اور فرمایا اسے بندفر کہا جاتا ہے تو اس سے اس کی کوئی مدح نہیں سمجھی جاتی، ہاں وجیزہ میں اسے مجہول قرار دینے کے بعد فرمایا: اس کا مجہول ہونا مضر نہیں کیونکہ یہ مشائخ اجازہ میں سے ہے اور فیض کاشانی نے وافی میں فرمایا: محمد بن اسماعیل نیشاپوری جس سے ابو عمرو کشی روایت کرتے ہیں اس کی کنیت ابوالحسن ہے وہ متکلم فاضل متقدم بارع محدث اور فضل بن شاذان کے خاص شاگرد ہیں اور محقق داماد نے فرمایا: یہ شخص شیخ کبیر، فاضل جلیل القدر معروف الامر ہے اور متقدمین کے طبقات، اسانید، اجازوں میں اس کا تذکرہ دائر تھا اس لیے کلینی و ابو عمرو کشی و غیرہ علماء کی سندیں فضل بن شاذان کی طرف ان کے دو فاضل شاگردوں ابوالحسن محمد بن اسماعیل بندفر اور ابوالحسن علی بن محمد قتیبی کے واسطے سے ہیں اور ان جلالت اور منزلت اس فنّ کے ماہرین کے ہاں بیان سے بلند تر ہے۔

تبصرہ: جب متقدمین کی توثیق اس کے متعلق موجود نہیں تو محض روایات کو نقل کرنے سے تو اس کی توثیق ثابت نہیں ہوگی اور نہ شیخ الاجازہ ہونے سے اس کو ثقہ ثابت کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ تو محض اتصال سند کے لیے لیا جاتا ہے جیسا کہ اس بحث کے شروع میں اس کی تحقیق

---

[109] ۔ رجال الکشی ۵۲۴ن ۴۱۶، رجال الطوسی ۴۹۶ن ۳۰، مجمع الرجال ۵ ص ۱۵۴، جامع الرواۃ ۲ ص ۶۷، ۷۰، تنقیح المقال ۲ ص ۸۰ن ۱۰۳۸۶، مستدرکات علم رجال الحدیث ۶ ص ۴۵۷ن ۱۲۶۸۲، معجم رجال الحدیث ۱۵ ص ۸۴ن ۱۰۲۳۵، ۱۰۲۳۸، قاموس الرجال ۸ ص ۵۶، دروس تمہیدیۃ فی القواعد الرجالیۃ ص ۲۵۲ ط ۲، سید حسن صدر صاحب تاسیس الشیعہ نے اسے ابن بزیع ثابت کرنے کے لیے مستقل رسالہ تالیف کیا لیکن وہ امام رضاؑ سے روایت کرتا ہے اور کلینی اس سے دو واسطوں سے روایت کرتے ہیں جو کہ کشی کے معاصر ہیں اور برمکی بھی نہیں کیونکہ اس سے ایک واسطے سے نقل کرتے ہیں تو یہ ایک تیسرے شخص ہیں جس کی وثاقت کو ثابت کرنے کی دلیل ہونی چاہیے۔

ہو چکی ہے اور جہاں تک متاخرین کے اس کے متعلق بیانات عالیہ ہیں تو حدسی اور اجتہادی اقوال ہونے کی وجہ سے رجالی حجت نہیں بن سکتے ہیں جب تک وہ کسی متصل سلسلے سے اس بات کو قدماء کے بیانات سے ثابت نہ کریں ہاں جہاں تک اس کی سینکڑوں روایات کا تعلق ہے تو اس کے لیے دیگر راہ حل نکالنے ہونگے جیسا کہ بعض محققین نے فرمایا"[۱]:

یہ مشکل اس طرح آسان ہو جاتی ہے کہ کلینی نے جو اکثر روایات فضل بن شاذان سے نقل کی ہیں وہ صرف محمد بن اسماعیل کی سند میں منحصر نہیں بلکہ بہت سی جگہوں پر اس کے ساتھ وہ علی بن ابراہیم قمی سے نقل کرتے ہیں جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور بعض جگہوں پر علی بن ابراہیم کی جگہ پر کوئی دوسرا شخص ہوتا ہے جیسے محمد بن عبدالجبار یا محمد بن حسین وغیرہ اور ان موارد کو ہم نے شمار کیا تو وہ ۳۰۰ سے زیادہ تھے اور دوسری جہت سے یہ بھی ہے کہ شیخ طوسی نے مشیخہ تہذیبین میں فضل کی روایات کی طرف جو سند ذکر کی تو اس میں کلینی کی دونوں سندیں ہیں یعنی علی بن ابراہیم از پدر خود و محمد بن اسماعیل از فضل اور تہذبین میں فضل بن شاذان سے مذکور بعض روایات بعینہ وہی ہیں جو کلینی نے ایک سند سے ذکر کی ہیں یعنی محمد بن اسماعیل از فضل بن شاذان تو اس سے ظاہر ہوا کہ کلینی کے پاس فضل بن شاذان کی روایات کی طرف ایک سے زیادہ سندیں موجود تھیں انہوں نے اختصار کی خاطر بعض جگہوں

---

[۱] ۔ معجم رجال الحدیث، ج۱۶ص۹۹ن ۱۰۲۶۴؛ ومما یسهل الخطب: إن روایات الکلینی -ره- عن الفضل بن شاذان فی الاغلب لا تکون منحصرة عن طریق محمد بن إسماعیل، بل یذکر کثیرا منضما إلیه، علی بن إبراهیم، عن ابیه، وفی بعض الموارد مکان علی بن إبراهیم شخص آخر مثل محمد بن عبدالجبار او محمد بن الحسین وغیرهما، وقد احصینا هذه الموارد فبلغت إکثر من ثلاثمائة مورد. ومن جهة اخری: إن الشیخ -ره- ذکر فی المشیخة طریقه إلی روایات الفضل، فروی عن مشایخه، عن محمد بن یعقوب، عن علی بن إبراهیم، عن ابیه و محمد بن إسماعیل، عن الفضل، وبعض الروایات المذکورة فی التهذیبین عن الفضل نفس الروایات التی ذکرها الکلینی -ره- بطریق واحد، یعنی عن محمد بن إسماعیل، عن الفضل، فیظهر من ذلک إن للکلینی کان إکثر من طریق واحد إلی روایات الفضل، وإنما اکتفی بواحد منها فی بعض الموارد اختصارا او لغیر ذلک. والحاصل: إن بهاتین الجهتین تصبح إکثر روایات الکلینی عن محمد ابن إسماعیل هذا بل جمیعها معتبرة، ولا یلزم طرحها۔

پر صرف ایک کو ذکر کیا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ ان دو وجہوں سے کلینی کی اس اسماعیل سے اکثر روایات بلکہ تمام کی تمام روایات معتبر ہونگی اور ان کو چھوڑنا لازم نہیں آتا۔

اور دوسرا راہ حل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر ثابت ہو جائے کہ اس زمانے میں فضل بن شاذان کی کتابیں نہایت درجہ محافل علمی میں مشہور تھیں اور ان کے نسخے علماء کے ہاں موجود تھے اور کلینی و کشی نے ان سے روایات نقل کیں اور محمد بن اسماعیل سے اتصال سند کی خاطر اجازہ لیا تو بھی محمد بن اسماعیل کا مجہول ہونا ان روایات کے معتبر ہونے میں مشکل پیدا نہیں کرتا جیسا کہ ابتداء بحث میں اس کو بیان کیا جاچکا ہے۔

۴۹۔ محمد بن بحر رُہنیّ کرمانی[111]

کشی نے رجال میں اس سے صرف ایک روایت ن۲۳۵ نقل کی ہے اور جہاں تک اس کے متعلق قدیم شیعہ رجالی محققین کا تعلق ہے تو اسے نجاشی نے ان لفظوں میں ذکر کیا ہے :

محمد بن بحر الرهنی أبو الحسین الشیبانی ساکن نرماشیر من أرض کرمان. قال بعض أصحابنا إنه کان فی مذهبه ارتفاع. وحدیثه قریب من السلامة، ولا أدری من أین قیل ذلک. له کتب، منها کتاب البدع، کتاب البقاع، کتاب التقوی، کتاب الاتباع وترک المراء فی القرآن، کتاب البرهان، کتاب الأول والعشرة، کتاب المتعة، کتاب القلائد، فیه کلام علی مسائل

---

[111] ۔ معجم البلدان: ۳ص۱۰۸. رجال النجاشی ۲ص۳۰۳ ن ۱۰۴۵، رجال الطوسی۵۱۰ ن ۱۰۶، فہرست الطوسی۱۵۸ ن ۵۹۹، معالم العلماء ۹۶ ن ۶۶۲، معجم الاُدباء ۱۸ص۳۱ ن ۱۱، رجال ابن داود۵۰۰ ن ۴۱۸، رجال العلّامۃ الحلّی۲۵۲ ن ۲۶، ایضاح الاشتباہ۲۹۰ ن ۶۷۱، نقد الرجال۲۹۴، مجمع الرجال ۵ص۱۶۲و ۱۶۳، جامع الرواۃ ۲ص۷۹، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۱۸ ن ۹۸۹، الوجیزۃ۱۶۳، بہجۃ الآمال ۶ص۳۱۲، تنقیح المقال ۲ص۸۵ ن ۱۰۴۳۴، إعیان الشیعۃ ۹ص۱۹۰، طبقات اعلام الشیعۃ اص۲۴۸، الذریعۃ ۱۷ص۱۶۰ ن ۸۴۴، معجم رجال الحدیث ۱۵ص۱۲۲ ن ۱۰۲۹۷، قاموس الرجال ۸ص۷۳، معجم مؤلفی الشیعۃ۲۳۲.

الخلاف التی بیننا وبین المخالفین. قال لنا أبو العباس أحمد بن علی بن العباس بن نوح حدثنا محمد بن بحر بسائر کتبه ورواياته.

محمد بن بحر رہنی ابوالحسن شیبانی جو کرمان زمین کے علاقے نرماشیر کا رہنے والا ہے ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ اس کے مذہب میں غلو موجود ہے حالانکہ اس کی حدیث سلامتی کے قریب ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ یہ بات اس کے بارے میں کہاں سے کہی گئی اور اس کی بہت سی کتابیں ہیں۔۔۔

شیخ طوسی نے رجال میں فرمایا: **محمد بن بحر الرهنی یرمی بالتفویض**؛ محمد بن بحر رہنی پر تفویض کی تہمت لگائی گئی ہے۔

اور فہرست میں فرمایا: **" محمد بن بحر الرهنی ، من أهل سجستان ، وكان من المتكلمين ، وكان عالما بالاخبار فقيها ، إلا أنه متهم بالغلو ، وله نحو من خمسمائة مصنف ورسالة ، وكتبه موجودة ، أكثرها موجود ببلاد خراسان ، فمن كتبه : كتاب الفرق بين الآل والائمة ، وكتاب القلائد ".**

محمد بن بحر رہنی جو اہل سجستان میں سے ہیں اور علم کلام کے ماہرین میں سے ہیں اور وہ روایات کے عالم اور فقیہ ہیں مگر وہ غالی ہونے میں متہم ہیں اور ان کی تقریبا پانچ سو کتابیں اور رسالے ہیں اور ان کی کتابیں موجود ہیں ان میں اکثر خراسان کے علاقوں میں پائی جاتی ہیں اور ان کی کتابوں میں سے ہیں؛۔۔۔

کشی نے زرارہ بن اِعین کے ترجمے میں فرمایا: **" قال أبوعمرو محمد بن عمر ابن عبدالعزيز الكشی:وحدثنی أبوالحسين محمد بن بحر الكرمانی الرهنی (**

الدهنی) التر ماشیری (النرماشیری)،قال: وکان من الغلاة الحنیفین[۱۱۲] (الحنقین)"(الحدیث) ، إلی أن قال : " قال الکشی : محمد بن بحر هذا غال ".

کشی کا کہنا ہے کہ مجھے محمد بن بحر کرمانی رہنی نرماشیری نے حدیث بیان کی جو سر سخت غالیوں میں سے تھے یہاں تک کہ فرمایا: کشی کا کہنا ہے کہ محمد بن بحر غالی ہے۔

رشید الدین شیخ یاقوت حمویّ نے کہا : کان لقِناً، حافظاً، یُذاکر بثمانیة آلاف حدیث.صنّف المترجَم کتباً کثیرة، قیل أنّها بلغت نحواً من خمسمائة مصنّف ورسالة.فمن کتبه: البدع، البقاع، التقوی، الاَتباع وترک المراء فی القرآن، القلائد فی مسائل الخلاف، البرهان، الفروق بین الاَباطیل والحقوق، الفرق بین الآل والاَُمّة، المتعة، الاَول والعشرة، ونحل العرب.توفّی فی حدود أربعین وثلاثمائة؛ وہ بہت ذہین وفطین اور احادیث کے حافظ تھے وہ آٹھ ہزار احادیث کی بحث کیا کرتے تھے انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں ایک قول کے مطابق وہ پانچ سو کتب و رسائل تک پہنچتی ہیں ان میں درج ذیل ہیں۔۔۔وہ تقریبا ۳۴۰ھ کو فوت ہوئے۔

تبصرہ: محقق خوئی فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ محمد بن بحر غالی ہے کیونکہ کشی جو کہ اس کے معاصر ہیں وہ اس کو بہتر جانتے ہیں اور انہوں نے شہادت اور گواہی دی ہے کہ وہ غالی ہے اور اس کی تائید ابن عضائری کے قول سے ہوتی ہے تو نجاشی کا یہ کہنا کہ "بعض علماء نے اسے

---

[۱۱۲] ۔اس حنفی سے مراد مذہب حنفی نہیں کیونکہ وہ تو اہل سنت کے ایک فقہی مکتب کا عنوان ہے وہ غالیوں سے سازگارنہیں بلکہ یہ حنیفہ قبیلے کے بزرگ اثال بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل کا لقب ہے جو مسیلمہ کذاب کے قوم والے ہیں (جمہرة ابن حزم ص۳۰۹، توضیح المشتبہ ۳ص۳۵۰،تنقیح المقال ۲ص۸۶ آخر مجلد دوم)

غالی قرار دیا حالانکہ اس کی حدیثیں معنی کی سلامتی کے قریب ہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ اسے کہاں سے غالی قرار دیا گیا'' تو اگر ان کی مراد ابن غضائری کا اسے غالی قرار دینا ہو تو کشی کی گواہی سے اس کو غالی کہا گیا ہے، تو اس کا مدرک اور دلیل موجود ہے شاید نجاشی نے کشی کے قول کو نہیں دیکھا یا یہ سطور لکھتے وقت اس سے غافل ہوئے اور اس راوی کا ضعیف ہونا بھی ثابت نہیں کیونکہ ابن غضائری کی کتاب کا نسخہ معتبر سند سے نہیں پہنچا لیکن اس کی وثاقت بھی ثابت نہیں ہوئی کیونکہ نجاشی کے کلام میں فقط اتنا کہا گیا کہ اس کی حدیث کا معنی سلامتی کے قریب ہے یعنی ان میں غلو کے مطالب نہیں اس سے محمد بن بحر کا حسن حال ثابت نہیں ہوتا اس لیے یہ مجہول شمار ہوگا [۱۱۳]۔

لیکن شیخ طوسی کے بیان میں موجود اوصاف کو سامنے رکھتے ہوئے بعض دانش منداس کے حسن کو ترجیح دیتے ہیں جس میں اسے عالم اخبار (یعنی احادیث کی سندوں اور متون کو جاننے والے ہیں)، فقیہ اور متکلم قرار دیا گیا جیسا کہ صاحب تنقیح نے حائری کے کلام کو نقل کر کے سراہا ہے: کاش مجھے معلوم ہوتا جب ایک شخص عالم اخبار، فقیہ اور متکلم ہے اور اس کی حدیث سلامتی کے قریب ہے اور اس کی کتابیں بہترین مفید ہیں تو اس کے غالی ہونے کا کیا معنی ہے اور ابن غضائری اور کشی سے تعجب نہیں کیونکہ ہمارے تمام علماء سوائے شیخ صدوق اور ان جیسے چند علماء کے غالی ہیں لیکن تعجب ان سے ہے جو طعن میں ان دونوں کی پیروی کرتے ہیں تو وجیزہ میں جو اس راوی کو ضعیف قرار دیا گیا ہے یہ بات خود ضعیف ہے۔

اس کلام میں ظاہر ہے کہ قائل نے غیرت دینی کی وجہ سے غصہ کیا ہے اور جو تمام علماء شیعہ کو غالی بناڈالا ہے صحیح نہیں کیونکہ یہاں بات کسی کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کی ہے اس کے ماہر فنون ہونے سے کسی کو کوئی انکار نہیں کیا دنیا میں عالم اخبار، فقہاء اور متکلمین نے گزرے، انہوں نے کتابیں بھی لکھیں لیکن ان کے متعلق وثاقت اور اعتبار کی دلیل کا سوال

---

[۱۱۳] ۔ معجم رجال الحدیث ۱۵ص۱۲۲ ن ۱۰۲۹۷۔

کیا جارہا ہے کیونکہ ماہر فن ہونا اور ہے اور اس کی وثاقت اور اعتبار اور ہے ؟؟ اگرچہ بعید نہیں ہے کہ مجموعا ان صفات سے ان کا حسن حال سمجھا جائے کیونکہ کسی کو شیعہ فقیہ [۱۱۴] و عالم اور متکلم کا درجہ تب دیا جاتا ہے جب اس میں ان کی صفات موجود ہوں لیکن اس کے بارے میں جو مستند شہادت عقیدے کے حوالے سے کشی وغیرہ کی موجود ہے تو بہتر ہے اس کی روایات میں احتیاط اور اس کے بارے میں توقف اختیار کیا جائے۔

۵۰۔ محمد بن بشیر

کشی نے اس سے ح۳۲۱ نقل کی ہے اس کے علاوہ کتب رجال و حدیث میں اس کا ذکر نہیں ملا اس لیے اسے مہمل ہی شمار کیا جائے گا۔

۵۱۔ محمد بن حسن برانی

کشی نے اس سے ح۳۰۸، ۵۵۱۶۷ نقل کی ہے شیخ طوسی نے اس کے بارے میں فرمایا: یہ کاتب ہے اور اس کی روایات ہیں اور اس سے کشی نے روایت نقل کی ہے [۱۱۵]۔

تبصرہ: برانی بخارا سے ۵ فرسخ کے فاصلے پر ایک گاوں برّان کی طرف نسبت ہے اور کشی کے بعض نسخوں میں اسے براثی ثبت کیا ہے جو براثا کی طرف نسبت ہوسکتی ہے جو بغداد

---

[۱۱۴] ۔کسی راوی کے بارے میں فقیہ کے لفظ کی دلالت کے بارے میں دانش مند یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں، یہ الفاظ مدح میں سے اور اس کی دخالت روایت کے متن کی تقویت میں ہے ؛ من إلفاظ المدح، و له دخل فی قوّة المتن. مقباس الهدایة، ج ۲، ص ۱۴۰. اس کے بہت زیادہ مدح بیان کرنے میں شک نہیں لیکن اس سے توثیق نہیں سمجھی جاتی کیونکہ کسی کا فقیہ ہونا اس کے سچے ہونے سے عام تر ہے، لاشبهة فی إفادته المدح المعتدّ به، وعدم إفادة الوثاقة للأعمّیّة منها. مقباس الهدایة، ج ۲، ص ۲۴۸. یہ توثیق و مدح کے الفاظ میں سے ہے؛ من إلفاظ التوثیق والمدح. الرواشح السماویة، ص ۶۰ (راشحة ۱۲) . ظاہری طور پر اس کی عدالت پر دلالت نہیں ہوتی ہاں اس میں کچھ مدح سمجھی جاسکتی ہے لا دلالة له علی التعدیل ظاهرا، نعم فیه نوع مدح. الفصول، ص ۳۰۳.

[۱۱۵] ۔رجال طوسی ، ص۴۹۱ ن ۱۔

کے محلوں میں سے ہے، باقی رہا اس کی وثاقت و مدح کا مسئلہ تو اس کے معتبر قرائن نہیں ملے اس لیے اسے مجہول الحال شمار کیا جائے گا[16]۔

۵۲۔ محمد بن حسن بن بندار

کشی نے اس سے ح ۷ ۹۵، ۳۹۶، ۲۰۶ وغیرہ نقل کی ہیں، اور وحید بہبہانی نے اسے محمد بن حسن قمی کے ساتھ متحد قرار دیا[17] اور شیخ طوسی نے جس کے متعلق فرمایا: وہ ابن ولید نہیں مگر اس کی مانند ہے اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید جلیل القدر فقہاء اور علماء شیعہ امامیہ میں سے ہیں[18] جیسا کہ نجاشی نے ابن ولید کے بارے میں فرمایا: **"محمد بن الحسن بن أحمد بن الوليد ، أبوجعفر : شيخ القميين وفقيههم ، ومتقدمهم ووجههم ، ويقال : إنه نزيل قم ، وما كان أصله منها ،ثقة ثقة ، عين ، مسكون إليه ، له كتب ، منها : كتاب تفسير القرآن ، وكتاب الجامع .**

شیخ طوسی نے فہرست میں فرمایا: **جليل القدر،عارف بالرجال ، موثوق به ، له كتب جماعة ، منها : كتاب الجامع ، وكتاب التفسير ،وغير ذلک .** اور رجال میں یہ تعبیر فرمائی: **جليل القدر ، بصير بالفقه ، ثقة-**

---

[16] ۔ تنقیح المقال ، ج۳ ص۱۰۰ ن۱۰۵۳۶ ، اور یہاں محقق مامقانی نے بھی اسے مجہول قرار دیا ہے اور اس کے کشی کے شیخ وغیرہ ہونے سے اس کی مدح کا حکم نہیں لگایا۔

[17] ۔ معجم رجال الحدیث ج۱۶ ص۲۲۳ ن ۱۰۴۹۳، محقق خوئی نے بھی اس اتحاد کی تائید اور تقویت کی ہے کیونکہ ایک تو ان کا طبقہ ایک ہے اور دونوں کے مشائخ متحد ہیں۔

[18] ۔ تفصیل دیکھئے؛ رجال النجاشی ۲ ص۳۰۱ ن ۱۰۴۳، رجال الطوسی ۴۹۵ ن ۲۳، فہرست الطوسی ۱۸۴ ن ۷۰۸، معالم العلماء ۱۱۱ برقم ۷۶۲، رجال ابن داود ۳۰۴ ن ۱۳۱۹، رجال العلّامۃ الحلّی ۱۴۷ ن ۴۳، نقد الرجال ۲۹۹، مجمع الرجال ۵ ص ۱۸۲، جامع الرواۃ ۲ ص ۹۰، بہجۃ الآمال ۶ ص ۳۴۱، ہدیۃ العارفین ۲ ص ۴۱، تنقیح المقال ۳ ص ۱۰۰ ن ۱۰۵۳۴، طبقات اعلام الشیعۃ ۱ ص ۲۶۵، ۲۵۹، معجم رجال الحدیث ۱۵ ص ۲۰۶ برقم ۱۰۴۶۳، قاموس الرجال ۸ ص ۱۲۰، معجم المؤلفین ۹ ص ۱۸۳.

۵۳۔ محمد بن حسن کشی

کشی نے ان سے ح۱۹۹، ۱۹۸، ۲۱۸اور ۷۳۲وغیرہ نقل کی ہیں اس کے علاوہ کتب رجال و حدیث میں اس کا ذکر نہیں ملا اس لیے اسے مہمل ہی شمار کیا جائے گا۔

۵۴۔ محمد بن حسین بن احمد فارسی

کشی نے اس سے روایت ۸۲۷ نقل کی ہے اس کے علاوہ کتب رجال و حدیث میں اس کا ذکر نہیں ملا اس لیے اسے مہمل ہی شمار کیا جائے گا۔

۵۵۔ محمد بن حسین بن محمد ہروی

کشی نے اس سے ح۱۰۲۷و۱۰۲۸ نقل کی ہیں اور اس کا حال بھی سابقہ راوی کی مانند ہے۔

۵۶۔ محمد بن رشید ہروی ابو سعید

کشی نے اس سے ح۵۰۶ روایت کی ہے اور اس کا حال معلوم نہیں ہے۔

۵۷۔ محمد بن سعد بن مزید کشی

کشی نے اس سے ح۱۱۳۱، ۱۰۹۷، ۸۵۷، ۲۴۸ نقل کی ہیں شیخ طوسی نے فرمایا: وہ صالح و نیک شخص[119] اور مستقیم مذہب کا پیرو کار ہے[120]، اس تعبیر سے اس راوی کی مدح سمجھی جاتی ہے کیونکہ نیکی اور صالح ہونے سے اس کی امانت داری بھی ظاہر ہے۔

[119] ۔صالح، اس تعبیر کو زبردست مدح بلکہ توثیق کی علامت بھی شمار کیا گیا ہے چند اقوال ملاحظہ ہوں: من المدائح التی لہا دخل فی قوّۃ السند، فہو یوجب صیرورۃ الحدیث حسنا او قویا؛ یعنی یہ وہ مدح ہے جس کا سند کی تقویت میں دخل ہے تو یہ حدیث کے حسن یا قوی ہونے کا سبب ہے، فوائد الوحید، ص ۲۴. یُعدّ من الفاظ التوثیق، وتدلّ علی الایمان إذا صدر الوصف بہ من إصحابنا. یعنی یہ توثیق کے الفاظ میں شمار ہوتی ہے اور جب ہمارے علماء کسی کے بارے میں یہ تعبیر کہیں تو اس کے ایمان کی سلامتی کی بھی دلیل ہے، عدۃ الرجال، ج۱، ص ۱۱۹. یفید المدح یعنی یہ مدح کا فائدہ دیتی ہے، الرعایۃ فی علم الدرایۃ، ص ۲۰۸؛ مقباس الہدایۃ، ج ۲، ص ۲۴۹. من المدائح التی یدخل الحدیث فی قسم الحسن، فینقل حدیثہ للاعتبار والنظر، ویکون مقویا وشاہدا، یعنی اس مدح میں سے ہے جس سے حدیث حسن شمار ہوتی ہے تو اس کی حدیث کو معتبر ہونے، غور کرنے اور تقویت وشاہد کے طور پر نقل کیا جاتا ہے. وصول الأخیار، ص ۱۹۲. من الفاظ المدح فی المرتبۃ الأولی یعنی یہ درجہ اول کی مدح ہے. نہایۃ الدرایۃ، ص ۳۹۹. من الفاظ التوثیق والمدح، یعنی یہ توثیق و مدح کے الفاظ میں سے ہے. الرواشح السماویۃ، ص ۶۰ راشحہ ۱۲۔

۵۸۔ محمد بن شاذان بن نعیم

اس کی بحث محمد بن احمد بن شاذان میں گزر چکی ہے اس لیے یہاں اسے دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۵۹۔ محمد بن علی بن قاسم بن ابی حمزہ قمی

کشی نے اس سے روایت ۹۰۷و۱۰۵۱ نقل کی ہے، اس کے علاوہ کتب رجال و حدیث میں اس کا ذکر نہیں ملا اس لیے اسے مہمل ہی شمار کیا جائے گا۔

۶۰۔ محمد بن قولویہ قمی

اس سے کشی نے ح ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۱۱، ۲۰ وغیرہ نقل کی ہیں، اس کی توثیق خاص تو نہیں ملی مگر اس کے فرزند ارجمند شیخ المشائخ جعفر صاحب کامل الزیارات نے اپنی کتاب کے مقدمے میں ان افراد کی توثیق کی ہے جن سے انہوں نے روایت کی ہے اور انہیں ثقہ اور علم و حدیث میں مشہور قرار دیا ہے[121] اور پھر انہوں نے اپنے والد سے بہت سی روایات نقل کی ہیں اس لیے وہ توثیق یقینی طور پر ان کو بھی شامل ہے اس طرح وہ ثقہ ہیں، اس بحث کی مکمل تحقیق کشی کے

---

[120] ۔رجال شیخ ،باب من لم یرو عنهم ، ن۳۶۔

[121] ۔ وإنا مبین لک - إطال اللہ بقاک - ما اثاب اللہ بہ الزائر لنبیہ واہل بیتہ صلوات اللہ علیہم اجمعین، بالاثار الواردۃ عنهم: (علیہم السلام).... ولم اخرج فیہ حدیثا روی عن غیرهم إذا کان فیما روینا عنهم من حدیثهم صلوات اللہ علیہم کفایۃ عن حدیث غیرهم، وقد علمنا انا لا نحیط بجمیع ما روی عنهم فی ہذا المعنی ولا فی غیرہ، لکن ما وقع لنا من جہۃ الثقات من اصحابنا رحمہم اللہ برحمتہ، ولا اخرجت فیہ حدیثا روی عن الشذاذ من الرجال، یؤثر ذلک عنهم عن المذکورین غیر المعروفین بالروایۃ المشہورین بالحدیث والعلم؛ میں تمہیں معصومینؑ سے وارد ہونے والی احادیث کے ذریعے بیان کروں کا جو اللہ تعالی نے اپنے نبیﷺ اور ان کی اہل بیتؑ کے زائر کے لیے ثواب قرار دیا ہے ۔۔۔اوراس میں کوئی حدیث نہیں نقل کروں گا جو کسی دوسرے سے نقل کی گئی کیونکہ ہمارے لیے معصومینؑ کی احادیث ہی کافی ہیں اور ہمیں علم ہے کہ اس موضوع میں اور دیگر موضوعات میں جو کچھ معصومینؑ سے منقول ہے اس سب کا احاطہ نہیں کرسکتے لیکن وہ جو ہمارے ثقہ اصحاب کے ذریعے ہم تک پہنچا ،خدا ان پر اپنی رحمت کرے تو میں اس میں کوئی ایسی حدیث نہ لاوں گا جو کسی شاذ راوی سے نقل ہو جو روایت میں معروف نہیں اور حدیث و علم میں شہرت نہیں رکھتے ،مقدمہ کامل الزیارات ص۳۷ط محققہ موسسہ نشر اسلامی قم ۔

شاگردوں میں ذکر کی جائے گی کیونکہ جعفر بن محمد بن قولویہ، کشی کے شاگردوں میں سے ہیں اور بعد میں ان کو بھی ذکر کیا جائے گا۔

۶۱۔ محمد بن مسعود عیّاشی[۱۲۲]

کشی نے ان سے کثیر روایات نقل کی ہیں جن کی تفصیل رجال کشی کی تفصیلی فہرست میں دیکھی جائے، بہر حال محمد بن مسعود بن محمد بن عیّاش سلمی، ابو نضر سمرقندی، (م۳۲۰ھ) شیعہ امامیہ کے عظیم فقہاء میں سے تھے اور انہیں فکر اسلامی کی خدمت کا بہت موقع ملا، اپنے زمانہ میں علوم شرق کا نابغہ روزگار اور علم و ادب اور دانش میں فائز تھے اور انہوں نے مختلف علوم فقہ، حدیث، کلام، تفسیر، تاریخ وغیرہ میں بہت زیادہ کتابیں تصنیف کیں اور ان کا گھر علوم آل محمدؐ کا مرکز تھا، نجاشی نے فرمایا: " **محمد بن مسعود بن محمد بن عياش السلمى ، السمرقندى، أبوالنضر المعروف بالعياشى : ثقة ، صدوق ، عين من عيون هذه الطائفة ، وكان يروى عن الضعفاء كثيرا ، وكان فى أول أمره عامى المذهب ، وسمع حديث العامة فأكثر منه ، ثم تبصر وعاد إلينا ، وكان حديث السن ، سمع أصحاب على بن الحسن بن فضال ، وعبدالله بن محمد بن خالد الطيالسى ، وجماعة من شيوخ الكوفيين ، والبغداديين ، والقميين .قال أبوعبدالله الحسين بن عبيدالله : سمعت القاضى أبا الحسن على بن**

---

[۱۲۲]۔ اختیار معرفۃ الرجال (رجال الکشی) ۵۳۰ ن ۱۰۱۴، فہرست ابن الندیم ۲۸۸، رجال النجاشی ۲ص۲۴۷ ن ۹۴۵، فہرست الطوسی ۱۶۳ن ۶۰۵، رجال الطوسی ۴۹۷ن ۳۲، معالم العلماء ۹۹ن ۶۶۸، رجال ابن داود ۳۳۵ ن ۱۴۷۱، رجال العلّامۃ الحلّی ۱۴۵ ن ۳۷، نقد الرجال ۳۳۳، مجمع الرجال ۶ ص۴۱، جامع الرواۃ ۱۹۲، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۳۴۲ ن ۱۱۱۷، رجال بحر العلوم ۴ص ۱۵۰، روضات الجنات ۶ص۱۲۹، بہجۃ الآمال ۶ص ۶۳۰، تنقیح المقال ۳ص ۱۸۳ ن ۱۱۳۶۷، إعیان الشیعۃ ۱۰ص ۵۶، تأسیس الشیعۃ ۳۳۲ و۲۶۰، الکنی والاَلقاب شیخ عباس قمی ۲ص ۴۹۰، فوائد رضویّۃ شیخ عباسی قمی ۶۴۲، طبقات اعلام الشیعۃ اص ۳۰۵، الذریعۃ ۴ص ۲۹۵، معجم رجال الحدیث ۱۷ص ۲۲۴ن ۱۱۷۶۸ون ۱۱۷۶۵و۱۱۷۷۳و۲۳ص۱۲۹ن ۱۵۴۱۷، قاموس الرجال ۸ص ۳۷۵، معجم المؤلفین ۱۲ص ۲۰.

محمد : قال لنا أبوجعفر الزاهد : أنفق أبوالنضر على العلم والحديث تركة أبيه سائرها ، وكانت ثلاثمائة ألف دينار ، وكانت داره كالمسجد ، بين ناسخ ، أو مقابل ،أو قارئ ، أو معلق ، مملوءة من الناس .وصنف أبوالنضر كتبا---

محمد بن مسعود عیاشی سمرقندی ابونضر ثقہ ، نہایت درجہ سچے اور اس گروہ شیعہ کے اشراف کے چشم و چراغ ہیں [۱۲۳] انہوں نے ضعیف راویوں سے بہت زیادہ زیادہ روایات نقل کیں ،ابتداء میں وہ اہل سنت سے تعلق رکھتے تھے اور ان سے بہت زیادہ روایات بھی سنیں تھیں پھر انہیں مذہب حق کی معرفت حاصل ہوئی اور اس کی طرف پلٹ آئے درحالانکہ وہ ابھی جوان تھے اور انہوں نے علی بن حسن بن فضال کے اصحاب، عبداللہ بن محمد بن خالد طیالسی اور کوفیوں، بغدادیوں اور قمیوں کے شیوخ میں سے ایک گروہ سے روایات سنیں اور حسین بن عبداللہ عضائری کا بیان ہے کہ میں نے قاضی ابوالحسن علی بن محمد سے سنا کہ ہمیں ابو جعفر زاہد نے بتایا کہ ابو نضر عیاشی نے علم و حدیث پر اپنے باپ کا تمام ترکہ خرچ کردیا اور وہ تین لاکھ دینار تھے اور ان کا گھر مسجد کی طرح تھا اس میں ہر وقت کوئی نسخہ بنارہا ہوتا یا نسخوں کا باہم

---

[۱۲۳] ۔ عین ؛اس لفظ کی دلالت کے بارے م یں علماء نے درج ذیل بیان ذکر کیئے ہیں: عين القوم إشرافهم لغة؛یعنی لغت میں اس کا معنی شریف و نجیب اور کسی قوم کا چشم چراغ ہے ؛سماء المقال، ج۲، ص۲۶۵؛ تكملة الرجال، ج۱، ص ۵۲. من إلفاظ التعديل؛ یعنی اس لفظ سے عدالت ثابت ہوتی ہے، الوجيزة، ص۵ .يفيد مدحا معتدّا به؛ یعنی اس سے بہت زیادہ مدح ہوتی ہے ،فوائد الوحید، ص۳۲؛ رجال الخاقانی، ص ۳۲۳. عدّه التقى المجلسى (ره) من إلفاظ التوثيق، بزعم إنّه استعارة للصدق؛ لأنّ العين بمعنى الميزان؛ یعنی مجلسی اول نے اسے توثیق کے الفاظ میں شمار کیا ہے اس گمان سے کہ وہ سچائی سے استعارہ ہے کیونکہ عین کا معنی میزان ہے ،عدة الرجال، ج۱، ص۱۲۰-۱۲۱. لا يدلّ على إكثر من الحسن. یعنی یہ لفظ حسن سے زیادہ دلالت نہیں کرتا ،تكملة الرجال، ج۱، ص ۵۲. يعدّ رواية الراوی المتّصف به فی الحسن كالصحيح؛ یعنی ایسے راوی کی روایت صحیح کی مانند حسن ہوتی ہے ، نهاية الدراية، ص۳۹۷. من إلفاظ المدح؛ یعنی یہ مدح کے الفاظ میں سے ہے ،مقباس الهداية، ج۲، ص ۲۰۹. من إلفاظ التوثيق و المدح؛ یعنی یہ توثیق و مدح دونوں کا فائدہ دیتا ہے ، الرواشح السماوية ص۶۰ ،راشحہ ،۱۲۔

مقابلہ کر رہا ہوتا یا قراءت کر رہا ہوتا یا حاشیہ لگا رہا ہوتا اور وہ لوگوں سے بھرا رہتا تھا اور انہوں نے بہت زیادہ کتابیں لکھیں۔۔ [۱۲۴]۔

---

[۱۲۴]۔ نجاشی و شیخ طوسی نے ان کی کتابوں کی ایک لمبی فہرست ذکر کی ہے جو دو سو زیادہ ہیں ، نجاشی کی عبارت ملاحظہ ہو؛ کتاب التفسیر، کتاب الصلاۃ، کتاب الصوم، کتاب الطہارات الکبیر، کتاب مختصر الصلاۃ، کتاب مختصر الصوم، کتاب الجنائز الکبیر، کتاب مختصر الجنائز، کتاب المناسک، کتاب العالم والمتعلم، کتاب الدعاء، کتاب الزکاۃ، کتاب زکاۃ الفطرۃ، کتاب الأشربۃ کتاب حد الشارب، کتاب الأضاحی، کتاب العقیقۃ، کتاب النکاح، کتاب الصداق، کتاب الطلاق، کتاب التقیۃ، کتاب الأجوبۃ المسکتۃ، کتاب سجود القرآن، کتاب القول بین القولین، کتاب معرفۃ الناقلین، کتاب الرؤیا، کتاب النجوم والقیافۃ، کتاب القرعۃ، کتاب الفرق بین حل المأکول وحرامہ، کتاب البیوع، کتاب السلم، کتاب الصرف، کتاب الرہن، کتاب الشرکۃ، کتاب المضاربۃ، کتاب الشفعۃ، کتاب الاستبراء، کتاب التجارۃ والکسب، کتاب القضاء وادب)آداب (الحکم، کتاب الحد فی الزنا، کتاب الحدود فی السرقۃ، کتاب حد القاذف، کتاب الدیات، کتاب المعاقل، کتاب الملاہی، کتاب معاریض الشعر، کتاب السبق والرمی، کتاب قسمۃ الغنیمۃ والفیء، کتاب الدین والحوالۃ والحمالۃ، کتاب القبالات والمزارعات، کتاب الإجارات، کتاب الہبۃ، کتاب الزہد، کتاب الأجناس، کتاب صفۃ الجنتہ والنار، کتاب الصید، کتاب الذبائح، کتاب الرضاع، کتاب المتعۃ، کتاب الوطء بملک الیمین، کتاب الوصایا، کتاب المواریث، کتاب البر والصلۃ، کتاب محاسن الأخلاق، کتاب حقوق الإخوان، کتاب الأیمان، کتاب النذور، کتاب النساء والولاء، کتاب الاستئذان، کتاب عشرۃ النساء، کتاب الشہادات، کتاب الشروط، کتاب الیمین مع الشاہد، کتاب الکتابۃ والعتق والتدبیر، کتاب النشوز والخلع والمباراۃ، کتاب صنائع المعروف، کتاب الخیار والتخییر، کتاب العدد، کتاب الظہار، کتاب الإیلاء، کتاب اللعان، کتاب الرجعۃ، کتاب التوحید والصفۃ، کتاب الإیمان، کتاب البداء، کتاب البشارات، کتاب الرد علی من صام او افطر قبل رؤیتہ، کتاب اللباس، کتاب إثبات إمامۃ علی بن الحسین علیہ السلام، کتاب من تکرہ مناکحتہ، کتاب القبلۃ، کتاب الجزیۃ والخراج، کتاب الطاعۃ، کتاب احتجاج المعجز، کتاب الحیض، کتاب العمرۃ، کتاب مکۃ والحرم، کتاب نکاح الممالیک، کتاب المسح علی القدمین، کتاب الأوصیاء، کتاب السفر، کتاب القسامۃ، کتاب جنایۃ العبید، کتاب الحدود، کتاب العجم والجنایۃ علیہم، کتاب دیۃ الجنین، کتاب الغیبۃ، کتاب الحث علی النکاح، کتاب الأساری والغلول، کتاب حبس المحارب، کتاب الأکفاء والأولیاء والشہادات فی النکاح، کتاب قتل المشرکین، کتاب الجہاد، کتاب الأنبیاء، کتاب المزار، کتاب الجمع بین الصلاتین، کتاب الاستخارۃ، کتاب دلائل الأئمۃ، کتاب صوم الکفارات، کتاب قسمۃ الزکوات، کتاب المساجد، کتاب المآتم، کتاب فرض طاعۃ العلماء، کتاب الصدقۃ غیر الواجبۃ، کتاب الکعبۃ، کتاب جلد الشارب، کتاب ما ابیح قتلہ فی الحرم، کتاب وجوب الحج، کتاب سیرۃ ابی بکر، کتاب سیرۃ عمر، کتاب سیرۃ عثمان، کتاب سیرۃ معاویۃ، کتاب معیار الأخبار، کتاب الموضع تذکر فیہ الشرائع، کتب الصلاۃ، کتاب ابتداء فرض الصلاۃ، کتاب المساجد، کتاب سہۃ الصلاۃ، کتاب صلاۃ نوافل النہار، کتاب مواقیت الظہر والعصر، کتاب الأذان، کتاب حدود الصلاۃ، کتاب الوتر وصلاۃ اللیل، کتاب الإقامۃ فی الصلاۃ، کتاب السہو، کتاب صلاۃ العلیل، کتاب صلاۃ السفر، کتاب صلاۃ یوم الجمعۃ، کتاب صلاۃ الحوائج، کتاب صلاۃ الغدیر، کتاب صلاۃ الخوف، کتاب صلاۃ الاستسقاء، کتاب صلاۃ الکسوف، کتاب صلاۃ السفینۃ، کتاب الصلاۃ علی الجنائز، کتاب غسل المیت، کتاب الجنائز.

انہوں نے جعفر بن احمد، ، حمدویہ، محمد بن نصیر، عبد اللّٰہ بن محمد بن خالد طیالسی اور کوفی ،بغدادی، اور قمی علماء کی ایک جماعت سے روایت کی اور شیخ طوسی نے «التہذیب» و«الاستبصار» میں ۱۵ مورد میں ان سے روایت نقل کی۔

۶۲۔ محمد بن نصیر کشّی[۱۲۵]

یہ فقیہ و مفسّر ابونضر محمد بن مسعود عیّاشی کے بھی استاد تھے،انہوں نے محمد بن حسین بن ابی الخطاب (م ۲۶۲ھ) سہل بن زیاد آدمی سے روایت کی اور اس سے عیّاشی نے روایت نقل کی ،وہ ثقہ محدثین میں سے تھے جنہیں کثیر علم و دانش عطا ہوا تھا اور عظمت و جلالت نصیب ہوئی ، شیخ طوسی نے «تہذیب» میں ۸ موارد میں اور شیخ صدوق نے«من لا یحضرہ الفقیہ» میں ایک مورد میں ان سے روایت کی۔ کشی نے ان سے رجال میں مشافہۃً کم اور عیاشی کے واسطے سے کثیر روایات نقل کیں جیسے ح۲۳۱، ۱۹۴،۹ وغیرہ۔

شیخ طوسیؒ نے رجال میں فرمایا: یہ کشّ کے رہنے والے تھے اور ثقہ، جلیل القدر،کثیر العلم تھے ان سے کشی نے روایت کی۔

اور متاخرین نے اسی عبارت کو ان کے بارے میں نقل کیا اور ان کو ثقہ و صادق قرار دیا ہے اس لیے ان کی عبارتوں کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

انہوں نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ جس کا پیٹ غالباً خراب ہو تو وہ ایک وضو کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے اگرچہ درمیان میں حدث واقع ہو جائے (أبی جعفر الباقر ؑ قال: صاحب البَطَن الغالب یتوضأ فی صلاته فیتمّ ما بقی[۱۲۶]۔

---

[۱۲۵]۔ رجال الطوسی ۴۹۷ ن ۳۴، رجال ابن داود ۳۳۸ ن ۱۴۸۷، رجال العلّامۃ الحلّی ۱۴۸ ن ۵۰، نقد الرّجال ۳۳۷ ن ۵۷۷، مجمع الرّجال ۶ ص ۶۲، جامع الرّواۃ ۲ ص ۲۰۸، وسائل الشیعۃ ۲۰ ص ۳۴۴ ن ۱۱۳۱، ہدایۃ المحدّثین ۲۵۷، بہجۃ الآمال ۶ ص ۶۷۷، تنقیح المقال ۳ ص ۱۹۶ ن ۱۱۴۵۱، معجم رجال الحدیث ۱۷ ص ۲۹۷ ن ۱۱۹۰۰ و ۱۱۹۰۲، قاموس الرّجال ۸ ص ۴۱۷، موسوعۃ اِصحاب الفقہاء، ص ۴۶۷ نمبر ۱۶۴۸.

۶۳۔ محمد بن یحییٰ فارسی

کشی نے ان سے ح۹۲۱ روایت کی مگر دیگر کتب رجال و حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملا اور محض کشی کے لیے شیخ ہونا کسی کی وثاقت یا مدح کے لیے کافی نہیں جیسا کہ اسکی تحقیق گزر چکی ہے اس لیے اسے مہمل شمار کیا جائے گا۔

۶۴۔ نصر بن صباح بلخی[۱۲۷]

کشی نے کتاب رجال میں بہت سے موارد میں ان سے روایت کی ہے جیسے ح۱۲۵، ۴۴، ۴۲، ۸ وغیرہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کشی کے مشائخ میں سے ہیں لیکن ان کے رجالی حالات کو جاننا ضروری ہے:

شیخ طوسی نے رجال میں فرمایا: **النصرابن الصباح ، یکنی أبا القاسم ، من أھل بلخ ، لقی جلة من کان فی عصره من المشایخ والعلماء ، وروی عنھم ، إلا أنه قیل کان من الطیارة ، غال"**؛ یہ اہل بلخ میں سے اور اپنے زمانے میں بہت سے علماء و مشائخ سے ملاقات کی اور ان سے روایت کی لیکن ایک قول ہے کہ وہ طیارہ اور غالیوں میں سے ہیں۔

خود ابو عمرو کشی نے مفضل بن عمر کے ترجمے میں اسے غالی قرار دیا ہے۔

نجاشی نے فرمایا: **نصر بن صباح أبو القاسم البلخی غال المذھب. روی عنه الکشی له کتب، منھا کتاب معرفة الناقلین، کتاب فرق الشیعة**؛ نصر بن صباح ابو

---

[۱۲۶] ۔ تہذیب الاَحکام: ج۳، حدیث ۹۴۲۔

[۱۲۷] ۔ رجال الشیخ الطوسی: ۵۱۵، باب من لم یرو عنھم علیھم السلام، رجال النجاشی ۲: ۳۸۵، معجم رجال الحدیث ۲۰ص۱۴۹ن۱۳۰۴۳، جامع الرواۃ ۲: ۲۹۰، الخلاصۃ: ۲۶۲، رجال ابن داود: ۲۸۲، رجال الکشی: ۳۲۲، نضد الایضاح: ۳۴۷. التحریر الطاووسی ،ص۵۸۰ن۹۴۹ون۴۴۳، ایضاح الاشتباہ علامہ حلی ،ص۳۰۷ن۷۳۱، الفوائد الرجالیہ سید بحرالعلوم ج۱ص۴۰۶۔

القاسم بلخی، مذہب میں غالی سے اس سے کشی نے روایت کی ہے اور اس کی کتابوں میں معرفۃ الناقلین اور کتاب فرق الشیعہ ہے۔

علامہ حلی نے قسم دوم میں اسے غالی کثیر الروایت قرار دیا اور قسم اول میں علی بن سری کے ترجمے میں فرمایا: نصر میرے نزدیک ضعیف ہے۔

تبصرہ: یہ ہے اس راوی کے بارے میں سابقہ دور کے ماہرین علم رجال کی رائے لیکن متاخرین میں سے بعض دانش مندوں نے غلو کے بارے میں اپنی خاص رائے کی بدولت اس قسم کے راویوں کا دفاع کیا ہے[۱۲۸] چونکہ انہوں نے اپنے اعتقادات کو متقدمین کی معرفت سے بہتر سمجھا ہے ان کا کہنا ہے کہ سابقہ دور میں جو چیزیں علماء غلو شمار کرتے تھے آج وہ ضروریات مذہب میں شمار ہوتی ہیں حالانکہ ہمارے بزرگ علماء مثل شیخ طوسی، نجاشی، کلینی اور شیخ مفید وغیرہ نے ان معتبر فضائل کو نقل کیا اور ان پر اپنے اعتقاد کے متعلق بھی بیان فرمایا اب معلوم نہیں ان کی کونسی چیز تقصیر نظر آتی ہے اور کونسی معتبر روایت ہے جو صدیوں بعد کے ان دانش مندوں کو ان کے واسطے کے بغیر ائمہ معصومین سے پہنچ گئی ہے کہ ان معرفت کی سطح بھی ان سے بہت بلند ہے اور اس کی وجہ سے سابقہ دور کے غالی راویوں کا دفاع بھی کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ غلو کی بحث رجال کشی کے چند دیگر راویوں سے بھی مربوط ہے اس لیے بعد میں اس کی بحث کو کتاب کے متن سے متعلقہ ابحاث میں تحقیق کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

۶۵۔یوسف بن سخت

محدث نوری نے خاتمہ مستدرک میں اسے مشائخ کشی میں شمار کیا ہے رجال کشی میں ح ۳۱۲ کی سند کی ابتداء میں یہ راوی وارد ہوا ہے اور علامہ مامقانی نے یوسف بن سخت ابو یعقوب بصری بیّاع ارز(خاول فروش)کو ذکر کیا اور اسے ضعیف قرار دیا ہے[۱۲۹]۔

---

[۱۲۸] ۔بطور نمونہ دیکھیے ؛تنقیح المقال ،ج۳ص۲۶۸ن۴۴۴۴ا، طرائف المقال سید علی بروجردی ج۳ص۳۵۶۔
[۱۲۹] ۔مستدرک الوسائل خاتمہ ،ج۳ص۲۹۴۔

کشی کے شاگرد اور راوی

ابو عمرو کشی اپنے دور کے ایک عظیم عالم اور رجال وحدیث کی بصیرت رکھنے والی شخصیت تھے لیکن جیسا کہ ان کے تعارف میں بیان کیا گیا ان کے علمی کام کے علاوہ ان کی زندگی تفصیلی حالات معلوم نہیں ،جس طرح انہوں نے بہت سے اساتذہ سے کسب فیض کیا اسی طرح انہوں نے بہت سے شاگردوں کی تربیت کی خصوصاجب ان کے شاگردوں میں ایسے دانش مند علماء کا نام آتا ہے جو اپنے دور میں علوم اسلامی کے ماہر ہیں جیسے جعفر بن احمد بخاری ، جعفر بن محمد بن قولویہ صاحب کامل الزیارات ، حیدر بن محمد بن نعیم اور ہارون بن موسی تلعکبری۔

یوں تو مشہور ہے کہ دوست اور قریبی افراد ایک شخص کی پہچان ہوا کرتے ہیں مگر علمی حلقوں میں شاگرد کا تعلق استاد کی شخصیت اور اس کے روحی درجات کی عکاسی کرنے میں زیادہ معتبر مانا جاتا ہے کیونکہ شاگرد اپنے استاد کی تعلیم وتربیت کا ثمر ہوتا ہے اگرچہ متاخر زمانوں میں استادی وشاگردی کا وہ تقدس اور باہم روحی احترام وربط نہیں رہا جیسا کہ شیخ اعظم نے مکاسب میں اپنے زمانے میں اس کا شکوہ کیا ہے[۱۳۰] اور اب جدید دور میں اس کے رنگ میں

[۱۳۰] ۔المکاسب ،ج۱ص۹۱ بحث سبّ المومنین؛عبارت ؛فإن السیرة إنما نشأت فی الأزمنة السابقة من عدم تألم المتعلم بشتم المعلم لعد نفسہ أدون من عبدہ، بل ربما کان یفتخر بالسب، لدلالتہ علی کمال لطفہ. وأما زماننا ہذا الذی یتألم المتعلم فیہ من المعلم مما لم یتألم بہ من شرکائہ فی البحث من القول والفعل؛سابقہ زمانوں میں یہ روش تھی کہ طلبہ اپنے معلم کے برا بھلا کہنے (اور تنبیہ کرنے) سے دکھ محسوس نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ اپنے آپ کو اس کے غلام سے بھی کم تر شمار کرتے تھے بلکہ کبھی تو اس سے وہ فخر محسوس کرتے تھے کیونکہ یہ بات استاد کے نہایت درجہ لطف پر دلالت کرتی تھی لیکن ہمارے

مزید کمی آئی ہے مگر قدیم زمانے مین شاگرد مکمل طور پر اپنے استاد کے احترام کے قائل ہوتے تھے اور اپنے استاد کے علمی نظریات اور اس کی تحقیقی میراث کے وارث ہوتے تھے، یہاں جناب کشی کے شاگردوں کے متعلق تحقیق پیش کرنا مقصود ہے دور حاضر کی طرح ان کے شاگردوں کی لمبی فہرست تو نہیں ملی لیکن بلخ و سمرقند و کشّ میں چند لائق و امین اور معتبر شاگردوں کی تربیت کرنا بھی قدر و قیمت میں ان بیسیوں افراد کی فہرست سے کم نہیں جو اپنے استاد کے لیے علمی سرمایہ اور صدقہ جاریہ نہیں بن سکتے۔

۱۔ جعفر بن احمد بخاری

ابن حجر نے اپنی کتاب میں اس کے بارے میں لکھا: **جعفر بن أحمد البخاری: راویة أبی عمرو الکشی حمل عنه کتابه فی معرفة رجال الشیعة قال ابن أبی طی: کان فاضلاً جلیل القدر[۱۳۱].**

جعفر بن احمد بخاری جناب ابو عمرو کشی سے کثیر روایات نقل کرنے والا ہے، اس نے کشی سے ان کی کتاب جو شیعہ راویوں کی معرفت پر مشتمل ہے اخذ کی اور ابن ابی طیّ نے فرمایا: وہ جعفر فاضل اور جلیل القدر انسان ہے۔

تبصرہ: اس نقل کی بناء پر یہ شخص کشی کا شاگرد ہونے کے علاوہ ان کی اس عظیم رجالی میراث کو بعد والی نسلوں کی طرف پہنچانے والوں میں سے ہے۔

زمانے میں تو طلبہ استاد کی ان باتوں سے بھی دکھی ہوجاتے ہیں جن کو وہ ہم بحث طلبہ سے سن کر دکھی نہیں ہوتے ۔

[۱۳۱] ۔لسان المیزان، ۲ص۱۹۴ ن۶۴۶، تنقیح المقال ج۱۵ص۳۰ن۳۷۸۰ حاشیہ ،المجمع من الحاوی فی رجال الشیعة الامامیہ ص۶۲ن۲۸۔

۲۔ جعفر ابن قولویہ[۱۳۲]

جعفر بن محمد بن جعفر بن موسی بن قولویہ، ابو القاسم قمّی، صاحب کتاب ‹‹کامل الزیارات››انہوں نے سعد بن عبد اللہ (م۳۰۰ھ) کو درک کیا اور ان سے دو چار روایات نقل کیں لیکن وہ ان سے اپنے باپ اور بھائی کے واسطے سے نقل کرتے ہیں وہ فقہ شیعہ کے عظیم علماء میں سے تھے ان سے ۵۰۷روایات نقل ہوئیں انہوں نے اپنے باپ، کلینی سے بہت زیادہ روایات نقل کیں اور، محمد بن عبد اللہ بن جعفر حمیری، محمّد بن ہمّام ابن سہیل، علی بن حسین بن بابویہ والد صدوق، محمّد بن حسن بن ولید قمّی، محمّد بن جعفر رزاز، محمد بن حسن بن علی بن مہزیار، وغیرہ سے بھی روایات کیں اور ان سے شیخ مفید اور حسین بن عبید اللہ عضائری نے روایات نقل کیں انہوں نے کتاب ‹‹کامل الزیارات››، تصنیف کی، یہاں ان کے بارے میں بعض قدماء کے اقوال ذکر کیئے جاتے ہیں:

جناب نجاشی فرماتے ہیں: **جعفر بن محمد بن جعفربن موسى بن قولويه أبو القاسم وكان أبوه يلقب مسلمة من خيار أصحاب سعد، وكان أبو القاسم من ثقات أصحابنا وأجلائهم في الحديث والفقه، روى عن أبيه وأخيه عن سعد وقال ما سمعت من سعد إلا أربعة أحاديث، وعليه قرأ شيخنا أبو عبد الله**

[۱۳۲]۔رجال النجاشی ا ص۳۰۵ ن ۳۱۶، رجال الطوسی ۴۵۸ ن ۵، فہرست الطوسی ٦٧ ن ۱۴۱، معالم العلماء ۳۰ ن ۱٦۰، رجال ابن داود ۸۸ ن ۳۳۲، رجال العلامۃ الحلی ۳۱ ن ٦، لسان المیزان ۲ص۱۲۵ ن ۵۳٦،الوافی بالوفیات صفدی ا ص۱۵۱ن۷ ۲۳، تاریخ الاسلام ذہبی،ص۳۹۳حوادث سنہ۳۵۱-۳۸۰ھ، نقد الرجال ۳۷ ن ٦۹، مجمع الرجال ۲ص۱۴، نضد الایضاح ۷۷، جامع الرواۃ ا ص۱۵۷، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۱۵۵ ن ۲۳۹، الوجیزۃ ۷ ۱۴، ریاض العلماء ا ص۱۱۲، روضات الجنات ۲ص۱۷۱ ن ۱٦٦، بہجۃ الآمال ۲ص۵۵۷، تنقیح المقال ا ص۲۲۳ ن ۱۸۲۹، إعیان الشیعۃ ۴ص۱۵۴، طبقات إعلام الشیعۃ ا ص۷٦، الذریعۃ ۱۷ص۲۵۵ ن ۱۳۹، مستدرکات علم رجال الحدیث ۲ص۱۹۴ ن ۲۷۴۵، معجم رجال الحدیث ۴ص۱۰٦ ن ۲۲۵۴، قاموس الرجال ۲ص۴۱۱.

الفقه ومنه حمل، وكل ما يوصف به الناس من جميل وثقة وفقه فهو فوقه،و له كتب حسان۔

ترجمہ: جعفر بن محمد بن جعفر بن موسی بن قولویہ ابو القاسم ،ان کے باپ سعد کے بہترین اصحاب میں سے تھے اور انہیں بڑا مسلم کہا جاتا تھا اور خود ابو القاسم ہمارے ثقہ و معتمد اصحاب اور حدیث و فقہ میں جلیل القدر شخصیات میں سے تھے اور وہ اپنے باپ و بھائی کے واسطے سے سعد سے روایت کرتے تھے سوائے چار حدیثوں کے اور ہمارے استاد ابو عبداللہ شیخ مفید نے ان سے فقہ سیکھی اور انہی سے علم کا خزانہ حاصل کیا اور لوگوں کو جتنی بھی اچھائی اور اعتماد اور دین فہمی کی صفات بیان کی جاتی ہیں وہ ان سب سے بہتر ہیں اور ان کی بہترین کتابیں ہیں[۱۳۳]۔

اور شیخ طوسی نے فہرست میں اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔

بلکہ اہل سنت کے منصف مزاج ماہرین تاریخ ورجال نے ان کی بے حد مدح کی ہے جیسے صفدی کا قول ہے: **جعفر بن محمد بن جعفر بن موسى ابن قولويه، أبو القاسم الشيعي السهمي. كان هذا من كبار أئمة الشيعة ومن علمائهم المشهورين بينهم، وكان من أصحاب سعد بن عبد الله، وهو شيخ الشيخ المفيد وقال فيه**

---

[۱۳۳] ۔ نجاشی نے ان کی کتابوں یہ طویل فہرست بیان کی ہے اور فرمایا ہے میں نے ان کی اکثر کتابیں شیخ مفید اور حسین بن عبید غضائری سے پڑھیں : له كتب حسان، كتاب مداواة الجسد، كتاب الصلاة، كتاب الجمعة والجماعة، كتاب قيام الليل، كتاب الرضاع، كتاب الصداق، كتاب الأضاحي، كتاب الصرف، كتاب الوطء بملك اليمين، كتاب بيان حل الحيوان من محرمه، كتاب قسمة الزكاة، كتاب العدد، كتاب العدد في شهر رمضان، كتاب الرد على ابن داود في عدد شهر رمضان، كتاب الزيارات، كتاب الحج، كتاب يوم وليلة، كتاب القضاء وآداب الحكام، كتاب الشهادات، كتاب العقيقة، كتاب تاريخ الشهور والحوادث فيها، كتاب النوادر، كتاب النساء ولم يتمه. قرأت أكثر هذه الكتب على شيخنا أبي عبد الله رحمه الله وعلى الحسين بن عبيد الله رحمه الله.

المفید: کل ما یوصف الناس به من فقه ودین وثقة فهو فوق ذلک. وله کتبٌ حسانٌ---

جعفر بن محمد ابوالقاسم شیعی سہمی شیعہ کے بڑے پیشواوں اور ان کے مشہور علماء میں سے ہیں اور سعد بن عبداللہ کے اصحاب میں سے ہے اور وہ شیخ مفید کا استاد ہے اور ان کے بارے میں شیخ مفید نے کہا: لوگوں کی جتنی بھی دین فہمی، دینداری اور سچائی کے اعتبار سے صفت بیان کی جاتی ہے وہ ان سے بلند تر ہیں اور ان کی بہترین کتابیں ہیں---

ایک کرامت اور امام زمانہؑ کا معجزہ

روی عن ابی القاسم جعفر بن محمد بن قولویه قال: لما وصلت بغداد فی سنة تسع وثلاثین وثلاثمائة للحج، وهی السنة التی رد القرامطة فیها الحجر الی مکانه من البیت، کان اکبر همی الظفر بمن ینصب الحجر، لانه یمضی فی اثنأ المتب قصة اخذه وانه ینصبه فی مکانه الحجة فی الزمان، کما فی زمان الحجاج وضعه زین العابدین (علیه السلام) فی مکانه فاستقر. فاعتللت علة صعبة خفت منها علی نفسی، ولم یتهیأ لی ما قصدت له، فاستنبت المعروف بابن هشام واعطیته رقعة مختومة، اسأل فیها عن مدة عمری وهل تکون المنیة فی هذه العلة ام لا، وقلت: همی ایصال هذه الرقعة الی واضع الحجر فی مکانه واخذ جوابه وانما اندبک لهذا.

قال:فقال المعروف بابن هشام: لما حصلت بمکة وعزم علی اعادة الحجر بذلت لسدنة البیت جملة تمکنت معها من الکون بحیث اری واضع الحجر فی مکانه، واقمت معی منهم من یمنع عنی ازدحام الناس، فکلما عمد

انسان لوضعه اضطرب ولم يستقم، فاقبل غلام اسمر اللون حسن الوجه، فتناوله ووضعه فی مکانه فاستقام، کأنه لم يزل عنه، وعلت لذلک الاصوات، وانصرف خارجا من الباب، فنهضت من مکانی اتبعه، وادفع الناس عنی يمينا وشمالا، حتی ظن بی الاختلاط فی العقل، والناس يفرحون لی، وعينی لا تفارقه، حتی انقطع عن الناس، فکنت اسرع السير خلفه وهو يمشی علی تؤده ولا ادرکه.

فلما حصل بحيث لا احد يراه غيری، وقف والتفت الی فقال: هات ما معک، فناولته الرقعة، فقال من غير ان ينظر فيها: قل له: لا خوف عليک فی هذه العلة ويکون ما لا بد منه بعد ثلاثين سنة. قال: فوقع علی الزمع حتی لم اطق حراکا، وترکنی وانصرف. قال أبو القاسم: فأعلمنی بهذه الجملة، فلما کان سنة تسع وستين اعتل أبو القاسم فاخذ ينظر فی امره وتحصيل جهازه الی قبره وکتب وصيته واستعمل الجد فی ذلک، فقيل له: ما هذا الخوف ونرجو ان يتفضل الله تعالی بالسلامة، فما عليک مخوفة، فقال: هذه السنة التی خوفت فيها، فمات من علته[۱۳۴]۔

[۱۳۴]۔الخرائج راوندی ۱: ۴۷۵،اس سے نقل کیا؛ کشف الغمة اربلی ۲: ۵۰۲، بحار الانوار علامہ مجلسی ۵۲: ۵۸، ۹۹: ۲۲۶، اثبات الہداة حرعاملی ۷: ۳۴۶، مدینة المعاجز بحرانی ۶۱۴، ن ۹۳ فرج المہموم ابن طاووس،ص ۲۵۵.

ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے منقول ہے کہ جب میں حج کے قصد سے ۳۳۹ھ میں بغداد پہنچا جس سال قرامطہ[۱۳۵] نے حج اسود کو خانہ کعبہ کی طرف واپس پلٹایا تھا، میرا پورا ہم و غم یہ تھا کہ حجر اسود کو نصب کرنے والے سے ملاقات کروں چونکہ کتب میں اس نصب کرنے کا قصہ ظاہر لکھا تھا کہ اسے صرف امام زمانہؑ اپنی جگہ نصب کرتا ہے جیسا کہ حجاج کے زمانے میں امام زین العابدینؑ نے اسے نصب کیا ،افسوس کہ بغداد میں مجھے شدید مرض نے آن لیا اور میں موت کا انتظار کرنے لگا اور میں اپنے ارادے کو پورا نہیں کر سکا، میں نے ایک شخص جو ابن ہشام کے نام سے معروف تھا اس کو اپنا نائب قرار دیا اور اسے ایک مہر لگا رقعہ دیا جس میں میں نے اپنی عمر کی مدت کے بارے میں سوال کیا تھا، کیا میری موت اسی مرض میں ہو گی یا نہ؟ میں نے اسے کہا: میرا اہم و غم یہ ہے کہ یہ رقعہ اس شخص تک پہنچا دے جو حجر اسود کو اپنی جگہ رکھے اور اس سے جواب حاصل کر لے۔

ابن ہشام کا بیان ہے: جب میں مکہ مکرمہ پہنچا اور جب حجر اسود کو اپنی جگہ رکھنے کا ارادہ کیا گیا تو میں ایک کونے میں کھڑا ہو گیا اور حجر اسود کو رکھنے والے کا نظارہ کرنے لگا اور لوگوں کی بھیڑ سے بچنے کے لیے میں نے پہلے ہی انتظام کر لیا تھا، لوگ اسے اٹھا کر رکھتے مگر وہ تھر تھرا کر نیچے آتا ،آخر کار ایک نوجوان سرخ رنگ ، حسین نورانی چہرے کے ساتھ آگے بڑھا ،اس نے حجر اسود کو اٹھا کر اپنی جگہ رکھ دیا اور وہ اپنی جگہ تھم گیا لوگوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور وہ دروازے کی طرف واپس لوٹا، میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا، میں لوگوں کو اس زور سے دائیں بائیں کرتا جا رہا تھا کہ لوگ مجھے مجنون سمجھنے لگے اور مجھے راستہ دینے

[۱۳۵] ۔ قرامطہ اسماعیلی شیعوں کا ایک گروہ ہے اور وہ امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے بعد محمد بن اسماعیل بن جعفر کو امام قائم اور مہدی کہتے ہیں اور انہیں رسول کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں کہ نہیں مرے اور وہ روم کے شہروں میں ہیں اور وہ اولوالعزم ہیں انہوں نے بحرین میں اپنی حکومت بنائی اور پھر اسے مغرب میں وسعت دی یہاں تک کہ وہ ۲۸۸ھ کو شام تک پہنچ گئے؛ معجم الفرق الاسلامیہ : ۱۹۲. اور تاریخ کی کتابیں متفق ہیں کہ قرامطہ نے ۳۱۷ھ کو حجر اسود غصب کیا اور ۳۹ سالوں بعد واپس کیا وہ ان کے پاس ۲۲ سال رہا؛ الکامل ابن الاثیر ۸: ۴۸۶، النجوم الزاہرۃ ۳ ص ۳۰۱، العبر ۲ ص ۵۶، البدایۃ والنہایۃ ۱۱: ۲۲۳، وغیرہ۔

لگے، میری نظر اس شخص پہ جمی ہوئی تھیں، یہاں تک کہ وہ لوگوں سے دور چلا گیا، میں اس کے پیچھے تیز تیز چل رہا تھا جبکہ وہ پر وقار اور پر سکون چلے جارہا تھا۔

جب اتنا فاصلہ ہوگیا کہ کوئی ہمیں نہیں دیکھتا تھا تو ہو رک گئے اور میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لاؤ وہ رقعہ، میں نے انکی خدمت میں رقعہ دیا تو دیکھے بغیر ہی فرمایا: اس سے کہہ دو: تمہیں اس بیماری سے کوئی خوف نہیں اور وہ ۳۰ سال کے بعد ضرور واقع ہوگی، تو میں اس قدر خوف زدہ ہوا کہ حرکت نہیں کر سکا اور اس نے مجھے چھوڑا اور چلا گیا، ابو القاسم نے کہا: اس نے مجھے اس جملے کی خبر دی جب ۳۶۹ھ ہوا تو ابو القاسم کو مرض لاحق ہوا تو اس نے اپنے معاملات سمیٹنے شروع کردیئے اور اپنی قبر کی تیاری کرلی اور وصیت لکھ لیا اور اسے بہت حقیقی لیا، ان سے کہا گیا: یہ کیا خوف ہے؟ ہمیں امید ہے کہ خدا تجھے سلامتی عطا فرمائے گا تو اس نے کہا: یہ وہ سال ہے جس کی مجھے خبر دی گئی ہے اور وہ اسی بیماری میں فوت ہوگئے۔

انہی جعفر نے اپنی کتاب کامل الزیارات کے مقدمے میں فرمایا: **وأنا مبين لک – أطال الله بقاک – ما اثاب الله به الزائر لنبيه واهل بيته صلوات الله عليهم اجمعين، بالاثار الواردة عنهم: (عليهم السلام).... ولم اخرج فيه حديثا روى عن غيرهم إذا كان فيما روينا عنهم من حديثهم صلوات الله عليهم كفاية عن حديث غيرهم، وقد علمنا انا لا نحيط بجميع ما روى عنهم فى هذا المعنى ولا فى غيره، لكن ما وقع لنا من جهة الثقات من اصحابنا رحمهم الله برحمته، ولا اخرجت فيه حديثا روى عن الشذاذ من الرجال، يؤثر ذلک عنهم عن المذكورين غير المعروفين بالرواية المشهورين بالحديث والعلم؛** یعنی میں تمہیں معصومینؑ سے وارد ہونے والی احادیث کے ذریعے بیان کروں کا جو اللہ

تعالی نے اپنے نبی اور ان کی اہل بیتؑ کے زائر کے لیے ثواب قرار دیا ہے۔۔۔اور اس میں کوئی حدیث نہیں نقل کروں گا جو کسی دوسرے سے نقل کی گئی کیونکہ ہمارے لیے معصومینؑ کی احادیث ہی کافی ہیں اور ہمیں علم ہے کہ اس موضوع میں اور دیگر موضوعات میں جو کچھ معصومینؑ سے منقول ہے اس سب کا احاطہ نہیں کر سکتے لیکن وہ جو ہمارے ثقہ اصحاب کے ذریعے ہم تک پہنچا، خدا ان پر اپنی رحمت کرے تو میں اس میں کوئی ایسی حدیث نہ لاوں گا جو کسی شاذ راوی سے نقل ہو جو روایت میں معروف نہیں اور حدیث و علم میں شہرت نہیں رکھتے[۱۳۶]۔

اس عبارت سے دانش مندوں نے دو قسم کے نظریئے نکالے ہیں:

۱۔ بعض نے سمجھا کہاس کتاب کی احادیث کے اسناد کے تمام راوی معتبر ہیں جیسا کہ صاحب وسائل قائل تھے اور محقق خوئی نے پہلے اسی نظریئے کی تائید کی کیونکہ ان کی نظر میں یہ عبارت واضح دلالت کرتی ہے کہ وہ اپنی کتاب میں کوئی روایت معصوم سے نقل نہیں کریں گے مگر وہ ثقہ اور معتبر راویوں کے ذریعے پہنچی ہو گی اور اس طرح ان کی کتاب میں ۳۸۸ راوی معتبر ہیں[۱۳۷]۔

۲۔ بعض دیگر علماء نے اس عبارت سے سمجھا کہ اس سے صرف ان راویوں کی توثیق ہوتی ہے جن سے ابن قولویہ بلاواسطہ روایت نقل کرتے ہیں کیونکہ ان راویوں کے بارے میں جو صفات انہوں نے ذکر کی ہیں وہ صرف بلاواسطہ راویوں کے بارے میں کہی جاسکتی ہیں وگرنہ تو

---

[۱۳۶] ۔ مقدمہ کامل الزیارات ص۳۷ط محققہ موسسہ نشر اسلامی قم ۔

[۱۳۷] ۔وسائل الشیعہ، ج۲۰ ص۶۸ ط ۲۰جلدی، معجم رجال الحدیث ج۱ص۵۰ اور محمد رضا عرفانیان نے مشائخ الثقات میں ان ۳۸۸ راویوں کی فہرست تیار کی ہے ۔

اس کتاب میں مرسلہ روایات بھی ہیں اور مختلف عقائد کے لوگ ہیں، اس نظریئے کو محدث نوری نے تائید کی ہے اس طرح انہوں نے اپنے ۳۲ اساتذہ کی توثیق کی ہے[۱۳۸]۔

اور صحیح بھی یہی ہے کہ ان کے کلام سے ان کے صرف مشائخ کی توثیق ہوتی ہے جن سے انہوں نے بلاواسطہ روایت نقل کی ہے[۱۳۹]۔

---

[۱۳۸] ۔مستدرک الوسائل محدث نوری ،ج۳ص ۵۲۳ وص۷۷۷ ط حجری۔

[۱۳۹] ۔ جعفر بن قولویہ کے اساتذہ کے اسماء یہ ہیں: ۱-ان کے والد محمد بن قولویہ. ۲-ان کے بھائی علی بن محمد بن قولویہ. ۳-ابو علی احمد بن ادریس بن احمد اشعری قمی، فقیہ. ۴-ابو علی احمد بن علی بن مہدی بن صدقہ رقی بن ہاشم بن غالب بن محمد بن علی رقی انصاری. ۵-ابوالحسین احمد بن عبداللہ بن علی ناقد. ۶-احمد بن محمد بن الحسن بن سہل. ۷-ابوالقاسم جعفر بن محمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن موسی بن جعفر موسوی. ۸-حسن بن زبرقان طبری. ۹- حسن بن عبداللہ بن محمد بن عیسی. ۱۰-ابو عبداللہ حسین بن علی بن زعفرانی. ۱۱-ابو عبداللہ حسین بن محمد بن عامر بن عمران بن ابی بکر اشعری قمی. ۱۲- حکیم بن داود بن حکیم. ۱۳-ابو عیسی عبیداللہ بن فضل بن محمد بن ہلال طائی بصری. ۱۴-ابوالحسن علی بن حاتم بن ابی حاتم قزوینی، صاحب کتب کثیرہ. ۱۵-ابوالحسن علی بن حسین سعدآبادی قمی. ۱۶-ابوالحسن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ قمی. ۱۷-علی بن محمد بن یعقوب بن اسحاق بن عمار صیرفی کسائی کوفی. ۱۸- قاسم بن محمد بن علی بن ابراہیم ہمدانی، وکیل ناحیہ درہمدان. ۱۹-محمد بن احمد بن ابراہیم. ۲۰-ابو عبدالرحمان محمد بن احمد حسین زعفرانی عسکری مصری. ۲۱-ابوالفضل محمد بن احمد بن ابراہیم بن سلیمان جعفی کوفیصابونی، صاحب کتاب الفاخر فی الفقہ جس کے فتاوی منقول ہیں. ۲۲-ابو عبداللہ محمد بن احمد بن یعقوب بن اسحاق بن عمار. ۲۳-ابوالقاسم محمد بن جعفر بن محمد بن حسن قرشی بزاز، ان کے لیے امام زمانہ کا معجزہ ظاہر ہوا. ۲۴- محمد بن حسن بن ولید، شیخ قمیین. ۲۵- محمد بن حسن بن علی بن مہزیار. ۲۶- محمد بن حسین جوہری. ۲۷- شیخ جلیل محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری قمی جن کے لیے امام زمانہ کی توقیعات ظاہر ہوئی. ۲۸-محمد بن عبدالمؤمن مؤدب قمی. ۲۹-ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن علی ناقد. ۳۰-ابو علی محمد بن ہمام بن سہیل کاتب بغدادی، شیخ الطائفہ جو امام عسکری (علیہ السلام) کی دعا سے پیدا ہوئے انہوں نے کتاب تمحیص لکھی. ۳۱-ثقۃالاسلام کلینیؒ. ۳۲-ابو محمد ہارون بن موسی بن احمد بن سعید بن سعد تلعکبری شیبانی۔

۳۔ حیدر بن محمد بن نعیم[۱۴۰]

سَمرقندیؒ، ابواحمد، فقیہ محمد بن مسعود عیّاشی کے خصوصی اور بارز شاگردوں میں سے تھے انہوں نے اپنے استاد کی تمام کتب کو روایت کیا اور بہت سی روایات میں ان کے شریک ہوئے اور کشی اور ابو القاسم علوی وغیرہ سے روایت کی اور ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قولویہ پاس بھی رفت و آمد رکھتے تھے اور وہ عالم، فاضل، جلیل القدر تھے اور شیعہ کے اصول اور تصنیفات کو نقل کیا، بعض قدماء کے اقوال ملاحظہ ہوں:

شیخ طوسی نے فرمایا: **"حیدر بن محمد بن نعیم السمرقندی، فاضل، جلیل القدر، من غلمان محمد بن مسعود العیاشی، وقد روی جمیع مصنفاته وقرأها علیه ،وروی ألف کتاب من کتب الشیعة ، بقراءة واجازة، وهو یشارک محمد بن مسعود فی روایات کثیرة، ویتساویان فیها، وروی عن أبی القاسم العلوی وأبی القاسم ،جعفر بن محمد بن قولویه، وعن محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی، وعن زیدابن محمد الحلقی، وله مصنفات، منها کتاب تنبیه عالم قتله علمه الذی هو معه ،وکتاب النور لمن تدبره، أخبرنا بهما جماعة من أصحابنا عن أبی محمد ، هارون ابوموسی التلعکبری، عن حیدر " .**

---

[۱۴۰]۔ فہرست ابن الندیم ۲۸۹ ذیل ترجمۃ العیاشی، رجال الطوسی ۴۶۳ن ۸، فہرست الطوسی ۹۰ن ۲۶۱، معالم العلماء ۴۵ن ۲۹۴، رجال ابن داود ۱۳۶ن ۵۳۲، رجال العلامۃ الحلی ۵۷ن ۱، نقد الرجال ۱۲۱، مجمع الرجال ۲ص ۲۵۳، جامع الرواۃ ۱ص ۲۸۸، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۱۸۵ن ۴۲۹، ریاض العلماء ۲ص ۲۲۹، بہجۃ الآمال ۳ص ۴۲۲، تنقیح المقال ۱ص ۳۸۴ن ۳۴۹۷، إعیان الشیعۃ ۶ص ۲۷۶، طبقات إعلام الشیعۃ ۱ص ۱۲۶، مستدرکات علم رجال الحدیث ۳ص ۳۰۰ن ۵۱۷۳، الجامع فی الرجال ۱ص ۷۰۲و ۷۰۳، معجم رجال الحدیث ۶ص ۳۱۵ن ۴۱۳۵، قاموس الرجال ۳ص ۴۵۷.

حیدر بن محمد بن نعیم سمرقندی ایک فاضل اور جلیل القدر شخص تھے اور محمد بن مسعود عیاشی کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے اور انہوں نے عیاشی سے ان کی تمام کتابیں نقل کیں اور ان سے ان سب سے پڑھا اور انہوں نے شیعوں کی ایک ہزار کتابوں کو قراءت اور اجازہ کی صورت میں نقل کیا اور وہ بہت سی روایات میں محمد بن مسعود کے شریک ہیں اور ان میں برابر ہیں اور انہوں نے ابو القاسم علوی ،ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ ، محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشّی اور زید بن محمد حلقی سے روایت کی اور ان کی بہت سی تصنیفات ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو اس عالم کو متوجہ کرنے کے لیے ہے جس کے علم نے اسے قتل کردیا اور دوسری کتاب نور ہے جو تدبر کرے ہمیں اس کی ایک جماعت نے ہارون کے واسطے سے حیدر سے خبر دی۔

اور شیخ طوسی نے کتاب رجال میں فرمایا:"**حیدر بن محمد بن نعیم السمرقندی، عالم، جلیل، یکنی أبا أحمد، یروی جمیع مصنفات الشیعة وأصولهم، عن محمد بن الحسن بن أحمد بن الولید القمی، وعن أبی عبدالله الحسین بن أحمد بن إدریس القمی، وعن أبی القاسم جعفر بن محمد ابن قولویه القمی، وعن أبیه،روی عن الکشی، عن العیاشی جمیع مصنفاته، روی عنه التلعکبری وسمع منه سنة ۳۴۰ھ وله منه اجازة وله کتب ذکرناها فی الفهرست**".

حیدر بن محمد بن نعیم سمرقندی عالم اور جلیل القدر ہیں جن کی کنیت ابو احمد ہے انہوں نے شیعوں کی تمام کتابیں اور اصول محمد بن حسن بن احمد بن ولید قمی ،ابو عبداللہ حسین بن احمد بن ادریس قمی، ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ قمی اور اس کے باپ محمد بن قولویہ سے نقل

کیں اور کشی سے عیاشی کی تمام کتابیں نقل کیں ان سے تلعکبری نے روایت کی اور اس سے ۳۴۰ھ میں روایات سنیں ان کی کتابوں کو ہم نے فہرست میں ذکر کیا۔

۴۔ہارون بن موسی تلعکبری

ہارون بن موسی بن احمد بن سعید شیبانی[۱۴۱] (م۳۸۵ھ) ابو محمد تَلّعُکبری، وہ محدِّث، ثقہ، جلیل القدر، عظیم المنزلہ اور وسیع روایت کرنے والے تھے، نجاشی نے ان کے بارے میں فرمایا:

هارون بن موسى بن أحمد بن سعيد بن سعيد، أبو محمد، التلعكبرى من بنى شيبان. كان وجها فى أصحابنا، ثقة، معتمدا لا يطعن عليه. له كتب، منها كتاب الجوامع فى علوم الدين. كنت أحضر فى داره مع ابنه أبى جعفر، والناس يقرءون عليه.

ہارون بن موسی بن احمد بن سعید بن سعید ابو محمد تلعکبری جو بنی شیبان سے ہیں وہ ہمارے اصحاب میں بہت عظیم تھے، ثقہ قابل اعتماد تھے اور ان پر کوئی طعن نہیں کیا جاسکتا ان کی کتابوں میں کتاب الجوامع فی علوم الدین ہے میں ان کے گھر میں ان کے بیٹے ابو جعفر کے ساتھ جاتا تھا اور لوگوں ان سے پڑھا کرتے تھے۔

[۱۴۱]۔ رجال النجاشی ۲ص۴۰۷ن ۱۱۸۵، رجال الطوسی ۵۱۶ن ا، رجال ابن داود ۳۶۵ن ۱۶۳۵، رجال العلّامۃ الحلّی اص۱۸۰ن ا، ایضاح الاشتباہ ۳۱۴ن ۷۵۳، میزان الاعتدال ۴ص۲۸۷ن ۹۱۷۴، لسان المیزان ۶ص۱۸۲ن ۶۴۲، نضد الایضاح ۳۵۲، نقد الرجال ۳۶۶ن ۲۲، مجمع الرجال ۶ص۲۰۴، جامع الرواۃ ۲ص۳۰۸، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۶۱ن ۱۲۳۰، ہدایۃ المحدثین ۲۶۴، الوجیزۃ ۱۶۸، مستدرک الوسائل ۳ص۷۴۸، بہجۃ الآمال ۷ص۱۷۵، تنقیح المقال ۳ص۲۸۶ن ۱۲۷۶۲، اعیان الشیعۃ ۱۰ص۲۳۶، ریحانۃ الادب اص۳۴۵، طبقات اعلام الشیعۃ اص۳۲۸، الذریعۃ ۵ص۲۴۶ن ۱۱۸۶، معجم رجال الحدیث ۱۹ص۲۳۵ن ۱۳۲۴۲ و۱۳۲۴۴، قاموس الرجال ۹ص۲۸۳.

شیخ طوسی نے رجال میں فرمایا: **"هارون ابن موسى التلعكبرى، يكنى أبا محمد، جليل القدر، عظيم المنزلة ، واسع الرواية،عديم النظر،ثقة، روى جميع الاصول والمصنفات،مات سنة خمس وثمانين وثلاثمائة، أخبرناعنه جماعة من أصحابنا"** یعنی ہارون بن موسی تلعکبری جن کی کنیت ابو محمد ہے وہ جلیل القدر ،بڑی منزلت والے ،روایت میں وسعت رکھنے والے تھے اور ان کی کوئی مثال نہیں ملتی اور وہ ثقہ تھے انہوں نے تمام اصول و کتابوں کو نقل کیا اور وہ ۳۸۵ھ میں فوت ہوئے ہمیں ان سے ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے خبر دی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِیمِ و صلی الله علی محمد و آله الطیبین الطاهرین و سلم تسلیما-

نُعَیم بن دَجاجہ اِسَدِیؓ

۱۴۴ حَدَّثَنَا حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ بَعَثَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ (ع) إِلَی بِشْرِ بْنِ عُطَارِدٍ التَّمِیمِیِّ فِی کَلَامٍ بَلَغَهُ عَنْهُ، فَمَرَّ بِهِ رَسُولُ عَلِیٍّ إِلَی بَنِی أَسَدٍ، فَقَامَ إِلَیْهِ نُعَیْمُ بْنُ دَجَاجَةَ الْأَسَدِیُّ فَأَفْلَتَهُ، فَبَعَثَ إِلَیْهِ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ (ع) فَأَتَوْا بِهِ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ یُضْرَبَ، فَقَالَ لَهُ نُعَیْمٌ أَمَا وَ اللَّهِ إِنَّ الْمُقَامَ مَعَکَ لَذُلٌّ وَ إِنَّ فِرَاقَکَ لَکُفْرٌ، قَالَ فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِکَ عَلِیٌّ (ع) قَالَ لَهُ قَدْ عَفَوْتُ عَنْکَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَی یَقُولُ: ادْفَعْ بِالَّتِی هِیَ أَحْسَنُ السَّیِّئَةَ، أَمَّا قَوْلُکَ إِنَّ الْمُقَامَ مَعَکَ لَذُلٌّ فَسَیِّئَةٌ اکْتَسَبْتَهَا وَ أَمَّا قَوْلُکَ إِنَّ فِرَاقَکَ لَکُفْرٌ حَسَنَةٌ اکْتَسَبْتَهَا، فَهَذِهِ بِهَذِهِ.

امام علیؑ کو اطلاع ملی کہ بشر بن عطارد تمیمی نے آپ کے متعلق غیر مناسب جملے کہے ہیں آپ نے ایک غلام کو اس کی تلاش میں بھیجا جب وہ قبیلہ بنی اسد میں پہنچا اور نعیم کو صورت حال کا علم ہوا تو اس سے برداشت نہ ہوا اور بشر کی ملامت کی اور اسے بچا لیا تو امامؑ نے اس کو پکڑوا لیا

اور جب اسے لائے تو آپ نے اسے مارنے کا حکم دیا تو نعیم کہنے لگا خدا کی قسم آپ کے ساتھ رہنا ذلت ہے اور آپ کو چھوڑنا کفر ہے جب امام نے یہ سنا تو فرمایا میں نے تجھے بخش دیا خدا کا فرمان ہے کہ برائی کو بہتر طریقے سے دور کرو، تیرا یہ کہنا کہ آپ کے ساتھ رہنا ذلت ہے، یہ برائی ہے جو تو نے کسب کی لیکن تیرا یہ کہنا کہ آپ کو چھوڑنا کفر ہے، نیکی ہے جو تو نے حاصل کی پس اس کے بدلے میں تجھے بخشا۔

اِحْنَف بن قَیْس

۱۴۵ قِيلَ لِلْأَحْنَفِ إِنَّكَ تُطِيلُ الصَّوْمَ قَالَ أُعِدُّهُ لِشَرِّ يَوْمٍ عَظِيمٍ ثُمَّ قَرَأَ:وَ يَخٰافُونَ يَوْماً كٰانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيراً۔

احنف سے کہا گیا تو لمبے عرصے تک روزے کیوں رکھتا ہے؟اس نے کہا: میں اسے عظیم دن کی مشکلات کے لیے تیار کر رہا ہوں اور پھر اس آیت کی تلاوت کی : اور وہ اس دن سے خوف رکھتے ہیں جس کی برائی غلبہ پانے والی ہے۔

وَ رُوِيَ أَنَّ الْأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ وَفَدَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَ جَارِيَةَ بْنِ قُدَامَةَ وَ الْخَبَّاتِ بْنِ يَزِيدَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْأَحْنَفِ أَنْتَ السَّاعِي عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ وَ خَاذِلُ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ وَ الْوَارِدُ الْمَاءَ عَلَى عَلِيٍّ بِصِفِّينَ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ ذَاكَ مَا أَعْرِفُ وَ مِنْهُ مَا أُنْكِرُ، أَمَّا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانُ: فَأَنْتُمْ مَعْشَرَ قُرَيْشٍ حَصَرْتُمُوهُ بِالْمَدِينَةِ وَ الدَّارُ مِنَّا عَنْهُ نَازِحَةٌ، وَ قَدْ حَصَرَهُ الْمُهَاجِرُونَ، وَ الْأَنْصَارُ عَنْهُ بِمَعْزِلٍ، وَ كُنْتُمْ بَيْنَ خَاذِلٍ وَ قَاتِلٍ، وَ أَمَّا عَائِشَةُ: فَإِنِّي خَذَلْتُهَا فِي طُولِ بَاعٍ وَ رُحْبِ سِرْبٍ، وَ ذَلِكَ أَنِّي لَمْ أَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنْ تَقَرَّ فِي بَيْتِهَا، وَ أَمَّا وُرُودِي الْمَاءَ بِصِفِّينَ: فَإِنِّي وَرَدْتُ حِينَ أَرَدْتَ أَنْ تَقْطَعَ رِقَابَنَا عَطَشاً، فَقَامَ مُعَاوِيَةُ وَ تَفَرَّقَ النَّاسُ، ثُمَّ أَمَرَ مُعَاوِيَةُ لِلْأَحْنَفِ

بِخَمْسِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَ لِأَصْحَابِهِ بِصِلَةٍ، وَ قَالَ لِلْأَحْنَفِ حِينَ وَدَّعَهُ حَاجَتُکَ قَالَ تُدِرُّ عَلَى النَّاسِ عَطِيَّاتِهِمْ وَ أَرْزَاقَهُمْ فَإِنْ سَأَلْتَ الْمَدَدَ أَتَاکَ مِنَّا رِجَالٌ سَلِيمَةُ الطَّاعَةِ شَدِيدَةُ النِّكَايَةِ،

مروی ہے کہ احنف بن قیس معاویہ، جاریہ بن قدامہ اور خبات بن یزید کے پاس گئے تو معاویہ نے کہا تو نے امیر المومنین عثمان کے خلاف قتل کی سازش کی اور تو نے ام المومنین عائشہ کو ذلیل کیا اور اس کی مدد نہیں کی اور صفین میں تو علی کے پاس پانی لے گیا؟ اس نے کہا اے مومنوں کے امیر! ان میں سے بعض باتوں کا میں معترف ہوں اور بعض کا انکار کرتا ہوں ، امیر المومنین عثمان کے معاملے میں کہتا ہوں کہ تم گروہ قریش نے مدینہ میں ان کا محاصرہ کیا ہمارا گھر تو ان سے بہت دور تھا اور انہیں مہاجرین نے گھیرے میں لیا اور انصار ان سے جدا ہوگئے تو تم ہی اسے چھوڑنے والے اور قتل کرنے والے ہو اور عائشہ کو میں نے کھلی راہوں اور میدان جنگ میں تنہا چھوڑا کیونکہ قرآن نے مجھے حکم دیا کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھی رہے اور صفین میں، میں اس وقت پانی لایا جب تو نے ہمیں پیاسا مارنے کا ارادہ کر لیا تھا تو معاویہ کھڑا ہو گیا اور لوگ چلے گئے پھر معاویہ نے احنف کے لیے ۵۰ ہزار درھم اور اس کے ساتھیوں کے لیے بھی عطیات دینے کا حکم دیا اور احنف کو وداع کرتے ہوئے کہا اپنی ضروریات بیان کرتے رہنا؟ تو اس نے کہا لوگوں کو عطیات دیتے جا پھر اگر تجھے مدد کی ضرورت ہوئی تو تیرے پاس ایسے مرد پہنچیں گے جو اطاعت گزار اور شدید بدلا لینے والے ہونگے۔

وَ قِيلَ إِنَّهُ كَانَ يَرَى رَأْيَ الْعَلَوِيَّةِ وَ وَصَلَ الْخَبَّاتَ بِثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَ كَانَ يَرَى رَأْيَ الْأُمَوِيَّةِ، فَصَارَ الْخَبَّاتُ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ تُعْطِي الْأَحْنَفَ وَ رَأْيُهُ رَأْيُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَ تُعْطِينِي وَ رَأْيِي رَأْيِي

ثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَقَالَ يَا خَبَّاتُ إِنِّی اشْتَرَيْتُ بِهَا دِينَهُ[۱۴۲]،فَقَالَ الْخَبَّاتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ تَشْتَرِی مِنِّی أَيْضاً دِينِی! فَأَتَمَّهَا لَهُ وَ أَلْحَقَهُ بِالْأَحْنَفِ، فَلَمْ يَأْتِ عَلَى الْخَبَّاتِ أُسْبُوعٌ حَتَّى مَاتَ وَ رُدَّ الْمَالُ بِعَيْنِهِ إِلَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ الْفَرَزْدَقُ يَرْثِی الْخَبَّاتَ:

ایک قول ہے کہ احنف علوی تھا اور خبات جو کہ اموی تھا اس کو ۳۰ ہزار درھم ملے تو وہ معاویہ کے پاس گیا اور کہا اے مومنوں کے امیر !احنف کی رائے تجھے معلوم ہے پھر بھی تو نے اسے ۵۰ ہزار درھم دیئے اور میری رائے تجھے معلوم ہے مگر مجھے ۳۰ ہزار دیئے ہیں ؟ تو اس نے جواب دیا : اے خبات اس کے ذریعے میں نے احنف کا دین خریدا ہے ، تو خبات نے کہا مجھ سے بھی میرا دین خرید لو تو معاویہ نے اسے بھی ۵۰ ہزار درھم دیئے اور احنف کے برابر کر دیا لیکن خبات اسے کے بعد چند ہفتے زندہ رہا اور مر گیا اور وہ پورا مال معاویہ کو لوٹ آیا ، فرزدق نے خبات کا یوں مرثیہ کہا :

ـ أَتَأْكُلُ مِيرَاثَ الْخَبَّاتِ ظُلَامَةً--وَ مِيرَاثُ حَرْبٍ جَامِدٌ لَکَ ذَائِبُهُ

أَبُوکَ وَ عَمِّی يَا مُعَاوِی أَوْرَثَا...تُرَاثاً فَيَخْتَارُ التُّرَاثَ أَقَارِبُهُ

وَ لَوْ كَانَ هَذَا الدِّينُ فِی جَاهِلِيَّةٍ-- عَرَفْتَ مَنِ الْمَوْلَى الْقَلِيلُ حَلَائِبُهُ

وَ لَوْ كَانَ هَذَا الْأَمْرُ فِی غَيْرِ مُلْكِكُمْ---لَأَدَّيْتَهُ أَوْ غَصَّ بِالْمَاءِ شَارِبُه

فَكَمْ مِنْ أَبٍ لِی يَا مُعَاوِی لَمْ يَكُنْ...أَبُوکَ الَّذِی مِنْ عَبْدِ شَمْسٍ يُقَارِبُهُ .

۱۴۶ وَ رَوَتْ بَعْضُ الْعَامَّةِ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ، قَالَ حَدَّثَنِی الْأَحْنَفُ، أَنَّ عَلِيّاً (ع) كَانَ يَأْذَنُ لِبَنِی هَاشِمٍ وَ كَانَ يَأْذَنُ لِی مَعَهُمْ، قَالَ، فَلَمَّا كَتَبَ إِلَيْهِ

[۱۴۲] رجال الکشی، ص: ۹۲

مُعَاوِيَةُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الصُّلْحَ فَامْحُ عَنْكَ اسْمَ الْخِلَافَةِ، فَاسْتَشَارَ بَنِي هَاشِمٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ: انْزَحْ هَذَا الاسْمَ نَزَحَهُ اللَّهُ قَالُوا فَإِنَّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ لَمَّا كَانَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ بَيْنَهُمْ مَا كَانَ، كَتَبَ هَذَا مَا قَضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَهْلَ مَكَّةَ، كَرِهُوا ذَلِكَ وَ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ مَا مَنَعْنَاكَ أَنْ تَطُوفَ بِالْبَيْتِ، قَالَ: فَكَيْفَ إِذَا قَالُوا اكْتُبْ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ[۱۴۳] بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَ أَهْلُ مَكَّةَ فَرَضِيَ. فَقُلْتُ لِذَلِكَ الرَّجُلِ كَلِمَةً فِيهَا غِلْظَةٌ وَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ أَيُّهَا الرَّجُلُ وَ اللَّهِ مَا لَكَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِنَّا مَا حَابَيْنَاكَ فِي بَيْعَتِنَا وَ لَوْ نَعْلَمُ أَحَداً فِي الْأَرْضِ الْيَوْمَ أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ لَبَايَعْنَاهُ وَ لَقَاتَلْنَاكَ مَعَهُ، أُقْسِمُ بِاللَّهِ إِنْ مَحَوْتَ عَنْكَ هَذَا الاسْمَ الَّذِي دَعَوْتَ النَّاسَ إِلَيْهِ وَ بَايَعْتَهُمْ عَلَيْهِ لَا يَرْجِعُ إِلَيْكَ أَبَداً.

بعض عامہ نے حسن بصری کے واسطے سے احنف سے نقل کیا کہ امام علیؑ نے مجھے بنی ہاشم کے ساتھ اذن حضور دیا، پس جب معاویہ نے آپ کو لکھا کہ اگر تم صلح چاہتے ہو تو اپنے نام سے خلیفہ کو مٹادو تو آپ نے بنی ہاشم سے مشورہ کیا تو ایک نے کہا اس نام کو مٹادیں، خدا نے اس کو مٹوایا تھا، کفار نے قریش سے صلح حدیبیہ کے موقع پر اعتراض کیا جب نبی اکرم ﷺ نے انکی طرف ان لفظوں میں صلح نامہ لکھا: اس پر محمد رسول خدا نے اہل مکہ سے صلح کی، تو کفار نے اسے ناپسند کیا اگر ہم آپ کو رسول خدا مانتے ہوتے تو ہم آپ کو طواف کعبہ سے کیوں روکتے؟! تو آپ نے فرمایا پھر کیسے لکھوں؟ تو انہوں نے کہا: لکھئے: اس پر محمد بن عبداللہ اور اہل مکہ نے صلح کی، تو آپؐ اس پر راضی ہوگئے تو میں نے اس شخص کو سخت الفاظ میں جواب دیا

[۱۴۳] رجال الکشی، ص: ۹۳

اور امام علیؑ کی خدمت عرض کی ،خدا کی قسم یہاں نبی اکرمؐ کا قول ہمارے لیے نہیں ہے ،ہم نے آپ کی مدد و نصرت کے لیے بیعت کی ہے اگر ہمیں آپ سے بہتر اس امر ولایت کا کوئی حقدار ملتا تو ہم اس کی بیعت کرتے اور اس کے ساتھ مل کر آپ سے جنگ کرتے ،میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر آپ نے یہ نام اپنے اسم مبارک سے جدا کر دیا جس کی طرف آپ نے لوگوں کو دعوت دی اور ان سے آپ نے اسی امر پر بیعت لی ہے تو پھر یہ آپکی طرف کبھی نہیں لوٹے گا۔

ابو عبد اللہ جدلی اور ابو داود

۱۴۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّال، قَالَ حَدَّثَنِی الْعَبَّاسُ بْنُ عَامِرٍ وَ جعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حُكَيْمٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ الْأَحْمَرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَيَابَةَ، عَنْ أَبِی دَاوُدَ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِیِّ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) قَالَ: أُحَدِّثُکَ بِسَبْعَةِ أَحَادِيثَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْنَا دَاخِلٌ، قَالَ فَقُلْتُ افْعَلْ جُعِلْتُ فِدَاکَ، قَالَ، فَقَالَ: مَا أَنْفُ الْهُدَى وَ عَيْنَاهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: وَ حَاجِبَا الضَّلَالَةِ وَ مَنْخِرَاهَا تَبْدُوَ مَخَازِيهِمَا فِی آخِرِ الزَّمَانِ، قَالَ، قُلْتُ أَظُنُّ وَ اللَّهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! قَالَ:وَ الدَّابَّةُ وَ مَا الدَّابَّةُ عَدْلُهَا وَ مَوْضِعُ صِدْقِهَا وَ الْحَقُّ بَيْنَهَا وَ اللَّهُ يَهْلِکُ ظَالِمَهَا، وَ الرَّابِعَةُ: يُقْتَلُ هَذَا وَ أَنْتَ حَیٌّ لَا تَنْصُرُهُ، قَالَ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى كَتِفِ الْحُسَيْنِ (ع) قَالَ، قُلْتُ وَ اللَّهِ إِنَّ هَذِهِ لَحَيَاةٌ خَبِيثَةٌ، وَ دَخَلَ دَاخِلٌ-

ابو عبداللہ جدلی نے کہا میں امام علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کسی دوسرے شخص کے آنے سے پہلے میں تجھے سات حدیثیں بیان کروں گا میں نے عرض کی آپ پر قربان ہو جاوں، فرمایئے، آپ نے فرمایا ہدایت کی ناک اور آنکھیں کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: اے امیر المومنین! فرمایا اور گمراہی کی بھنویں اور سونڈھ کے ذلیل کرنے والے آخری زمانے میں پیدا ہونگے، میں نے عرض کی: خدا کی قسم، اے امیر المومنین! مجھے اس کا یقین ہے، فرمایا، وہ دابہ اور اس کا ہم پلہ اور محل صدق اور ان کے مابین حق کیا ہے؟ اور خدا اس پر ظلم کرنے والے کو ہلاک کر دے گا اور چوتھی بات یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا جبکہ تو زندہ ہو گا مگر اس کی مدد نہیں کریگا، اور آپ نے اپنا ہاتھ امام حسینؑ کے کندھے پر رکھا، راوی کہتا ہے؛ میں نے عرض کی، خدا کی قسم، پھر تو یہ بدترین زندگی ہو گی، اتنے میں ایک شخص آگیا۔

۱۴۸۔ وَ بِهَذَا الْإِسْنَاد: عَنْ أَبَان، عَنْ فُضَيْلٍ الرَّسَّان، عَنْ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: حَضَرْتُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَ جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ عِنْدَ رَأْسِه، قَالَ، فَهَمَّ أَنْ يُحَدِّثَ فَلَمْ يَقْدِرْ، قَالَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ أَرْسَلَهُ، قَالَ، فَقُلْتُ يَا أَبَا دَاوُدَ حَدِّثْنَا الْحَدِيثَ الَّذِي أَرَدْتَ قَالَ حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّه (ص) أَمَرَ فُلَاناً وَ فُلَاناً أَنْ يُسَلِّمَا عَلَى عَلِيٍّ (ع) بِإِمْرَةِ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالا مِنَ اللَّه وَ مِنْ رَسُولِه ثُمَّ أَمَرَ حُذَيْفَةَ وَ سَلْمَانَ فَسَلَّمَا ثُمَّ أَمَرَ الْمِقْدَادَ فَسَلَّمَ وَ أَمَرَ بُرَيْدَةَ أَخِي وَ كَانَ أَخَاهُ لِأُمِّه، فَقَالَ: إِنَّكُمْ قَدْ سَأَلْتُمُونِي مَنْ وَلِيُّكُمْ بَعْدِي وَ قَدْ أَخْبَرْتُكُمْ بِه وَ أَخَذْتُ عَلَيْكُمُ الْمِيثَاقَ كَمَا أَخَذَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى بَنِي آدَمَ: أَ لَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى، وَ ايْمُ اللَّه لَئِنْ نَقَضْتُمُوهَا لَتَكْفُرَنَّ.

فضیل رسان کہتا ہے میں ابو داود کے پاس ان کی موت کے وقت حاضر تھا اور جابر جعفی ان کے سرہانے تھا تو اس نے بات کرنے کی کوشش کی مگر کر نہ سکے اور محمد بن جابر نے ان کے

پاس ایک آدمی بھیجا، اس کے بعد میں نے کہا : اے ابو داود ہمیں وہ حدیث سنایئے جو آپ چاہتے تھے، اس نے کہا مجھے عمران بن حصین خزاعی نے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فلاں فلاں کو حکم دیا کہ امام علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کریں تو انہوں نے کہا یہ حکم خدا اور رسول کی طرف سے ہے، پھر خذیفہ اور سلمان کو حکم دیا تو انہوں نے سلام کر دیا پھر مقداد کو حکم دیا تو اس نے بھی سلام کیا اور میرے بھائی بریدہ کو حکم دیا اور وہ ان کے مادری بھائی تھے پھر فرمایا : تم نے مجھ سے میرے بعد اپنے مولا اور آقا کا سوال کیا ہے اور میں نے تم کو بتا دیا اور تم سے اس پر عہد و پیمان لے لیا جیسا کہ اللہ نے بنی آدم سے عہد لیا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ تو سب نے کہا : تو ہمارا رب ہے، خدا کی قسم اگر تم نے اس پیمان کو توڑ دیا تو تم کافر ہو جاو گے۔

عامر بن واثلہ [۱۴۴]

۱۴۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّال، قَالَ حَدَّثَنِی عَبَّاسُ بْنُ عَامِر، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ شِهَابِ بْنِ عَبْدِ رَبِّه، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) کَیْفَ أَصْبَحْتَ جُعِلْتُ فِدَاکَ قَالَ أَصْبَحْتُ أَقُولُ، کَمَا قَالَ أَبُو الطُّفَیْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ:

ے وَ إِنَّ لِأَهْلِ الْحَقِّ لَا بُدَّ دَوْلَةً --- عَلَى النَّاسِ إِیَّاهَا أَرْجَى وَ أَرْقَبُ

شہاب کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی؛ میں آپ پر قربان ہو جاوں، آپ نے کس حال میں صبح کی؟ فرمایا میں نے اس حال میں صبح کی جبکہ میں ابو طفیل عامر بن واثلہ کا یہ شعر کہہ رہا تھا، بے شک اہل حق کے لیے لوگوں پہ حکومت ہے اور میں اسی کی انتظار اور امید سے ہوں۔۔

---

[۱۴۴] ۔ الموطأ ۲ ص ۳۴۷، الاُم ۷ ص ۱۳۰، الطبقات الکبری لابن سعد ۵ ص ۴۵۷، التاریخ الکبیر ۶ ص ۴۴۶، المعرفة والتاریخ ۱ ص ۲۹۵، الجرح والتعدیل ۶ ص ۳۲۸، اختیار معرفة الرجال ۹۴ و ۱۲۳، مشاهیر علماء الأمصار ۶۴ ن ۲۱۴، الثقات لابن حبّان ۳ ص ۲۹۱، المستدرک للحاکم ۳ ص ۶۱۸، رجال الطوسی ۲۵ و ۶۹ و ۹۸، الخلاف للطوسی ۱ ص ۳۰۵، تاریخ بغداد ۱ ص ۱۹۸، الاستیعاب ۴ ص ۱۱۵، اُسد الغابة ۵ ص ۲۳۳، رجال ابن داود ۱۱۳، رجال العلّامة الحلی ۲۴۲، تہذیب الکمال ۱۴ ص ۷۹، تاریخ الاسلام للذہبی (سنة ۱۰۰ھ) ص ۵۲۶، العبر للذہبی ۱ ص ۸۹، سیر اعلام النبلاء ۳ ص ۴۶۷، الوافی بالوفیات ۱۶ ص ۵۸۴، مرآة الجنان ۱ ص ۲۰۷، البدایة والنہایة ۹ ص ۱۹۹، الجواہر المضیئة ۲ ص ۴۲۶، النجوم الزاہرة ۱ ص ۲۴۳، الاصابة ۴ ص ۱۱۳، تہذیب التہذیب ۵ ص ۸۲، تقریب التہذیب ۱ ص ۳۸۹، شذرات الذہب ۱ ص ۱۱۸، مجمع الرجال للقہپائی ۳ ص ۲۴۱، جامع الرواة ۱ ص ۴۲۸، تنقیح المقال ۲ ص ۱۱۷، تأسیس الشیعة ۱۸۶، اِعیان الشیعة ۷ ص ۴۰۸، الکنی والالقاب للقمی ۱ ص ۱۱۱، الذریعة ۱ ص ۳۱۷، معجم رجال الحدیث ۹ ص ۲۰۳ ن ۶۱۰۸۔

قَالَ أَنَا وَ اللَّه ممَّنْ يرْجَى وَ يُرْقَبُ، وَ كَانَ عَامرُ بْنُ وَاثلَةَ كيسَانيّاً ممَّنْ يَقُولُ بحَيَاة مُحَمَّد بْنِ الْحَنَفيَّة، وَ لَهُ في ذَلكَ شعْرٌ، وَ خَرَجَ تَحْتَ رَايَة الْمُخْتَارِ بْنِ أَبي عُبَيْدَةَ وَ كَانَ يَقُولُ: مَا بَقيَ منَ السَّبْعينَ غَيْري، وَ يَقُولُ:

ے وَ بَقيتُ سَهْماً في الْكنَانَة وَاحداً سَيُرْمَى به أَوْ يَكْسرُ السَّهْمَ كَاسرُهُ،

پھر فرمایا خدا کی قسم، خدا کی قسم میں ان میں سے ہوں جن کی امید اور انتظار ہے، عامر بن واثلہ کیسانی تھا اور محمد بن حنفیہؒ کی حیات کے قائل تھا اور اس نے اس کے متعلق شعر بھی کہے اور مختار بن ابی عبیدہ کے جھنڈے تلے نکلے اور یہ کہہ رہے تھے: ان ستر میں سے صرف میں باقی بچا ہوں اور یہ شعر کہا۔

وَ كَانَ أَبُو الطُّفَيْلِ رَأَى رَسُولَ اللَّه (ص) وَ هُوَ آخرُ مَنْ رَآهُ مَوْتاً، وَ هُوَ الْقَائلُ:

ےوَ يَدْعُونَني شَيْخاً وَ قَدْ عشْتُ حقْبَةً وَ هُنَّ منَ الْأَزْوَاجِ نَحْوِي نَوَازعُ

وَ مَا شَابَ رَأْسي منْ سنينَ تَتَابَعَتْ عَلَيَّ وَ لَكنْ شَيَّبَتْني الْوَقَائعُ-

ابو طفیل نے رسول اکرم ﷺ کی زیارت کی تھی اور وہ آپکے اصحاب میں سب سے آخر میں فوت ہوئے اور اس نے یہ شعر کہے: مجھے بوڑھا کہتے ہیں اور میں نے ۸۰ سال زندگی کی ہے اور عورتیں اپنے شوہروں کی یادوں میں مشتاق ہیں اور میرے سر کو زمانے کے گزرتے سالوں نے بوڑھا نہیں کیا بلکہ مجھے اس کے واقعات نے بوڑھا کیا۔

بنو ذَوْدَان

۱۵۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود قَالَ سَأَلْتُ عَليَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ بَني ذَوْدَانَ الَّذينَ في الْحَديث قَالَ: هُمْ قَوْمٌ منَ الْفُرْسِ بَزَّازُونَ.

محمد بن مسعود نے کہا میں نے علی بن حسن بن فضال سے ان بنو ذودان کے متعلق پوچھا جو حدیث میں آتے ہیں؟فرمایا یہ فارس کے رہنے والے ہیں اور پارچہ فروشی کیا کرتے تھے۔

قیس

١٥١ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی مُعَمَّرُ بْنُ خَلَّاد، قَالَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ عَلِیٍّ (ع) یُقَالُ لَهُ قَیْسٌ کَانَ یُصَلِّی فَلَمَّا صَلَّی رَکْعَةً أَقْبَلَ أَسْوَدُ فَصَارَ فِی مَوْضِعِ السُّجُود[١٤٥]، فَلَمَّا نَحَّی جَبِینَهُ عَنْ مَوْضِعِهِ تَطَوَّقَ الْأَسْوَدُ فِی عُنُقِهِ ثُمَّ انْسَابَ فِی قَمِیصِهِ، وَ إِنِّی أَقْبَلْتُ یَوْماً مِنَ الْفُرْعِ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَنَزَلْتُ فَصِرْتُ إِلَی ثُمَامَةٍ، فَلَمَّا صَلَّیْتُ رَکْعَةً أَقْبَلَ أَفْعَی نَحْوِی، فَأَقْبَلْتُ عَلَی صَلَاتِی لَمْ أُخَفِّفْهَا وَ لَمْ یَنْتَقِصْ مِنْهَا شَیْءٌ فَدَنَا مِنِّی ثُمَّ رَجَعَ إِلَی ثُمَامَةٍ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ صَلَاتِی وَ لَمْ أُخَفِّفْ دُعَائِی دَعَوْتُ بَعْضَهُمْ مَعِی فَقُلْتُ دُونَکَ الْأَفْعَی تَحْتَ الثُّمَامَةِ، وَ مَنْ لَمْ یَخَفْ إِلَّا اللَّهَ کَفَاهُ.

معمر بن خلاد نے امام رضاؑ سے نقل کیا، فرمایا امام علیؑ کے اصحاب میں ایک شخص ہے جسے قیس کہا جاتا ہے نماز پڑھ رہا تھا جب ایک رکعت پڑھ چکا تو ایک سیاہ سانپ سامنے آیا اور سجدے کی جگہ بیٹھ گیا جب اس نے اپنی پیشانی سجدے سے اٹھائی تو وہ سانپ ان کی گردن میں چمٹ گیا اور پھر اس کی قمیض میں گھس گیا اور میں آج مدینے سے باہر اپنی جائیداد) فرع سے واپس آ رہا تھا کہ نماز کا وقت آ گیا تو میں نے سواری سے اتر کر گھاس پر نماز کے لیے کھڑا ہو گیا ابھی ایک

[١٤٥] رجال الکشی، ص: ٩٦

رکعت ہی پڑھی تھی تو ایک بڑا سانپ میری طرف بڑھا مگر میں اپنی نماز کی طرف متوجہ رہا میں نے اس میں کوئی کمی نہیں کی تو وہ مجھ سے قریب ہوا پھر گھاس میں لوٹ گیا جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے پوری تعقیبات اور دعائیں پڑھیں اور کچھ کمی نہیں کی بلکہ دیگر لوگوں کو بھی دعاوں میں شریک کیا اور میں نے کہا اے سانپ گھاس میں ہی رہنا اور جو شخص خدا کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے خدا اس کے لیے کافی ہے۔

قال أبو عمرو محمد بن عمر الكشي: فی أصحاب أمير المؤمنين (ع) أربعة نفر و أكثر يقال لكل واحد قيس فلا أعلم أيهم هذا، أول الأربعة. قيس بن سعد بن عبادة و هو أميرهم و أفضلهم، و قيس بن عباد البكری و هو خليق أيضا بهذا إن كان، و قيس بن قرة بن حبيب غير خليق به لأنه هرب إلى معاوية، و قيس بن مهران أيضا خليق ذلک به، فكل هؤلاء صحبوا أمير المؤمنين (ع) و لا أدری أيهم أراد أبو الحسن الرضا ع.

ابو عمرو کشی فرماتے ہیں امام علیؑ کے اصحاب میں چار افراد سے زیادہ کے نام قیس ہیں مجھے معلوم نہیں کس کا یہ واقعہ ہے ؟ پہلے تو قیس بن سعد بن عبادہ ہے جو ان کا امیر اور ان میں افضل تھا اور قیس بن عباد بکری وہ بھی اس قسم کے واقعے کا سزاوار ہے اگر اس کا واقعہ ہو ، اور قیس بن قرہ بن حبیب اس میں تو اس قسم کا واقعہ نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو معاویہ کی طرف بھاگ گیا تھا اور قیس بن مہران بھی اس قسم کے واقعے کا سزاوار ہے، ان سب نے امام علیؑ کے صحابی ہونے کا شرف پایا اور مجھے معلوم نہیں کہ امام رضاؑ نے کس کو مراد لیا۔

مرقع بن قمامہ اسدی

۱۵۲ حَدَّثَنَا حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبَانٍ الْأَزْدِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُطَهَّرٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَرِيكٍ الْعَامِرِيِّ، عَنِ الْمُرَقَّعِ بْنِ قُمَامَةَ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: إِذَا هَزَّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّايَةَ الْمُعْلَيَةَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ لَوَدِدْتُ أَنِّي فِي ظِلِّهَا مَجْزُومَ الْأَنْفِ وَ الْأُذُنَيْنِ ذَاهِبَ الْبَصَرِ لَا شَيْءَ يُسَدِّدُنِي، قَالَ قُلْتُ إِنَّ هَذَا الْخَطَرَ عَظِيمٌ! قَالَ، فَقَالَ مُرَقَّعٌ: إِنِّي سَمِعْتُ عَلِيّاً (ع) يَقُولُ إِنَّ تِلْكَ الْعِصَابَةَ نُظَرَاءُ لِأَهْلِ بَدْرٍ.[۱۴۶]

هذا الخبر يدل على أنه كان كيسانيا.

مرقع بن قمامہ اسدی نے کہاجب محمد بن علی نے بلند جھنڈا رکن و مقام کے درمیان میں لہرایا تو میں نے چاہا اس کے نیچے میری ناک اور کان کاٹے جائیں اور آنکھیں قربان ہو جائیں اور کوئی چیز مجھے تقویت نہ دے اور کہا یہ بہت عظیم منزلت ہے اور مرقع نے کہا میں نے امام علیؑ سے سنا تھا اس گروہ کی مثال اہل بدر کی ہے۔

[۱۴۶] رجال الکشی، ص: ۹۷

عوف عقیلی

۱۵۳ حَدَّثَنِی طَاهِرُ بْنُ عِیسَی، ذَکَرَهُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ سَعْدٍ، أَوْ غَیْرِهُ، عَنْ صَالِحِ بْنِ سَلَمَةَ أَبِی الْخَیْرِ الرَّازِیِّ، عَنِ ابْنِ أَبِی نَجْرَانَ، عَنْ أَبِی عِمْرَانَ، عَنْ فُرَاتِ بْنِ أَحْنَفَ، قَالَ، الْعُقَیْلِیُّ کَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِیٍّ (ع) وَ کَانَ خَمَّاراً وَ لَکِنَّهُ یُؤَدِّی الْحَدِیثَ کَمَا سَمِعَ.

فرات بن احنف کہتا ہے کہ عقیلی امام علی کے اصحاب میں سے تھا، وہ شراب خور تھا مگر حدیث ویسے بیان کرتا تھا جیسے سنی ہو۔

زہاد ثمانیہ

۱۵۴ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَیْبَةَ، قَالَ سُئِلَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، عَنِ الزُّهَّادِ الثَّمَانِیَةِ فَقَالَ الرَّبِیعُ بْنُ خُثَیْمٍ وَ هَرِمُ بْنُ حَیَّانَ وَ أُوَیْسٌ الْقَرَنِیُّ وَ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ قَیْسٍ وَ کَانُوا مَعَ عَلِیٍّ (ع) وَ مِنْ أَصْحَابِهِ وَ کَانُوا زُهَّاداً أَتْقِیَاءَ، وَ أَمَّا أَبُو مُسْلِمٍ فَإِنَّهُ کَانَ فَاجِراً مُرَائِیاً وَ کَانَ صَاحِبُ مُعَاوِیَةَ وَ هُوَ الَّذِی کَانَ یَحُثُّ النَّاسَ عَلَى قِتَالِ عَلِیٍّ (ع) وَ قَالَ لِعَلِیٍّ (ع) ادْفَعْ إِلَیْنَا الْأَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرِینَ حَتَّى نَقْتُلَهُمْ بِعُثْمَانَ، فَأَبَى عَلِیٌّ (ع) ذَلِکَ، فَقَالَ أَبُو مُسْلِمٍ الْآنَ طَابَ الضِّرَابُ، إِنَّمَا کَانَ وَضَعَ فَخّاً وَ مَصِیدَةً، وَ أَمَّا مَسْرُوقٌ فَإِنَّهُ کَانَ عَشَّاراً لِمُعَاوِیَةَ وَ مَاتَ فِی عَمَلِهِ ذَلِکَ بِمَوْضِعٍ أَسْفَلَ مِنْ وَاسِطٍ عَلَى دِجْلَةَ یُقَالُ لَهُ الرُّصَافَةُ وَ قَبْرُهُ هُنَاکَ، وَ الْحَسَنُ کَانَ یَلْقَى أَهْلَ کُلِّ فِرْقَةٍ بِمَا یَهْوَوْنَ وَ یَتَصَنَّعُ[147] لِلرِّئَاسَةِ وَ کَانَ رَئِیسَ الْقَدَرِیَّةِ. وَ أُوَیْسٌ الْقَرَنِیُّ مُفَضَّلًا عَلَیْهِمْ کُلِّهِمْ، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: ثُمَّ عَرَفَ النَّاسُ بَعْدُ.

فضل بن شاذان سے آٹھ عبادت گزاروں کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: ربیع بن خثیم، ہرم بن حیان، اویس قرنی، عامر بن عبد قیس، یہ امام علی کے ساتھ تھے اور آپکے اصحاب میں تھے اور پرہیزگار عبادت کرنے والے تھے لیکن ابو مسلم فاسق اور ریاکار تھا اور

[147] رجال الکشی، ص: ۹۸

معاویہ کا ساتھی تھا وہ لوگوں کو امام علی سے جنگ کرنے کے اکساتا تھا اور امام علی سے کہنے لگا انصار و مہاجرین ہمارے سپرد کرو تاکہ ہم انہیں عثمان کے بدلے قتل کر دیں تو امام علی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے کہا اب آپ سے جنگ کرنا جائز ہو گئی ہے اس نے یہ حیلہ کیا، اور مسروق بھی معاویہ کے لیے عشر جمع کیا کرتا تھا اور اسی کام میں دجلہ پر واسط سے نیچے رصافہ میں مرا، اور اس کی قبر بھی وہیں ہے، اور حسن بصری، وہ ہر فرقے کے ساتھ ان کی خواہش کے مطابق ملاقات کرتا تھا اور ریاست کا اظہار کرتا تھا اور قدریہ کا رئیس تھا اور اویس قرنی ان سب پر فضیلت رکھتا ہے (آٹھویں کا نام ذکر نہیں ہوا وہ اسود بن زید بتایا جاتا ہے)۔

اُوَیس قَرنی

۱۵۵ رَوَى يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ بِصِفِّينَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، فَقَالَ فِيكُمْ أُوَيْسٌ الْقَرَنِيُّ قُلْنَا نَعَمْ. قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ: خَيْرُ التَّابِعِينَ أَوْ مِنْ خَيْرِ التَّابِعِينَ أُوَيْسٌ الْقَرَنِيُّ، ثُمَّ تَحَوَّلَ إِلَيْنَا.

ابن ابی لیلیٰ نے کہا: صفین میں ایک شخص اہل شام میں سے نکلا اور کہنے لگا کیا تم میں اویس قرنی ہے، ہم نے کہا، ہاں اس نے کہا میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا تھا تابعین میں سے بہترین شخص اویس قرنی ہے اور ہمارے ساتھ مل گیا۔

۱۵۶ وَ رَوَى الْحَسَنُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقُمِّيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنْ سَعْدِ بْنِ طَرِيفٍ، عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ (ع) بِصِفِّينَ فَبَايَعَهُ تِسْعَةٌ وَ تِسْعُونَ رَجُلًا ثُمَّ قَالَ أَيْنَ تَمَامُ الْمِائَةِ لَقَدْ عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَنْ يُبَايِعَنِي فِي هَذَا الْيَوْمِ مِائَةُ رَجُلٍ! قَالَ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءُ صُوفٍ مُتَقَلِّداً بِسَيْفَيْنِ، فَقَالَ ابْسُطْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ! قَالَ عَلِيٌّ (ع) عَلَى مَا تُبَايِعُنِي قَالَ عَلَى بَذْلِ مُهْجَةِ نَفْسِي دُونَكَ، قَالَ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا أُوَيْسٌ الْقَرَنِيُّ، قَالَ،

فَبَايَعَهُ فَلَمْ يزَلْ يُقَاتِلُ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى قُتِلَ فَوُجِدَ فِى الرَّجَّالَة. وَ فِى رِوَايَة أُخْرَى، قَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) كُنْ أُوَيْساً قَالَ أَنَا أُوَيْسٌ، قَالَ كُنْ قَرَنِيّاً قَالَ أَنَا أُوَيْسٌ الْقَرَنِيُّ،و إياه يعنى دعبل بن على الخزاعى فى قصيدته التى يفخر فيها على نزار و ينقض على الكميت بن زيد قصيدته التى[148] يقول فيها:

الا حييت عنا يا مدينا أويس ذو الشفاعة كان منّا

فيوم البعث نحن الشافعونا أويس ذو الشفاعة كان منّا

فيوم البعث نحن الشافعونا

اصبغ بن نباتہ نے کہا ہم صفین میں امام علیؑ کے ساتھ تھے تو ۹۹ مردوں نے آپکی بیعت کی تو آپ نے فرمایا ایک اور کہاں ہے جس سے سو کا عدد پورا ہو مجھے رسول اکرم ﷺ نے خبر دی تھی کہ اس دن ۱۰۰ مرد بیعت کریں گے تو ایک شخص اونی قباء پہنے ہوئے اور دو تلواریں لٹکائے ہوئے آیا اور کہنے لگا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کی بیعت کروں تو امام علیؑ نے فرمایا؛ تو کس بات پر میری بیعت کرنا چاہتا ہے؟ اس نے عرض کی؛ تجھ پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے، آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں اویس قرنی ہوں پس اس نے بیعت کی اور آپ کے سامنے لڑتا ہوں شہید ہو گیا اور انہیں مقتولین میں پایا گیا اور دوسری روایت میں ہے امام علی نے اس سے کہا تو اویس ہو گا اس نے کہا ہاں میں اویس ہوں پھر آپ نے کہا تو قرنی ہے تو اس نے کہا ہاں میں اویس قرنی ہوں۔ اور دعبل بن علی خزاعی نے اپنے اس قصیدے میں جس میں

---

[148] رجال الکشی، ص: ۹۹

نزار پر فخر کیا اور کمیت کے قصیدے کا جواب دیا، اویس شفاعت کرنے ہم میں سے ہے اور قیامت کے دن ہم شفاعت کریں گے۔

وَ كَانَ أُوَيْسٌ مِنْ خِيَارِ التَّابِعِينَ لَمْ يَرَ النَّبِيَّ (ص) وَ لَمْ يَصْحَبْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ (ع) ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ أَبْشِرُوا بِرَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ الْقَرَنِيُّ فَإِنَّهُ يَشْفَعُ لِمِثْلِ رَبِيعَةَ وَ مُضَرَ، ثُمَّ قَالَ لِعُمَرَ يَا عُمَرُ إِنْ أَنْتَ أَدْرَكْتَهُ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ! فَبَلَغَ عُمَرَ مَكَانَهُ بِالْكُوفَةِ فَجَعَلَ يَطْلُبُهُ فِي الْمَوْسِمِ لَعَلَّهُ أَنْ يَحُجَّ، حَتَّى وَقَعَ إِلَيْهِ هُوَ وَ أَصْحَابٌ لَهُ وَ هُوَ مِنْ أَحْسَنِهِمْ هَيْئَةً وَ أَرَثِّهِمْ حَالًا، فَلَمَّا سَأَلَ عَنْهُ أَنْكَرُوا ذَلِكَ، وَ قَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ تَسْأَلُ عَنْ رَجُلٍ لَا يَسْأَلُ عَنْهُ مِثْلُكَ قَالَ، فَلِمَ قَالُوا لِأَنَّهُ عِنْدَنَا مَغْمُورٌ فِي عَقْلِهِ وَ رُبَّمَا عَبِثَ بِهِ الصِّبْيَانُ، قَالَ عُمَرُ ذَاكَ أَحَبُّ إِلَيَّ، ثُمَّ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا أُوَيْسُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) أَوْدَعَنِي إِلَيْكَ رِسَالَةً وَ هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَ قَدْ أَخْبَرَنِي أَنَّكَ تَشْفَعُ لِمِثْلِ رَبِيعَةَ وَ مُضَرَ، فَخَرَّ أُوَيْسٌ سَاجِداً وَ مَكَثَ طَوِيلًا، مَا تَرْقَى لَهُ دَمْعَةٌ حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، وَ نَادَوْهُ يَا أُوَيْسُ هَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ! فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَ فَاعِلٌ ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ يَا أُوَيْسُ فَأَدْخِلْنِي فِي شَفَاعَتِكَ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي طَلَبِهِ وَ التَّمَسُّحِ بِهِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ شَهَرْتَنِي وَ أَهْلَكْتَنِي وَ كَانَ يَقُولُ كَثِيراً مَا لَقِيتُ مِنْ عُمَرَ، ثُمَّ قُتِلَ بِصِفِّينَ فِي الرَّجَّالَةِ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؑ.[۱۴۹]

---

[۱۴۹] رجال الکشی، ص: ۱۰۰

اویس قرنی تابعین کے بہترین لوگوں میں سے تھے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت کو درک نہیں کیا اور نہ ہی آپ کی زیارت کا شرف حاصل کر سکے، نبی اکرم ﷺ نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا میری امت کی ایک شخص اویس قرنی کو بشارت دے دو کہ وہ قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ و مضر کے افراد کی تعداد کے برابر اشخاص کی شفاعت کرے گا پھر عمر سے فرمایا اے عمر! اگر تو اویس کو ملے تو اسے میرا اسلام کہنا تو جب عمر کو معلوم ہوا کہ اویس کوفہ میں رہتا ہے تو وہ حج کے موسم میں اسے تلاش کرنے لگے شاید وہ حج کے لیے آئے ہوں یہاں تک کہ عمر نے اویس اور اس کے ساتھیوں کو پالیا، اویس ان میں بہترین ہیئت میں تھے مگر ان میں سب سے زیادہ بد حال تھے جب حضرت عمر نے اویس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کو برا منایا اور کہا، اے مومنو کے امیر آپ اس شخص کے متعلق پوچھ رہے ہیں، آپ جیسے شخص اس (غریب) شخص کے متعلق سوال نہیں کرتے!

تو عمر نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا کیونکہ وہ ہمارے درمیان متہم العقل ہے بعض اوقات تو اس کے ساتھ بچے بھی کھیلتے ہیں، عمر نے کہا مگر وہ مجھے بہت پسند ہے پھر اویس کے پاس آئے اور کہا؛ اے اویس رسول اکرم ﷺ نے مجھے تیرے پاس بھیجا تھا اور تمہیں سلام کہے تھے اور مجھے خبر دی تھی کہ تو قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ و مضر کے افراد کی تعداد کے برابر اشخاص کی شفاعت کرے گا، تو اویس سجدے میں گر گئے اور اتنا لمبا سجدہ کیا اور روتے روتے بے حال ہوگئے کہ لوگوں نے سمجھا کہ وہ فوت ہوگئے ہیں اور اسے آوازیں دینے لگے؛ اے اویس یہ امیر المومنین کھڑے ہیں تو انہوں نے سر سجدے سے اٹھایا اور کہا اے مومنو کے امیر کیا میں ایسا کروں گا، عمر نے کہا ہاں اے اویس اور مجھے بھی اپنی شفاعت میں قرار دے تو لوگ انہیں تلاش کرنے لگے اور انہیں مسّ کرنے لگے تو انہوں نے کہا اے مومنو کے امیر تو نے مجھے شہرت دیکر ہلاک کر دیا اور اکثر کہا کرتے تھے؛ مجھے کسی سے اتنی اذیت نہیں پہنچی جتنی عمر سے پہنچی ،اور پھر وہ جنگ صفین میں امام علیؑ کی معیت میں رجالہ کے مقام پر شہید ہوگئے۔

۱۵۷ وَ رُوِیَ مِنْ جِهَةِ الْعَامَّةِ: عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ شَیْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَکِیمِ الْأَوْدِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا شَرِیکٌ، عَنْ یَزِیدَ بْنِ أَبِی زِیَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِی لَیْلَی، قَالَ: لَمَّا کَانَ یَوْمُ صِفِّینَ خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الشَّامِ عَلَی دَابَّتِه، قَالَ أَ فِیکُمْ أُوَیْسٌ قُلْنَا نَعَمْ، مَا تُرِیدُ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) یَقُولُ أُوَیْسٌ الْقَرَنِیُّ خَیْرُ التَّابِعِینَ بِإِحْسَانٍ، قَالَ، فَعَطَفَ دَابَّتَهُ فَدَخَلَ مَعَ عَلِیٍّ (ع). قَالَ شَرِیکٌ: وَ قُتِلَ أُوَیْسٌ فِی الرَّجَّالَةِ مَعَ عَلِیٍّ ".

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا بیان ہے کہ صفین کے دن ایک شامی اپنے جانور پر لشکر شام سے نکلا اور کہنے لگا کیا تم میں اویس قرنی بھی ہے ؟ہم نے کہا ہاں تو اس سے کیا چاہتا ہے ؟اس نے کہا میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا تھا؛اویس قرنی تابعین کے نیکوکاروں میں بہترین شخص ہے پھر اپنی سواری کو دوڑ لگا کر امام علی کے ساتھ مل گیا۔ اور شریک کہتا ہے ؛اویس قرنی جنگ صفین میں امام علیؑ کی معیت میں رجالہ کے مقام پر شہید ہو گئے۔

۱۵۸ وَ قَالَ یَعْقُوبُ بْنُ شَیْبَةَ، حَدَّثَنَا یَزِیدُ بْنُ سَعِیدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا شَرِیکٌ، عَنْ یَزِیدَ بْنِ أَبِی زِیَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِی لَیْلَی، قَالَ: سُئِلَ أَ شَهِدَ أُوَیْسٌ صِفِّینَ قَالَ نَعَمْ.

ابن ابی لیلیٰ سے سوال کیا گیا کہ کیا اویس صفین میں موجود تھا تو انہوں نے کہا ہاں۔

علقمہ، ابیؓ، حارث بنو قیس

۱۵۹ رَوَى يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، قَالَ قُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ: أَ شَهِدَ عَلْقَمَةُ صِفِّينَ قَالَ نَعَمْ وَ خَضَبَ سَيْفَهُ دَماً وَ قُتِلَ أَخُوهُ أُبَيُّ بْنُ قَيْسٍ يَوْمَ صِفِّينَ، قَالَ وَ كَانَ لِأُبَيِّ بْنِ قَيْسٍ خُصٌّ مِنْ قَصَبٍ وَ لِفَرَسِهِ، فَإِذَا غَزَا أَهْدَمَهُ وَ إِذَا رَجَعَ بَنَاهُ، وَ كَانَ عَلْقَمَةُ فَقِيهاً فِي دِينِهِ قَارِئاً لِكِتَابِ اللَّهِ عَالِماً بِالْفَرَائِضِ شَهِدَ صِفِّينَ وَ أُصِيبَتْ إِحْدَى رِجْلَيْهِ فَعَرَجَ مِنْهَا، وَ أَمَّا أَخُوهُ أُبَيٌّ فَقَدْ قُتِلَ بِصِفِّينَ، وَ كَانَ الْحَارِثُ جَلِيلًا فَقِيهاً وَ كَانَ أَعْوَرَ.

منصور کا کہنا ہے کہ میں ابراہیم سے کہا کیا علقمہ صفین میں حاضر تھا؟ اس نے کہا ہاں اس نے اپنی تلوار کو خون سے رنگین کر لیا تھا اور اس کا بھائی ابی بن قیس جنگ صفین میں شہید ہوا تھا درحالانکہ ابی بن قیس اس قدر پرہیزگار تھے کہ اپنے لیے اور گھوڑے کے لیے کانوں کی ایک ہلکی سی جھونپڑی بنائی تھی جب کسی جنگ میں جاتے تو اسے گرا دیتے اور جب لوٹتے تو اسے بنالیتے تھے اور علقمہ اپنے دین میں فقیہ اور کتاب خدا (قرآن مجید) کا قاری اور فرایض دینی کے عالم تھے انہوں نے جنگ صفین میں شرکت کی اور ان کی ایک ٹانگ کو صدمہ پہنچا اس وجہ سے وہ لنگڑے ہوگئے اور ان کا بھائی ابیؓ تو اس جنگ میں شہید ہوا اور ان کا دوسرا بھائی حارث جلیل القدر فقیہ تھا مگر آنکھ سے متاثر تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ

۱۶۰ رَوَى يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ الْعُرَنِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، وَ قَدْ ضَرَبَهُ الْحَجَّاجُ حَتَّى اسْوَدَّ كَتِفَاهُ، ثُمَّ أَقَامَهُ لِلنَّاسِ عَلَى سَبِّ عَلِيٍّ وَ الْجَلَاوِزَةَ مَعَهُ يَقُولُونَ سُبَّ الْكَذَّابِينَ! فَجَعَلَ يَقُولُ أَلْعَنُ الْكَذَّابِينَ عَلِيٌّ وَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَ الْمُخْتَارُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: يَقُولُ أَصْحَابُ الْعَرَبِيَّةِ سَمْعُكَ تَعْلَمُ مَا يَقُولُ، لِقَوْلِهِ عَلِيٌّ أَيْ هُوَ ابْتِدَاءُ الْكَلَامِ[۱۵۰].

اعمش نے کہا؛ میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو دیکھا جب اس کو حجاج نے اس قدر مارا کہ اس کے کندھے سیاہ ہوگئے پھر انہیں لوگوں کے سامنے امام علی پر سب و شتم کرنے کے لیے کھڑا کیا، جلاد اور سپاہی اس کے ساتھ کہتے جاتے تھے؛ جھوٹوں پر لعنت کر، تو انہوں نے کہنا شروع کیا؛ میں جھوٹوں پو لعنت کرتا ہوں؛ علی، ابن زبیر اور مختار، اور ابن شہاب راوی نے کہا کہ علم نحو واعراب کے ماہرین کہتے ہیں، ذرا اس بات کو غور سے سنو کہ تمہیں متکلم کی مراد سمجھ میں آئے اس جملے میں اس نے علیؑ کو مرفوع پڑھا ہے اور اس سے نئے جملے کا آغاز کیا ہے۔

---

[۱۵۰] رجال الکشی، ص: ۱۰۱

حجر بن عدیؓ کندی[۱۵۱]

۱۶۱ یَعْقُوبُ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا طَاوُسٌ، عَنْ أَبِیه، قَالَ أَنْبَأَنَا حُجْرُ بْنُ عَدِیٍّ، قَالَ: قَالَ لِی عَلِیٌّ (ع) کَیْفَ تَصْنَعُ أَنْتَ إِذَا ضُرِبْتَ وَ أُمِرْتَ بِلَعْنَتِی قُلْتُ لَهُ: کَیْفَ أَصْنَعُ قَالَ الْعَنِّی وَ لَا تَبَرَّأْ مِنِّی فَإِنِّی عَلَی دِینِ اللَّه، قَالَ، وَ لَقَدْ ضَرَبَهُ مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ وَ أَمَرَهُ أَنْ یَلْعَنَ[۱۵۲] عَلِیّاً وَ أَقَامَهُ عَلَی بَابِ مَسْجِدِ صَنْعَاءَ، قَالَ، فَقَالَ: إِنَّ الْأَمِیرَ أَمَرَنِی أَنْ أَلْعَنَ عَلِیّاً فَالْعَنُوهُ لَعَنَهُ اللَّهُ! فَرَأَیْتُ مِجْوَاداً مِنَ النَّاسِ إِلَّا رَجُلًا فَهِمَهَا.

خود حجر بن عدیؓ سے نقل ہوا کہ امام علی نے مجھ سے فرمایا تو اس وقت کیا کریگا جب تجھے مارا جائے گا اور مجھ پر لعنت کا دیا جائے گا؟ تو میں نے عرض کی مولا میں اس وقت کیا کروں؟ فرمایا ؛ظاہر میں مجھ پر لعنت کرنا لیکن دل میں مجھ سے براءت نہ کرنا کہ میں دین خدا پر ہوں، راوی کہتا ہے کہ انہیں محمد بن یوسف نے مارا اور حکم دیا کہ علی پر لعنت کرے اور انہیں مسجد صنعاء

---

[۱۵۱] ـ رجال الشیخ الطوسی ص ۳۸.، کتاب الرجال ابن داود ص ۷۰، رجال العلامۃ الحلی ص ۵۹، الدرجات الرفیعۃ ص ۴۲۳.، الوجیزۃ ص ۲۹.، تنقیح المقال ج ۱ ص ۲۵۷.، الغدیر ج ۱۱ ص ۵۳. اعیان الشیعۃ ج ۴۱۷/۵. قاموس الرجال ج ۳ ص ۱۳۱.، شهید الولاء حجر بن عدی الکندی، ہاشم محمد، وقعۃ صفین / ص ۲۴۳. اسد الغابۃ ج ۱ ص ۳۸۵.، الطبقات ج ۶ ص ۲۱۷ـ ۲۲۰.، المستدرک ج ۳ ص ۴۶۸. الاصابۃ ج ۱ ص ۳۱۳. الاستیعاب ج ۱/ ص ۳۵۵. کتاب حجر بن عدی از سبیتی، تاریخ ابن عساکر ج ۴/ ص ۸۵ـ

[۱۵۲] رجال الکشی، ص: ۱۰۲

کے دروازے پر کھڑا کر دیا تو انہوں نے کہا امیر نے مجھے علی پر لعنت کا حکم دیا تو تم اس پر لعنت کرو خدا بھی اس پر لعنت کرے، راوی کہتا ہے؛ وہ الفاظ لوگوں کے سر سے گزر گئے اور کسی نے اس کی مراد کو نہیں سمجھا اور حجر کی جان بچ گئی۔

رمیله صحابی امام علیؑ

۱۶۲ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوف، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ النُّعْمَان، عَنْ أَبِیه، قَالَ حَدَّثَنِی الشِّبَامِیُّ أَحْوَزُ بْنُ الْحُسَیْن، عَنْ أَبِی دَاوُدَ السَّبِیعِیِّ، عَنْ أَبِی سَعِید الْخُدْرِیِّ، عَنْ رُمَیْلَةَ، قَالَ: وُعِکْتُ وَعْکاً شَدِیداً فِی زَمَانِ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ (ع) فَوَجَدْتُ مِنْ نَفْسِی خِفَّةً یَوْمَ الْجُمُعَة، فَقُلْتُ لَا أُصِیبُ شَیْئاً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ أُفِیضَ عَلَیَّ مِنَ الْمَاء وَ أُصَلِّیَ خَلْفَ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ (ع) فَفَعَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا صَعِدَ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ (ع) الْمِنْبَرَ عَادَ عَلَیَّ ذَلِکَ الْوَعْکُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ (ع) دَخَلَ الْقَصْرَ وَ دَخَلْتُ مَعَهُ فَالْتَفَتَ إِلَیَّ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ (ع) وَ قَالَ یَا رُمَیْلَةُ مَا لِی رَأَیْتُکَ وَ أَنْتَ مُنْشَبِکٌ بَعْضُکَ فِی بَعْضٍ! فَقَصَصْتُ عَلَیْهِ الْقِصَّةَ الَّتِی کُنْتُ فِیهَا وَ الَّذِی حَمَلَنِی عَلَی الرَّغْبَة فِی الصَّلَاة خَلْفَهُ، فَقَالَ لِی یَا رُمَیْلَةُ لَیْسَ مِنْ مُؤْمِنٍ یَمْرَضُ إِلَّا مَرِضْنَا لِمَرَضِه وَ لَا یَحْزَنُ إِلَّا حَزِنَّا لِحُزْنِه وَ لَا یَدْعُو إِلَّا أَمَّنَّا لَهُ وَ لَا یَسْکُتُ إِلَّا دَعَوْنَا[۱۵۳] لَه، فَقُلْتُ یَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ جُعِلْتُ فِدَاکَ هَذَا لِمَنْ مَعَکَ فِی الْمِصْرِ أَ رَأَیْتَ مَنْ

---

[۱۵۳] رجال الکشی، ص: ۱۰۳

كَانَ فِي أَطْرَافِ الْأَرْضِ قَالَ يَا رُمَيْلَةُ لَيْسَ يَغِيبُ عَنَّا مُؤْمِنٌ فِي شَرْقِ الْأَرْضِ وَ لَا فِي غَرْبِهَا.

رمیلہ کا بیان ہے کہ امام امیر المومنینؑ کے زمانے میں مجھے شدید بخار ہوا اور جمعہ کے دن میں نے کچھ ہلکا پن محسوس کیا تو میں نے کہا اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے کہ آج مجھ پر پانی بہا دیا جائے (غسل کرلوں) اور امیر المومنین کی اقتداء میں نماز ادا کروں، میں نے ایسا ہی کیا اور مسجد کوفہ میں آیا، جب امام امیر المومنینؑ منبر پر تشریف لائے تو بخار دوبارہ شدت پکڑ گیا جب امام امیر المومنینؑ نماز سے فارغ ہو کر قصر (دار الامارہ) میں تشریف لائے تو میں بھی آپ کے ساتھ چلا گیا تو آپ نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا اے رمیلہ ! میں تجھے کیا دیکھ رہا ہوں کہ سکڑے ہوئے ہو اور بیمار چہرہ، تو میں نے آپ کو اپنی بیماری کا واقعہ بیان کیا اور نماز جمعہ کے متعلق اپنی رغبت کا بھی اظہار کیا تو آپ نے فرمایا؛ اے رمیلہ ! کوئی بھی مومن مریض ہوتا ہے ہم بھی اس کے مرض کی وجہ سے مریض اور دکھی ہو جاتے ہیں اور مومنین کے غم کی وجہ سے ہم بھی غمگیں ہو جاتے ہیں اور جب وہ دعا کرتا ہے تو ہم آمین کہتے ہیں اور جب وہ خاموش ہوتا ہے تو ہم اس کے لیے دعا کرتے ہیں، میں نے عرض کی، اے امام امیر المومنینؑ ! میں آپ پر قربان جاوں یہ تو اس کے لیے ہے جو اس شہر میں ہو، کیا آپ ان مومنین کے لیے لیے بھی اسی طرح دیکھتے ہیں جو زمین کے دور دراز علاقوں میں بستے ہیں ؟ فرمایا؛ اے رمیلہ ! زمین کے مشرق و مغرب میں کوئی مومن بھی ہم سے غائب نہیں ہے۔

۱۶۳ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَارِيَابِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ رُمَيْلَةَ، وَ كَانَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) وَ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

علی بن نعمان نے اپنے بعض ساتھیوں سے یہ روایت رمیلہ سے نقل کی اور فرمایا رمیلہ امام امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص تھے۔

اِصبغ بن نُباتہ[۱۵۴]

۱۶۴ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى الْوَرَّاقُ، قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ التَّاجِرُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْخَيْرِ صَالِحُ بْنُ أَبِي حَمَّادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي الْجَارُودِ عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ، قَالَ قُلْتُ لِلْأَصْبَغِ مَا كَانَ مَنْزِلَةُ هَذَا الرَّجُلِ فِيكُمْ فَقَالَ مَا أَدْرِي مَا تَقُولُ إِلَّا أَنَّ سُيُوفَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا فَمَنْ أَوْمَى إِلَيْهِ ضَرَبْنَاهُ بِهَا.

ابو الجارود نے اصبغ سے کہا تمہارے درمیان امام امیر المومنین کیا منزلت اور مقام تھا؟ تو اس نے کہا؛ مجھے معلوم نہیں کہ تو کس حوالے سے پوچھنا چاہتا ہے؟ لیکن ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر رہتی تھیں پس جس کی طرف آپ اشارہ فرماتے ہم اس کو تلواروں کی زد میں لے لیتے تھے اور اس کی گردن مار دیتے تھے۔

---

[۱۵۴] ۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۶ص ۲۲۵، التاریخ الکبیر ۲ص ۳۵ ن ۱۴۹۵، رجال البرقی ۵، المعارف ۳۴۱، الجرح والتعدیل ۲ص ۳۱۹ ن ۱۲۱۳، اختیار معرفۃ الرجال (رجال الکشی) ۱۰۳ ن ۱۶۴ و ۱۶۵، رجال النجاشی ا ص ۶۹ ن ۴، رجال الطوسی ۳۴ ن ۲، الفہرست للطوسی ۶۲ ن ۱۱۹، معالم العلماء ۲۷ ن ۱۳۸، الرجال لابن داود الحلی ۵۲ ن ۲۰۴، رجال العلامۃ الحلی ۲۴ ن ۹، تہذیب الکمال ۳ص ۳۰۸ ن ۵۳۷، میزان الاعتدال ا ص ۲۷۱ ن ۱۰۱۴، تاریخ الِاسلام ۲۸ ن ۱۱ (حوادث ۱۰۱-۱۲۰)، تہذیب التہذیب ا ص ۳۶۲ ن ۶۵۸، تقریب التہذیب ا ص ۸۱ ن ۶۱۳، مجمع الرجال ا ص ۲۳۱-۲۳۳، جامع الرواۃ ا ص ۱۰۶، رجال السید بحر العلوم ا ص ۲۶۶، تنقیح المقال ا ص ۱۵۰ ن ۱۰۰۸، اِعیان الشیعۃ ۳ص ۴۶۴-۴۶۶، معجم رجال الحدیث ۳ص ۲۱۹ ن ۱۵۰۹.

۱۶۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ مَرْوَکَ بْنِ عُبَیْدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی إِبْرَاهِیمُ بْنُ أَبِی الْبِلَادِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ الْأَصْبَغِ، قَالَ قُلْتُ لَهُ کَیْفَ سُمِّیتُمْ شُرْطَةُ الْخَمِیسِ یَا أَصْبَغُ قَالَ إِنَّا ضَمِنَّا لَهُ الذَّبْحَ وَ ضَمِنَ لَنَا الْفَتْحَ، یَعْنِی أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَیْهِ).

ابراہیم بن ابی بلاد نے ایک شخص سے روایت کی کہ میں نے اصبغ سے پوچھا تمہارا نام شرطہ خمیس کیسے ہوا؟ تو اس نے کہا ہم نے آپ کے لیے قربان ہونے کی ضمانت دی تھی اور آپ (یعنی امام علیؑ) نے ہمیں کامیابی کی ضمانت دی تھی۔

عثمان کا غلام مہدی

۱۶۶ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) أَنَّ الْمَهْدِیَّ مَوْلَی عُثْمَانَ أَتَی فَبَایَعَ أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی بَکْرٍ جَالِسٌ، قَالَ أُبَایِعُکَ عَلَی أَنَّ الْأَمْرَ کَانَ لَکَ أَوَّلًا وَ أَبْرَأُ مِنْ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ، فَبَایَعَهُ.

زرارہ نے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ عثمان کا غلام مہدی نے آ کر امام امیر المومنین کی بیعت کی اور محمد بن ابی بکر وہاں بیٹھے تھے تو اس نے کہا میں آپ کی اس بات پر بیعت کرتا ہوں کہ یہ امر آپ ک حق تھا اور میں فلاں فلاں سے براءت کرتا ہوں اور پھر آپ کی بیعت کی۔

سُلَیم بن قَیس ہلالیؓ[۱۵۵]

۱۶۷ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَّانِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ کَیْسَانَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِیمَ بْنِ عُمَرَ الْیَمَانِیِّ، عَنِ ابْنِ أُذَیْنَةَ، عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِی عَیَّاشٍ، قَالَ: هَذَا نُسْخَةُ کِتَابِ سُلَیْمِ بْنِ قَیْسٍ الْعَامِرِیِّ ثُمَّ الْهِلَالِیِّ، دَفَعَهُ إِلَى أَبَانِ بْنِ أَبِی عَیَّاشٍ وَ قَرَأَهُ، وَ زَعَمَ أَبَانٌ أَنَّهُ قَرَأَهُ، عَلَى عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ (ع) قَالَ صَدَقَ سُلَیْمٌ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَیْهِ هَذَا حَدِیثٌ نَعْرِفُهُ.

ابن اذینہ نے ابان بن ابی عیاش سے نقل کیا کہ یہ سلیم بن قیس عامری ہلالی کی کتاب کا نسخہ ہے جو اس نے ابان بن ابی عیاش کو دیا اور اس نے پڑھا اور ابان نے گمان کیا کہ اسے اس نے امام سجادؑ کے پاس پڑھا تو آپ نے فرمایا؛ خدا سلیم پر رحمت کرے یہ حدیث ہم جانتے ہیں۔

مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ کَیْسَانَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِیمَ، عَنِ ابْنِ أُذَیْنَةَ، عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِی عَیَّاشٍ، عَنْ سُلَیْمِ بْنِ قَیْسٍ الْهِلَالِیِّ، قَالَ قُلْتُ: لِأَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ (ع) إِنِّی سَمِعْتُ مِنْ سَلْمَانَ وَ مِنْ مِقْدَادَ وَ مِنْ أَبِی ذَرٍّ[۱۵۶] أَشْیَاءَ فِی تَفْسِیرِ الْقُرْآنِ وَ مِنَ الرِّوَایَةِ عَنِ النَّبِیِّ (ص) وَ سَمِعْتُ مِنْکَ

---

[۱۵۵] ۔ رجال البرقی ۴، ۵، ۹، ۸، رجال الکشی، ۱۰۵ ن ۱۶۷، رجال النجاشی ۱|۶۸ ن ۳، فہرست الطوسی ۱۰۷ ن ۳۴۸، رجال الطوسی ۴۳ ن ۵ و ۶۸ ن ۱ و ۴۷ ن ۱، رجال العلّامۃ الحلی ۸۲ ن ۲، مجمع الرجال ۱|۱۵۵، جامع الرواۃ ۱|۳۷۴، بہجۃ الآمال فی شرح زبدۃ المقال ۴|۴۴۸، تنقیح المقال ۲|۵۲ ن ۵۱۵۷، اِعیان الشیعۃ ۷|۲۹۳، معجم رجال الحدیث ۸|۲۱۶ ن ۵۳۹۱، قاموس الرجال ۴|۴۴۵.

[۱۵۶] رجال الکشی، ص: ۱۰۵

بِصِدْقِ مَا سَمِعْتُ مِنْهُمْ، وَ رَأَيْتُ فِي أَيْدِي النَّاسِ أَشْيَاءَ كَثِيرَةً مِنْ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ وَ مِنَ الْأَحَادِيثِ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ (ع) أَنْتُمْ تُخَالِفُونَهُمْ، وَ ذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِه، قَالَ أَبَانٌ: فَقُدِّرَ لِي بَعْدَ مَوْتِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) إِنِّي حَجَجْتُ فَلَقِيتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ (ع) فَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ كُلِّهُ لَمْ أَحط [أُخْطِ مِنْهُ حَرْفاً فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ سُلَيْمٌ قَدْ أَتَى أَبِي بَعْدَ قَتْلِ جَدِّيَ الْحُسَيْنِ (ع) وَ أَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهُ فَحَدَّثَهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِعَيْنِه، فَقَالَ لَهُ أَبِي صَدَقْتَ قَدْ حَدَّثَنِي أَبِي وَ عَمِّي الْحَسَنُ (ع) بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَقَالا لَكَ صَدَقْتَ قَدْ حَدَّثَكَ بِذَلِكَ وَ نَحْنُ شُهُودٌ ثُمَّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ص، ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ بِتَمَامِه.

ابی اذینہ نے ابان بن ابی عیاش کے واسطے سے سلیم بن قیس عامری ہلالی سے نقل کیا کہ میں نے امام علیؑ کی خدمت میں عرض کی کہ مولا میں نے سلمان، مقداد، اور ابوذر سے تفسیر قرآن اور نبی اکرم ﷺ کی روایات سنی ہیں اور میں نے آپ سے ان کی تصدیق بھی سنی ہے اور میں لوگوں کے درمیان تفسیر قرآن اور نبی اکرمؐ کی روایات میں سے بہت سی ایسی چیزیں دیکھتا ہوں جن کی آپ مخالفت کرتے ہیں اور پھر وہ حدیث طویل بیان کی ---ابان کہتا ہے میرے مقدر میں تھا کہ میں امام علی سجادؑ کی وفات کے بعد حج پر جاوں میں نے امام محمد باقرؑ کی زیارت کی اور یہ تمام حدیث انہیں بیان کی اور اس سے ایک لفظ بھی کم نہیں کیا تو آپ کی آنکھیں پر نم ہو گئیں پھر فرمایا سلیم نے سچ کہا وہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد میرے والد گرامیؑ کے پاس آیا تھا اور میں بھی وہیں موجود تھا تو اس نے یہی حدیث بیان کی تھ تو میرے والد نے اس سے فرمایا تو نے سچ کہا مجھے میرے والد گرامی اور چچا امام حسنؑ نے حدیث امیر المومنین سے نقل کی پس ان دونوں نے تجھے کہا؛ تو نے سچ بیان کیا اور ہم اس کے گواہ ہیں پھر

انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے یہ حدیث رسول اکرم ﷺ سے سنی تھی پھر اس حدیث کو ذکر کیا۔

جون بن قتادہ عبسی اور جاریہ بن قدامہ سعدی

١٦٨ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى الْوَرَّاقُ وَ غَيْرُهُ، قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَيُّوبَ التَّاجِرُ السَّمَرْقَنْدِيُّ وَ نَسَخْتُ مِنْ خَطِّ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَسَنِ قَالَ جَعْفَرٌ: وَ رَأَيْتُهُ خَيِّراً فَاضِلًا، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ قَالَ الْجَوْنُ بْنُ قَتَادَةَ الْعَبْسِيُّ، فِي جَارِيَةَ بْنِ قُدَامَةَ السَّعْدِيِّ حِينَ وَجَّهَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) إِلَى أَهْلِ نَجْرَانَ عِنْدَ ارْتِدَادِهِمْ عَنِ الْإِسْلَامِ[157]:

تَهَوَّدَ أَقْوَامٌ بِنَجْرَانَ بَعْدَ مَا ... أَقَرُّوا بِآيَاتِ الْكِتَابِ وَ أَسْلَمُوا

قَصَدْنَا إِلَيْهِمْ فِي الْحَدِيدِ يَقُودُنَا ... أَخُو ثِقَةٍ مَاضِي الْجِنَانِ مُصَمَّمٌ

خَدَدْنَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ سُوءِ فِعْلِهِمْ ... أَخَادِيدَ فِيهَا لِلْمُسِيئِينَ مُنْقَمٌ

طاہر بن عیسی ورّاق وغیرہ نے جعفر بن احمد بن ایوب تاجر سمرقندی کے خط سے نسخہ بنایا اور اس سے حدیث نقل کی کہ محمد بن یحیٰ بن حسن جو کہ بقول جعفر بن احمد کے ایک فاضل اور بہتری شخص تھا نے محمد بن علی بن وہب کے واسطے سے عدی بن حجر کی روایت کی کہ جون بن قتادہ عبسی نے جاریہ بن قدامہ سعدی کے بارے میں یہ شعر کہے جب اسے امیر المومنین نے اہل نجران کی طرف بھیجا جب وہ اسلام سے مرتد ہوگئے تھے ؛

---

[157] رجال الکشی، ص: ۱۰۶

۔ نجران میں کچھ قومیں آیات کتاب خدا کا اقرار کرنے اور اسلام لانے کے بعد یہودی ہو گئیں تو ہم ان کی طرف تلواریں لے چلے جس میں ہماری قیادت ایک مورد اعتماد بھائی کر رہا تھا جو دل کا پختہ اور ارادے میں مصمم تھا ہم نے ان کے برے عمل کی وجہ سے ان کے لیے زمین میں گڑھے کھودے تاکہ ان برائی کرنے والوں سے انتقام لیا جائے۔

جویریہ بن مسہر عبدی

۱۶۹ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوف، قَالَ أَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ النُّعْمَان، قَالَ حَدَّثَنِی أَبِی عَلِیُّ بْنُ النُّعْمَان، عَنْ مُحَمَّد بْنِ سِنَان، عَنْ أَبِی الْجَارُود، عَنْ جُوَیْرِیَةَ بْنِ مُسْهِرٍ الْعَبْدِیِّ، قَالَ سَمِعْتُ عَلِیّاً (ع) یَقُولُ أَحِبَّ مُحِبَّ آلِ مُحَمَّد مَا أَحَبَّهُمْ فَإِذَا أَبْغَضَهُمْ فَأَبْغِضْهُ، وَ أَبْغِضْ مُبْغِضَ آلِ مُحَمَّد مَا أَبْغَضَهُمْ فَإِذَا أَحَبَّهُمْ فَأَحِبَّهُ! وَ أَنَا أُبَشِّرُکَ وَ أَنَا أُبَشِّرُکَ وَ أَنَا أُبَشِّرُکَ ثَلَاثَ مَرَّات.

جُویریہ بن مسہر عَبْدی کا بیان ہے کہ میں نے امام علیؑ سے سنا فرمایا کہ آل محمدؐ سے محبت کرنے والے سے محبت رکھ جب تک وہ ان سے محبت رکھے اور جب وہ ان سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ اور آل محمد سے بغض کرنے والے سے بغض رکھ جب تک وہ ان سے بغض رکھے اور جب وہ ان سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ، اور تین مرتبہ فرمایا میں تجھے بشارت دیتا ہوں۔

عبداللہ بن سبا

١٧٠ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَيْهِ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی خَلَفٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَبْدِیُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبِی، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَبَإٍ كَانَ يَدَّعِی النُّبُوَّةَ وَ يَزْعُمُ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) هُوَ اللَّهُ (تَعَالَى عَنْ ذَلِكَ[158]) فَبَلَغَ ذَلِكَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَدَعَاهُ وَ سَأَلَهُ فَأَقَرَّ بِذَلِكَ وَ قَالَ نَعَمْ أَنْتَ هُوَ وَ قَدْ كَانَ أُلْقِیَ فِی رُوعِی أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ وَ أَنِّی نَبِیٌّ. فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) وَيْلَكَ قَدْ سَخِرَ مِنْكَ الشَّيْطَانُ فَارْجِعْ عَنْ هَذَا ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَ تُبْ! فَأَبَى فَحَبَسَهُ وَ اسْتَتَابَهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمْ يَتُبْ فَأَحْرَقَهُ بِالنَّارِ وَ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ اسْتَهْوَاهُ فَكَانَ يَأْتِيهِ وَ يُلْقِی فِی رُوعِهِ ذَلِكَ.

عبداللہ بن سنان نے اپنے والد سے روایت کی کہ امام باقرؑ نے فرمایا؛ عبداللہ بن سبا نبوت کا دعوی کرتا تھا اور گمان کرتا تھا کہ امیر المومنینؑ اللہ تعالی ہیں جب امام امیر المومنین کو اس بات کی خبر ہوئی تو اسے بلایا اور اس سے سوال کیا تو اس نے اس بات کا اعتراف کیا اور کہا ہاں آپ خدا ہیں، اور یہ میری روح میں القاء ہوا ہے کہ آپ خدا ہیں میں نبی ہوں تو امیر المومنینؑ

[158] رجال الکشی، ص: ۱۰۷

نے فرمایا، تیرا برا ہو شیطان نے تجھ پر غلبہ پالیا ہے، اس بات سے ہٹ جاو تیری ماں تجھ پر روئے اور توبہ کر، تو اس نے انکار کیا تو آپ نے اسے قید کر دیا اور تین دن تک اس سے توبہ کرنے کا حکم دیا پھر جب اس نے توبہ نہیں کی تو اسے آگ سے جلا دیا اور فرمایا؛ شیطان نے اس کی عقل زائل کر دی تھی وہ اس کے پاس آتا اور اس کی روح میں باتیں ڈالتا تھا۔

۱۷۱ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه، قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) یَقُولُ وَ هُوَ یُحَدِّثُ أَصْحَابَهُ بِحَدِیثِ عَبْدِ اللَّه بْنِ سَبَإٍ وَ مَا ادَّعَی مِنَ الرُّبُوبِیَّة فِی أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِب، فَقَالَ إِنَّهُ لَمَّا ادَّعَی ذَلِکَ فِیهِ اسْتَتَابَهُ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ (ع) فَأَبَی أَنْ یَتُوبَ فَأَحْرَقَهُ بِالنَّارِ. ہشام بن سالم نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ اپنے اصحاب کو عبداللہ بن سبا کا قصہ سنا رہے تھے اور جو وہ دعوی کرتا تھا کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب ربّ ہیں، فرمایا جب اس نے یہ دعوی کیا تو امیر المومنینؑ نے اسے توبہ کرنے کا حکم دیا اور جب اس نے انکار کیا تو اسے آگ سے جلادیا۔

۱۷۲ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه، قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ عَلِیِّ بْنِ مَهْزِیَارَ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَیُّوبَ الْأَزْدِیِّ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) یَقُولُ لَعَنَ اللَّهُ عَبْدُ اللَّه بْنُ سَبَإٍ إِنَّهُ ادَّعَی الرُّبُوبِیَّةَ فِی أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ (ع) وَ کَانَ وَ اللَّه أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ (ع) عَبْداً لِلَّه طَائِعاً، الْوَیْلُ لِمَنْ کَذَبَ عَلَیْنَا وَ إِنَّ قَوْماً یَقُولُونَ فِینَا مَا لَا نَقُولُهُ فِی أَنْفُسِنَا، نَبْرَأُ إِلَی اللَّه مِنْهُمْ نَبْرَأُ إِلَی اللَّه مِنْهُمْ. ابان بن عثمان

نے امام صادقؑ سے روایت کی ،فرمایا؛ خدا عبداللہ بن سبا پر لعنت کرے اس نے دعوی کیا کہ امیر المومنینؑ اس کائنات کے پروردگار ہیں حالانکہ خدا کی قسم امیر المومنین تو خدا کے مطیع و فرماں بردار بندے تھے وائے ہو اس پر جو ہم پر جھوٹ بولے اور کچھ گروہ ہمارے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہیں جو ہم خود اپنے بارے میں نہیں کہتے، ہم ان سے خدا کے دربار میں براءت کرتے ہیں، ہم ان سے خدا کے دربار میں براءت کرتے ہیں۔

۱۷۳ وَ بِهَذَا الْإِسْنَاد، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ. وَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَبِيهِ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيد، عَنِ ابْنِ أَبِي[۱۵۹] عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ، قَالَ، قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (ع) لَعَنَ اللَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيْنَا، إِنِّي ذَكَرْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَبَإٍ فَقَامَتْ كُلُّ شَعْرَةٍ فِي جَسَدِي، لَقَد ادَّعَى أَمْراً عَظِيماً مَا لَهُ لَعَنَهُ اللَّهُ، كَانَ عَلِيٌّ (ع) وَ اللَّهِ عَبْداً لِلَّهِ صَالِحاً، أَخُو رَسُولِ اللَّهِ (ص) مَا نَالَ الْكَرَامَةَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا بِطَاعَتِهِ لِلَّهِ وَ لِرَسُولِهِ، وَ مَا نَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) الْكَرَامَةَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا بِطَاعَتِهِ.

ابو حمزہ ثمالی نے امام سجادؑ سے روایت کی فرمایا خدا اس پر لعنت کرے جو ہم پر جھوٹ بولے میں نے عبداللہ بن سبا کو یاد کیا تو میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اس ایک بہت بڑے امر کا دعوی کیا جو اس کے لیے نہیں تھا خدا اس پر لعنت کرے اور خدا کی قسم! امام علیؑ خدا کے صالح اور نیک بندے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی تھے اور انہیں خدا کے دربار میں کرامت اور عزت خدا کی اطاعت اور رسول اکرمؐ کی پیروی کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی اور رسول

[۱۵۹] رجال الکشی، ص: ۱۰۸

اکرم ﷺ کو خدا کے دربار میں کرامت اور عزت فقط خدا کی اطاعت کے سبب سے حاصل ہوئی تھی۔

۱۷۴[۱۶۰]-وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الطَّيَالِسِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ صِدِّيقُونَ لَا نَخْلُو مِنْ كَذَّابٍ يَكْذِبُ عَلَيْنَا وَ يُسْقِطُ صِدْقَنَا بِكَذِبِهِ عَلَيْنَا عِنْدَ النَّاسِ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَصْدَقَ النَّاسِ لَهْجَةً وَ أَصْدَقَ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا، وَ كَانَ مُسَيْلَمَةُ يَكْذِبُ عَلَيْهِ، وَ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) أَصْدَقَ مَنْ بَرَأَ اللَّهُ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ وَ كَانَ الَّذِي يَكْذِبُ عَلَيْهِ وَ يَعْمَلُ فِي تَكْذِيبِ صِدْقِهِ وَ يَفْتَرِي عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَبَإٍ.

عبداللہ بن سنان نے روایت کی امام صادقؑ نے فرمایا؛ ہم اہل بیت صدیق اور سچوں کا گھرانہ ہیں اور ہم میں سے ہر ایک پر جھوٹ بولنے والا موجود رہا ہے جو ہم پر جھوٹ بول کر لوگوں کے پاس ہمارے سچ کی حیثیت کو گرانہ چاہتا ہے، پس نبی اکرم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سچے اور صادق القول تھے اور مسیلمہ ان پر جھوٹ بولتا تھا اور امیر المومنینؑ نبی اکرمؐ کے بعد سب سے زیادہ سچے شخص تھے اور جو شخص ان پر جھوٹ بولتا اور ان کی سچائی کی تکذیت کی کوشش کرتا تھا اور خدا پر افتراء پردازی کرتا تھا وہ عبداللہ بن سبا تھا۔

ذَكَرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَبَإٍ كَانَ يَهُودِيّاً فَأَسْلَمَ وَ وَالَى عَلِيّاً (ع) وَ كَانَ يَقُولُ وَ هُوَ عَلَى يَهُودِيَّتِهِ فِي يُوشَعَ بْنِ نُونٍ وَصِيِّ مُوسَى بِالْغُلُوِّ، فَقَالَ فِي إِسْلَامِهِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) فِي عَلِيٍّ (ع) مِثْلَ ذَلِكَ، وَ كَانَ أَوَّلَ

[۱۶۰] ۔پوری حدیث ۵۴۹ نمبر میں تفصیل کے ساتھ آئے گی ۔

مَنْ شَهَّرَ بِالْقَوْلِ بِفَرْضِ إِمَامَةِ عَلِيٍّ وَ أَظْهَرَ الْبَرَاءَةَ مِنْ أَعْدَائِهِ وَ كَاشَفَ مُخَالِفِيهِ وَ أَكْفَرَهُمْ، فَمِنْ هَاهُنَا قَالَ مَنْ خَالَفَ الشِّيعَةَ أَصْلُ التَّشَيُّعِ[۱۶۱] وَ الرَّفْضِ مَأْخُوذٌ مِنَ الْيَهُودِيَّةِ

بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا،اس نے اسلام کا اظہار کیا اور امام علیؑ کی ولایت کا قائل ہو گیا اور اپنے یہودیت کے زمانے میں یوشع بن نون وصی حضرت موسی کے بارے میں غلو کرتا تھا اور جب نبی اکرم ﷺ کے بعد اسلام لایا تو امام علی کے بارے میں غلو کرنے لگا اور اس نے سب سے پہلے امام علی کی امامت کے فرض ہونے کے قول کو شہرت دی اور ان کے دشمنوں سے براءت کا اظہار کیا اور ان کے مخالفین کے اعمال کو فاش کیا اور انہیں کافر قرار دیا اس لیے شیعہ کے مخالفین کہنے لگے ہیں کہ عبداللہ بن سبا شیعہ مذہب کی اصل اور اساس ہے اور نظریہ تشیع اور رفض اصل میں یہودیت سے لیا گیا ہے[۱۶۲]۔

---

[۱۶۱] رجال الکشی، ص: ۱۰۹

[۱۶۲] ۔مناسب ہے کہ مختصرا مذہب تشیع کی اصل و اساس کے بارے میں اقوال کا جائزہ لیا جائے؛ ا۔جولوگ قائل ہیں کہ مذہب شیعہ نبی اکرم ﷺ کے بعد پیدا ہوا ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ سقیفہ کے دن جن لوگوں نے امام علی ؑ کو خلافت اور امامت کے لیے بہتر سمجھا وہ شیعت کی اساس بنے(تاریخ تشیع،غلام حسن محرمی،ص۴۳ط موسسہ امام خمینی قم ۱۳۸۵ش) اور بعض کہتے ہیں عثمان کی خلافت کے اواخر میں ابن سبا اس فرقے کا سبب بنا (جہاد الشیعہ، مختار لیثی سمیرہ، ص۲۵ ط دارالجیل بیروت۱۳۹۶ھ)اور بعض نے قتل عثمان کے بعد اس کی پیدائش کا نظریہ دیا کہ جو امام علیؑ کی پیروی کرنے لگے وہ شیعہ اور ان کے مقابلے میں عثمانی گروہ پیدا ہوا (فہرست ابن ندیم ص۲۴۹ ط دار المعرفہ بیروت)جو بعد میں شامی سرپرستی میں آگیا اور بعض نے کہا کہ جنگ صفین میں حکمیت کے بعد شہادت امام علیؑ تک یہ فرقہ وجود میں آیا(الفرق بین الفرق، ص۱۳۴ بغدادی، عبدالقادر ، ط قاہرہ، ۱۳۹۷ھ) اور ایک گروہ قائل ہے کہ واقعہ کربلا تشیع کے آغاز کا سبب بنا(اسے جہاد الشیعہ ص۳۵ میں برنارد لویس کی کتاب اصول اسماعیلیہ سے نقل کیا) ۲)۔لیکن یہ سب شیعہ کے اصلی چہرے کو چھپانے کی کوشش میں اسے تاریخ کے بعض مہم واقعات کے نام کرنا چاہتے ہیں اس میں شک نہیں کہ ان واقعات نے شیعت پر گہرے اثرات اور نقوش چھوڑے لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ نظریہ تشیع نبی اکرم ﷺ کے بعد کی پیدائش ہو بلکہ صحیح یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود شیعیان امام علی کی توصیف فرمائی اور ان کے جنتی اور کامیاب ہونے کی ضمانت دی جب فرمایا یاعلی انت و شیعتک ہم الفائزون اور دیگر متواتر روایات نبوی جن میں شیعیان امام علیؑ کی بخشش اور بے حساب جنت میں جانے کا ذکر ہے(تاریخ تشیع ص۴۴و خطط الشام محمد کرد علی ،ج۶ص۲۴۵ط ۳مکتبہ نوری دمشق ۱۹۸۳م تفسیر در منثور ج۶ص ۳۷۹ط

. فی السبعین رجلا من الزُّطِّ الذین ادعوا الربوبیة فی أمیر المؤمنین (ع)

۱۷۵ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی خَلَفٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ مِسْمَعِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِکِ أَبِی سَیَّارٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ ع قَالَ إِنَّ عَلِیّاً (ع) لَمَّا فَرَغَ مِنْ قِتَالِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ: أَتَاهُ سَبْعُونَ رَجُلًا مِنَ الزُّطِّ فَسَلَّمُوا عَلَیْهِ وَ کَلَّمُوهُ بِلِسَانِهِمْ فَرَدَّ عَلَیْهِمْ بِلِسَانِهِمْ، وَ قَالَ لَهُمْ إِنِّی لَسْتُ کَمَا قُلْتُمْ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ مَخْلُوقٌ، قَالَ، فَأَبَوْا عَلَیْهِ وَ قَالُوا لَهُ أَنْتَ أَنْتَ هُوَ، فَقَالَ لَهُمْ لَئِنْ لَمْ تَرْجِعُوا عَمَّا قُلْتُمْ فِیَّ وَ تَتُوبُوا إِلَی اللَّهِ تَعَالَی لَأَقْتُلَنَّکُمْ! قَالَ فَأَبَوْا أَنْ یَرْجِعُوا وَ یَتُوبُوا، فَأَمَرَ أَنْ تُحْفَرَ لَهُمْ آبَارٌ فَحُفِرَتْ، ثُمَّ خَرَقَ بَعْضَهَا إِلَی بَعْضٍ ثُمَّ قَرَّقَهُمْ فِیهَا ثُمَّ طَمَّ رءوسَهَا ثُمَّ أَلْهَبَ النَّارَ فِی بِئْرٍ مِنْهَا لَیْسَ فِیهَا أَحَدٌ فَدَخَلَ الدُّخَانُ عَلَیْهِمْ فَمَاتُوا.

امیر المومنینؑ کی ربوبیت اور پروردگار ہونے کے ادعوی کرنے والے ستر زطّی افراد۔

مسمع بن عبدالملک نے ایک شخص کے واسطے سے امام باقرؑ سے روایت کی کہ جب امام علیؑ اہل بصرہ کے ساتھ جنگ سے فارغ ہوئے تو زط (سندھ و ہند کے سیاہ فام) ۷۰ مرد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کو سلام کیا اور اپنی زبان میں آپ سے کلام کرنے لگے تو امام نے بھی ان کی زبان میں ان کو جوابات دیئے اور امام نے ان سے فرمایا، ارے میں ایسا نہیں ہوں جیسا

مکتبہ مرعشی قم، ۱۴۰۴ھ، صواعق محرقہ، ابن حجر ص۲۳۲ ط۲مکتبہ قاہرہ ۱۳۸۵ مناقب خوارزمی، ص۲۰۶و ۲۰۹ ط مکتبہ حیدریہ نجف ۱۳۸۵ھ) ۔

تم کہتے ہو بلکہ میں خدا کا بندہ اور اللہ تعالی کی مخلوق ہوں تو انہوں نے امام کی بات ماننے سے انکا ر کر دیا اور اپنے اکھڑ پن کا مظاہرہ کیا اور کہا آپ ہی تو ہیں تو امام نے فرمایا اگر تم اپنے اس قول سے خدا کے حضور توبہ نہ کرو تو میں تمہیں ضرور قتل کروں گا، راوی کہتا ہے؛ انہوں نے اس نظریئے کو چھوڑنے اور توبہ کرنے انکار کر دیا تو امام نے ان کے لیے گڑھے کھودنے کا حکم دیا گڑھے کھودے گئے اور پھر ان میں آپس میں سوراخ کر دیے گئے پھر امام علی نے ان بے دینوں کو جدا کر کے ان میں ڈال دیا اور ان گڑھوں کے منہ بند کر دیئے پھر ان میں سے ایک گڑھے میں آگ جلائی جس میں کوئی نہیں تھا تو اس کا دھواں ان پر چھا گیا اور وہ وہیں جہنم رسید ہو گئے۔

قیس بن سعد بن عبادہ[۱۶۳]

۱۷۶ جبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ وَ أَبُو إِسْحَاقَ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالُوا[۱۶۴] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْعَطَّارُ الْكُوفِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ فُضَيْلٍ غُلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا) أَنِ اقْدَمْ أَنْتَ وَ الْحُسَيْنُ وَ أَصْحَابُ عَلِيٍّ! فَخَرَجَ مَعَهُمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَ قَدِمُوا الشَّامَ، فَأَذِنَ لَهُمْ مُعَاوِيَةُ وَ أَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءَ، فَقَالَ يَا حَسَنُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ (ع) قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ قُمْ يَا قَيْسُ فَبَايِعْ

---

[۱۶۳]۔ طبقات خلیفۃ ۲۳۵ ۲ن ۹۷۳ و ۹۴۴ن ۲۵۵۶، تاریخ خلیفۃ ۱۴۹، ۱۵۲، ۱۷۲، ۲۷۵، الطبقات الکبری لابن سعد ۶ص ۵۲، التاریخ الکبیر ۷ص ۱۴۱ان ۶۳۶، رجال البرقی ۶۵، المعرفۃ والتاریخ اص ۲۹۹، ثقات ابن حبان ۳ص ۳۳۹، الجرح والتعدیل ۷ص ۹۹ن ۵۶۰، رجال الکشی ۱۰۲ان ۴۹، إصحاب القتیا من الصحابۃ و التابعین ۱۰۱ان ۱۱۱، رجال الطوسی ۲۶ن ا و ۵۴ن ا، تاریخ بغداد اص ۱۷۷، أسد الغابۃ ۴ص ۲۱۵، الکامل فی التاریخ ۳ص ۲۶۸، تہذیب الأسماء واللغات ۶۱ن ۷۵، رجال ابن داود ۲۷۹ن ۱۲۱۰، مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ۲۱ص ۱۰۲، تہذیب الکمال ۲۴ص ۴۰ن ۴۹۰۶، سیر إعلام النبلاء ۳ص ۱۰۲، تہذیب التہذیب ۸ص ۳۹۵، الاصابۃ ۳ص ۲۳۹ن ۷۱۷۹، شذرات الذہب اص ۵۲، جامع الرواۃ ۲ص ۲۵، بہجۃ الآمال ۶ص ۸۹، تنقیح المقال ۲ص ۳۱ان ۹۷۱۲، إعیان الشیعۃ ۸ص ۴۵۲، الغدیر ۲ص ۶۷، معجم رجال الحدیث ۱۴ص ۹۳ن ۹۶۵۲، قاموس الرجال ۷ص ۳۹۶.

[۱۶۴] رجال الکشی، ص: ۱۱۰

فَالْتَفَتَ إِلَى الْحُسَيْنِ (ع) يَنْظُرُ مَا يَأْمُرُهُ، فَقَالَ يَا قَيْسُ إِنَّهُ إِمَامِي يَعْنِي الْحَسَنَ (ع).

فضیل نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ معاویہ نے امام حسن مجتبیٰ کو لکھا کہ آپ، امام حسین اور امام علیؑ کے اصحاب میرے پاس آئیں تو آپ کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری چلا ،جب وہ شام پہنچے تو معاویہ نے ان کو اجازت دی اور ان کے لیے خطباء معین کر دیئے تو اس نے کہااے حسن اٹھ کر بیعت کریں تو انہوں نے بیعت کی پھر امام حسینؑ سے کہا بیعت کریں تو انہوں نے بیعت کی پھر کہااے قیس اٹھ کر بیعت کر تو وہ امام حسین کی طرف متوجہ ہوئے اور انتظار کیا کہ آپ کیا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا اے قیس وہ میرے امام ہیں یعنی امام حسنؑ کی طرف اشارہ فرمایا۔

۱۷۷ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوف، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ ذَرِيحٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ دَخَلَ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ صَاحِبُ شُرْطَةِ الْخَمِيسِ عَلَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بَايِعْ! فَنَظَرَ قَيْسٌ إِلَى الْحَسَنِ (ع) فَقَالَ أَبَا مُحَمَّدٍ بَايَعْتَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ أَ مَا تَنْتَهِي أَمَا وَ اللَّهِ إِنِّي، فَقَالَ لَهُ قَيْسٌ مَا نسئت [شِئْتَ أَمَا وَ اللَّهِ لَئِنْ شِئْتَ لَتُنَاقِصَنَّ، فَقَالَ، وَ كَانَ مِثْلَ الْبَعِيرِ جَسِيماً وَ كَانَ خَفِيفَ اللِّحْيَةِ، قَالَ، فَقَامَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ فَقَالَ لَهُ بَايِعْ يَا قَيْسُ! فَبَايَعَ.

ذریح نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری جو امام علیؑ کے شرطہ الخمیس کے ساتھی تھی وہ معاویہ کے پاس گئے تو معاویہ نے کہا بیعت کرو تو انہوں نے امام حسن کی طرف دیکھا اور عرض کی ! اے ابو محمد ! کیا آپ نے بیعت کرلی؟ ، تو معاویہ نے غضب ناک ہو کر کہا؛ کیا تو باز آتا ہے خدا کی قسم !!! تو قیس نے سینہ تان کر کہا؛ ارے ، خدا

کی قسم، جو چاہے کرلے، اور فرمایا کہ قیس اونٹ کی مانند جسیم تھے اور ان کی ریش ہلکی تھی تو امام حسن اس کی طرف اٹھ کر تشریف لے گئے اور فرمایا اے قیس تم بیعت کرلو تو انہوں نے بیعت کرلی۔

ذَكَرَ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي بَعْضِ كُتُبِهِ: أَنَّهُ كَانَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ سِتَّةُ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ نَصَرَ رَسُولَ اللَّهِ (ص) وَ فِيهِمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ،[۱۶۵] وَ كَانَ قَيْسٌ أَحَدَ الْعَشَرَةِ الَّذِينَ لَحِقَهُمُ النَّبِيُّ (ص) مِنَ الْعَصْرِ الْأَوَّلِ مِمَّنْ كَانَ طُولُهُمْ عَشَرَةَ أَشْبَارٍ بِأَشْبَارِ أَنْفُسِهِمْ، وَ كَانَ شِبْرُ الرَّجُلِ مِنْهُمْ يُقَالُ إِنَّهُ مِثْلُ ذِرَاعِ أَحَدِنَا، وَ كَانَ قَيْسٌ وَ سَعْدٌ أَبُوهُ طُولُهُمَا عَشَرَةُ أَشْبَارٍ بِأَشْبَارِهِمَا، وَ يُقَالُ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْعَشَرَةِ خَمْسَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَ أَرْبَعَةٌ مِنَ الْخَزْرَجِ كُلِّهَا وَ رَجُلٌ مِنَ الْأَوْسِ، وَ سَعْدٌ لَمْ يَزَلْ سَيِّداً فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ الْإِسْلَامِ، وَ أَبُوهُ وَ جَدُّهُ وَ جَدُّ جَدِّهِ لَمْ يَزَلْ فِيهِمُ الشَّرَفُ، وَ كَانَ سَعْدٌ يُجِيرُ فَيُجَارُ وَ ذَلِكَ لَهُ لِسُؤْدَدِهِ وَ لَمْ يَزَلْ هُوَ وَ أَبُوهُ أَصْحَابَ إِطْعَامٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ الْإِسْلَامِ، وَ قَيْسٌ ابْنُهُ بَعْدُ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ. کشی فرماتے ہیں کہ یونس بن عبدالرحمٰن نے اپنی بعض کتابوں میں ذکر کیا ہے کہ سعد بن عبادہ کے ۶ بیٹے تھے سب نے رسول اکرم ﷺ کی نصرت کا حق ادا کیا ان میں قیس بن سعد بن عبادہ انصاری بھی شامل تھا اور قیس ان دس افراد میں سے تھا جنہیں نبی اکرم نے عصر اول سے اپنے ساتھ رکھا اور ان کا قد ان کی کی بالشتوں کے ساتھ دس بالشت تھا اور کہا جاتا ہے کہ ان افراد کی ایک بالشت ایک ہاتھ کے برابر تھی اور قیس اور اس کے والد سعد کی لمبائی انکی دس بالشت تھی اور کہا جاتا ہے کہ ان دس افراد میں سے پانچ انصاری تھے، ۴

[۱۶۵] رجال الکشی، ص: ۱۱۱

خزرجی اور ایک اوسی تھا اور سعد زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں انصار کا سید و سر دار تھا اور اس کا باپ دادا اور پڑدادا ان میں ہمیشہ شرف و عظمت موجود تھا اور سعد جسکو پناہ دیتا تھا اسے پناہ دی جاتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سر دار تھا اور وہ اور اس کا والد ہمیشہ جاہلیت و اسلام میں مہمان نواز تھے اور اس کا بیٹا قیس اس کے بعد باپ کی مانند سخی اور مہمان نواز تھا۔

سفیان بن لیلیٰ ہمدانی

۱۷۸ رُوِیَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَسَنِ الطَّوِیلِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْكَانَ، عَنْ أَبِی حَمْزَةَ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ الْحَسَنِ (ع) یُقَالُ لَهُ سُفْیَانُ بْنُ لَیْلَى وَ هُوَ عَلَى رَاحِلَةٍ لَهُ، فَدَخَلَ عَلَى الْحَسَنِ (ع) وَ هُوَ مُحْتَبٍ فِی فِنَاءِ دَارِهِ، قَالَ، فَقَالَ لَهُ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِینَ! فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ (ع) انْزِلْ وَ لَا تَعْجَلْ، فَنَزَلَ فَعَقَلَ رَاحِلَتَهُ فِی الدَّارِ وَ أَقْبَلَ یَمْشِی حَتَّى انْتَهَى إِلَیْهِ، قَالَ، فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ (ع) مَا قُلْتَ قَالَ قُلْتُ[۱۶۶] السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِینَ، قَالَ وَ مَا عِلْمُکَ بِذَلِکَ قَالَ عَمَدْتَ إِلَى أَمْرِ الْأُمَّةِ فَخَلَعْتَهُ مِنْ عُنُقِکَ وَ قَلَّدْتَهُ هَذِهِ الطَّاغِیَةَ یَحْکُمُ بِغَیْرِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ، قَالَ، فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ (ع) سَأُخْبِرُکَ لِمَ فَعَلْتُ ذَلِکَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِی یَقُولُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) لَنْ تَذْهَبَ الْأَیَّامُ وَ اللَّیَالِی حَتَّى یَلِیَ أَمْرَ الْأُمَّةِ رَجُلٌ وَاسِعُ الْبُلْعُومِ رَحْبُ الصَّدْرِ یَأْکُلُ وَ لَا یَشْبَعُ وَ هُوَ مُعَاوِیَةُ، فَلِذَلِکَ فَعَلْتُ، مَا جَاءَ بِکَ قَالَ

[۱۶۶] رجال الکشی، ص: ۱۱۲

حُبُّکَ قَالَ اللَّهَ قَالَ اللَّهَ قَالَ، فَقَالَ الْحَسَنُ (ع) وَ اللَّه لَا يُحِبُّنَا عَبْدٌ أَبَداً وَ لَوْ كَانَ أَسِيراً فِي الدَّيْلَمِ إِلَّا نَفَعَهُ اللَّهُ بِحُبِّنَا وَ إِنَّ حُبَّنَا لَيُسَاقِطُ الذُّنُوبَ مِنْ بَنِي آدَمَ كَمَا تُسَاقِطُ الرِّيحُ الْوَرَقَ مِنَ الشَّجَرِ.

ابو حمزہ ثمالی نے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ امام حسنؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص بنام سفیان بن لیلیٰ اونٹ پر سوار ہو کر امام کے در دولت پہ حاضر ہوا اور آپ صحن میں تشریف فرما تھے وہ داخل ہوا اور حضرت کو سلام کرتے ہوئے کہا اے مومنین کو ذلیل کرنے والے سلام، امام نے فرمایا اونٹ سے اتر آ اور جلدی نہ کر، میں تجھے حقیقت حال سے باخبر کرتا ہوں، سفیان اونٹ سے اتر آیا اونٹ وہیں باندھ دیا اور امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام نے فرمایا تو نے مجھے کس طرح سلام کیا؟ اس نے کہا میں نے آپ کو مومنین کو ذلیل کرنے والا کہہ کر سلام کیا، امام نے فرمایا؛ یہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں مومنین کو ذلیل کرنے والا ہوں؟ اس نے کہا آپ کو اس امت کی حکومت اور اقتدار حاصل تھا آپ نے اسے اس طاغوت کے حوالے کر دیا جو حکم خدا کے خلاف فیصلے کرتا ہے، اس طرح آپ نے مومنین کو ذلیل کر دیا، امام نے فرمایا؛ میں تجھے اس کی علت بیان کرتا ہوں میں نے اپنے بابا امام علیؑ سے سنا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا؛ شب و روز کا سلسلہ تمام نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک کشادہ حلق والا شخص چوڑے سینے والا آدمی اس امت پر حکومت کرے گا جو کھاتے ہوئے کبھی سیر نہ ہوگا اور وہ معاویہ ہے، جب سفیان نے یہ سنا تو امام سے معافی مانگی پھر امام نے اس سے پوچھا تم کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا مولا خدا کی قسم آپ کی محبت کھینچ لائی ہے، امام نے فرمایا خدا کی قسم ہم سے کبھی کوئی شخص محبت نہیں کرتا اگرچہ وہ کفار دیلم میں قید و بند میں ہی کیوں نہ ہو مگر خدا اسے ہماری محبت کے صدقے میں ضرور فائدہ پہنچائے گا اور ہماری محبت انسانوں کے گناہوں کو ایسے گرا دیتی ہے جیسا کہ موسم خزاں میں تیز آندھی درختوں کے پتوں کو گراتی ہے۔

عُبَیداللہ بن عباس

۱۷۹ ذَكَرَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ فِی بَعْضِ كُتُبِه: أَنَّ الْحَسَنَ لَمَّا قُتِلَ أَبُوهُ (ع) خَرَجَ فِی شَوَّالٍ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى قِتَالِ مُعَاوِيَةَ، فَالْتَقَوْا بمسكن! [بِكَسْكَرَ وَ حَارَبَهُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ، وَ كَانَ الْحَسَنُ (ع) جَعَلَ ابْنَ عَمِّه عُبَيْدَ اللَّه بْنَ الْعَبَّاسِ عَلَى مُقَدِّمَتِه، فَبَعَثَ إِلَيْه مُعَاوِيَةُ بِمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَمَرَّ بِالرَّايَةِ وَ لَحِقَ مُعَاوِيَةَ وَ بَقِيَ الْعَسْكَرُ بِلَا قَائِدٍ وَ لَا رَئِيسٍ، فَقَامَ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَخَطَبَ النَّاسَ [۱۶۷] وَ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ لَا يَهُولَنَّكُمْ ذَهَابُ هَذَا لِكَذَا وَ كَذَا فَإِنَّ هَذَا وَ أَبَاهُ لَمْ يَأْتِيَا قَطُّ بِخَيْرٍ، وَ قَامَ بِأَمْرِ النَّاسِ، وَ وَثَبَ أَهْلُ عَسْكَرِ الْحَسَنِ (ع) بِالْحَسَنِ فِی شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ فَانْتَهَبُوا فُسْطَاطَهُ وَ أَخَذُوا مَتَاعَهُ، وَ طَعَنَهُ ابْنُ بَشِيرٍ الْأَسَدِیُّ فِی خَاصِرَتِه، فَرَدُّوهُ جَرِيحاً إِلَى الْمَدَائِنِ حَتَّى تَحَصَّنَ فِيهَا عِنْدَ عَمِّ الْمُخْتَارِ بْنِ أَبِی عُبَيْدَةَ.

[۱۶۷] رجال الکشی، ص: ۱۱۳

فضل بن شاذان نے اپنی بعض کتابوں میں ذکر کیا کہ جب امیر المومنینؑ کی شہادت ہو چکی تو امام حسنؑ ماہ شوال میں کوفہ سے معاوہ سے جنگ کے لیے نکلے تو دونوں لشکر مسکن (شام کے راستے پہ ایک مقام) پر مل گئے اور چھ ماہ تک جنگ رہی جبکہ امام حسنؑ نے اپنے لشکر کے مقدمہ پر عبیداللہ بن عباس کو مامور کیا تھا تو معاویہ نے اس کے پاس ایک لاکھ درہم روانہ کیے تو وہ امام حسنؑ کے لشکر کو چھوڑ کر علم سمیت معاویہ کے ساتھ مل گیا اور لشکر بغیر قائد اور رئیس کے رہ گیا تو اس وقت قیس بن سعد بن عبادہ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا؛ اے لوگو! تمہیں اس کا ان وجوہات کی بناء پر چلے جانا خوف میں نہ ڈالے، یہ اور اس کا باپ کبھی خیر و خوبی نہیں لائے اور اس نے لوگوں کی کمان سنبھال لی اور اس طرح امام حسنؑ کے لشکر میں پھوٹ پڑ چکی تھی تو امام کا لشکر ماہ ربیع اول میں امام پر ٹوٹ پڑا اور انہوں نے آپ کی چٹائی بھی کھینچ لی اور ان سے مال و اسباب چھین لیے اور ابن بشیر اسدی نے آپکی کمر میں نیزہ مارا تو آپ کو زخمی حالت میں مدائن لایا گیا اور وہاں مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کے چچا کے ہاں قیام کیا (پناہ لی)۔

۱۸۰ وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْعُبَيْدِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ الْوَاسِطِيِّ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَقُولُ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) اللَّهُمَّ الْعَنِ ابْنَيْ فُلَانٍ وَ أَعْمِ أَبْصَارَهُمَا كَمَا عَمِيَتْ قُلُوبُهُمَا الأكلين فِي رَقَبَتِي وَ اجْعَلْ عَمَى أَبْصَارِهِمَا دَلِيلًا عَلَى عَمَى قُلُوبِهِمَا.

فضیل بن یسار نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ فرمایا؛ امیر المومنینؑ نے فرمایا خدایا فلاں کے بیٹوں پر لعنت فرمایا اور ان کی آنکھیں اندھی فرمایا جیسا ان کا دل اندھا ہے جو میری گردن پر موذی بیماری کی طرح سوار ہیں اور انکی آنکھوں کے اندھے پن کو ان کے دلوں کے اندھے پن کی دلیل قرار دے۔

عَمُرو بن قیس مَشرِقی

۱۸۱ وَجَدْتُ بِخَطِّ مُحَمَّد بْنِ عُمَرَ السَّمَرْقَنْدِیِّ، وَ حَدَّثَنِی بَعْضُ الثِّقَاتِ مِنْ أَصْحَابِنَا، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ یَحْیَی بْنِ عِمْرَانَ الْقُمِّیُّ قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ، عَنْ أَبِیهِ عَنْ أَبِی جَارُود، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَیْسٍ الْمَشْرِقِیِّ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَی الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ (ع) أَنَا وَ ابْنُ عَمٍّ لِی وَ هُوَ فِی قَصْرِ بَنِی مُقَاتِلٍ فَسَلَّمْتُ عَلَیْه[۱۶۸]،فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَمِّی یَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ هَذَا الَّذِی أَرَی خِضَابٌ أَوْ شَعْرُکَ فَقَالَ: خِضَابٌ وَ الشَّیْبُ إِلَیْنَا بَنِی هَاشِمٍ أَسْرَعُ عَجِلٌ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَیْنَا فَقَالَ جِئْتُمَا لِنُصْرَتِی فَقُلْتُ لَهُ أَنَا رَجُلٌ کَبِیرُ السِّنِّ کَثِیرُ الْعِیَالِ وَ فِی یَدِی بَضَائِعُ لِلنَّاسِ وَ لَا أَدْرِی مَا یَکُونُ وَ أَکْرَهُ أَنْ تَضِیعَ أَمَانَتِی، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَمِّی مِثْلَ ذَلِکَ، فَقَالَ أَمَّا لِی فَانْطَلِقَا فَلَا تَسْمَعَا لِی وَاعِیَةً وَ لَا تَرَیَا لِی سَوَاداً، فَإِنَّهُ مَنْ سَمِعَ وَاعِیَتَنَا أَوْ رَأَی سَوَادَنَا فَلَمْ یُجِبْنَا وَاعِیَتَنَا کَانَ حَقّاً عَلَی اللَّهِ أَنْ یُکِبَّهُ عَلَی مَنْخِرَیْهِ فِی نَارِ جَهَنَّمَ.

---

[۱۶۸] رجال الکشی، ص: ۱۱۴

ابو جارود نے عَمُرو بن قیس مَشرِقی سے نقل کیا کہ میں اور میرا چچازاد بھائی امام حسینؑ کے پاس گئے جس وقت آپ قصر بنی مقاتل میں تھے میں نے آپ پر سلام کیا تو میرے چچازاد بھائی نے امام حسینؑ سے عرض کی اے ابو عبداللہ، یہ جو میں دیکھ رہا ہوں خضاب اور مہندی کا رنگ ہے یا آپ کی ریش مبارک اسی طرح ہے تو آپ نے فرمایا؛ یہ خضاب ہے اور بڑھاپا ہم بنی ہاشم میں بہت جلدی آتا ہے پھر آپ نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا تم میرے مدد کے لیے آئے ہو تو میں نے عرض کی میں بڑی عمر کا آدمی ہوں اور میرے بہت زیادہ اہل وعیال ہیں اور میرے پاس لوگوں کے مال امانت ہیں اور مجھے معلوم نہیں کیا ہو گا اور مجھے ناپسند ہے کہ امانتیں ضائع ہو جائیں اور میرے چچازاد بھائی نے بھی اسی طرح کہا؛ تو مجھ سے اتنا دور ہو جاو نہ میرے آواز سنو اور نہ مجھے دیکھو کیونکہ جو ہماری آواز کو سنے گا یا ہمیں دیکھے گا اور پھر ہماری آواز پر لبیک نہیں کہے گا تو اللہ تعالی یقینا اسے آتش جہنم میں منہ کے بل اوندھا ڈال دے گا۔

حبابہ والبیہ

۱۸۲ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنی جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنی الْعَمْرَکیُّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلیِّ بْنِ فَضَّال، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَیْمُون، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ مُصْعَب وَ عَلیِّ بْنِ الْمُغیرَة، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ میثَم، قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَ عَبَایَةُ الْأَسَدیُّ عَلَی امْرَأَة مِنْ بَنی أَسَد یُقَالُ لَهَا حَبَابَةُ الْوَالبیَّةُ، فَقَالَ لَهَا عَبَایَةُ تَدْرینَ مَنْ هَذَا الشَّابُّ الَّذی مَعی قَالَتْ لَا، قَالَ مَهْ ابْنُ أَخیکَ میثَمٌ. قَالَتْ إِی وَ اللَّه إِی وَ اللَّه، ثُمَّ قَالَتْ أَ لَا أُحَدِّثُکُمْ بِحَدیث سَمعْتُهُ منْ أَبی عَبْد اللَّه الْحُسَیْن بْنِ عَلیٍّ (ع) قُلْنَا بَلَی، قَالَتْ سَمعْتُ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلیٍّ (ع) یَقُولُ نَحْنُ وَ شیعَتُنَا عَلَی الْفطْرَة الَّتی بَعَثَ اللَّهُ عَلَیْهَا مُحَمَّداً (ص) وَ سَائرُ النَّاس منْهَا برَاءٌ[۱۶۹]-

وَ کَانَتْ قَدْ أَدْرَکَتْ أَمیرَ الْمُؤْمنینَ (ع) وَ عَاشَتْ إِلَی زَمَنِ الرِّضَا (ع) عَلَی مَا بَلَغَنی. وَ اللَّهُ أَعْلَمُ.

عمران بن میثم کا بیان ہے کہ میں اور عبایہ اسدی بنی اسد کی ایک عورت کے پاس گئے جسے حبابہ والبیہ کہتے تھے تو ان سے عبایہ اسدی نے کہا تو میرے ساتھ والے اس جوان کو جانتی ہے

[۱۶۹] رجال الکشی، ص: ۱۱۵

؟اس نے کہا نہیں تو عبایہ نے کہا اری یہ تیرے بھائی میثم کا بیٹا ہے تو کہنے لگی ہاں خدا کی قسم پھر کہنے لگی کیا تمہیں حدیث نہ سناوں جو میں نے امام حسینؑ سے سنی ہے ، ہم نے عرض کی فرمایئے، تو اس نے کہا میں نے امام حسین سے سنا، ہم اور ہمارے شیعہ اس فطرت پر ہیں جس پر اللہ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھیجا اور باقی لوگ اس سے دور ہیں

اور کشی فرماتے ہیں ؛اس نے امام علیؑ کے زمانے کو پایا اور امام رضاؑ کے زمانے تک زندہ رہی جیسا کہ مجھے اس کی خبر ملی ہے۔

۱۸۳ حَمْدَوَیْه، عَنْ مُحَمَّد بْنِ عِیسَی، عَنِ ابْنِ أَبِی نَجْرَانَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سُوَیْد الْفَرَّاء، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ مِیثَمٍ، قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَ عَبَایَةُ الْأَسَدِیُّ عَلَی حَبَابَةَ الْوَالِبِیَّة، فَقَالَ لَهَا هَذَا ابْنُ أَخِیکَ مِیثَمٌ، قَالَتْ ابْنُ أَخِی وَ اللَّه حَقّاً، أَ لَا أُحَدِّثُکُمْ بِحَدِیث عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ (ع) فَقُلْتُ بَلَی. قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَیْه وَ سَلَّمْتُ فَرَدَّ السَّلَامَ وَ رَحَّبَ ثُمَّ قَالَ مَا بَطَأَ بِکَ عَنْ زِیَارَتِنَا وَ التَّسْلِیمِ عَلَیْنَا یَا حَبَابَةُ قُلْتُ مَا بَطَأَنِی إِلَّا عِلَّةٌ عَرَضَتْ، قَالَ وَ مَا هِیَ قَالَتْ فَکَشَفْتُ خِمَارِی عَنْ بَرَصٍ، قَالَتْ فَوَضَعَ یَدَهُ عَلَی الْبَرَصِ وَ دَعَا فَلَمْ یَزَلْ یَدْعُو حَتَّی رَفَعَ یَدَهُ وَ کَشَفَ اللَّهُ ذَلِکَ الْبَرَصَ، ثُمَّ قَالَ یَا حَبَابَةُ إِنَّهُ لَیْسَ أَحَدٌ عَلَی مِلَّة إِبْرَاهِیمَ فِی هَذه الْأُمَّة غَیْرُنَا وَ غَیْرُ شِیعَتِنَا وَ مَنْ سِوَاهُمْ مِنْهَا بِرَاءٌ.

صالح بن میثم کا بیان ہے کہ میں اور عبایہ اسدی حبابہ والبیہ کے پاس گئے تو ان سے عبایہ اسدی نے کہا اری یہ تیرے بھائی میثم کا بیٹا ہے ،تو کہنے لگی ہاں خدا کی قسم ،پھر کہنے لگی کیا تمہیں حدیث نہ سناوں جو میں نے امام حسینؑ سے سنی ہے ، ہم نے عرض کی فرمایئے، تو اس

نے کہا میں امام حسین کے پاس گئی میں نے سلام کیا آپ نے جواب دیا اور مجھے مرحبا کہا اور فرمایا؛ اے حبابہ ! تو ہماری زیارت سے کیوں سست پڑ گئی ہے ؟ میں نے عرض کی مجھے ایک مرض نے سست کر دیا ہے ؟ آپ نے فرمایا وہ کیا ہے ؟ میں نے اپنی چادر ہٹا کر برص کے مقام کو دکھایا آپ نے برص کے مقام پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی وہ مرض ہمیشہ کے لیے چلی گئی اور برص کا نشان تک نہ رہا پھر امام نے فرمایا ؛ہم اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی ملت ابراہیمی پر باقی نہیں اور ان کے علاوہ تمام لوگ اس سے دور ہیں۔

سعید بن مُسَیَّب[۱۷۰]

۱۸۴ قَالَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ: وَ لَمْ يَكُنْ فِی زَمَنِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) فِی أَوَّلِ أَمْرِهِ إِلَّا خَمْسَةَ أَنْفُس: سَعِيدُ بْنُ جُبَيْر، سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّب، مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، يَحْيَى ابْنُ أُمِّ الطَّوِيل، أَبُو خَالِد الْكَابُلِیُّ وَ اسْمُهُ وَرْدَانُ وَ لَقَبُهُ كَنْكَرُ، سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ رَبَّاهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) وَ كَانَ حَزْنُ جَدُّ سَعِيدٍ أَوْصَى إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع)[۱۷۱]. **فضل بن شاذان کا کہنا ہے کہ امام سجادؑ کے ابتدائی زمانے میں صرف پانچ شخص ان کے ساتھ تھے؛ سعید بن جبیر، سعید بن مسیب، محمد بن جبیر بن مطعم، یحییٰ بن ام طویل، ابوخالد کابلی جس کا نام وردان اور لقب کنکر ہے اور سعید بن**

---

[۱۷۰] الطبقات لابن سعد ۵ص۱۱۹، التاریخ الکبیر ۳ص۵۱۰، المعارف ص۲۴۸، المعرفة والتاریخ اص۴۶۸، رجال البرقی ص۸، الجرح والتعدیل ۳ص۵۹، اختیار معرفة الرجال ص ۱۱۵ان ۱۸۴، مشاہیر علماء الَامصار ۱۰۵ان ۴۲۶، ثقات ابن حبّان اص ۱۶۲، المعجم الکبیر للطبرانی ۴ص ۲۴۴، حلیة الَاولیاء ۲ص ۱۶۲، اِصحاب القتیا من الصحابة والتابعین ۱۳۱ان ۱۶۹، رجال الطوسی ص۹۰، الخلاف للطوسی اص۵۱ و ۲ص۱۸ (طبع جماعة المدرسین)، طبقات الفقہاء للشیرازی ص۵۷، تہذیب الَاسماء واللغات اص۲۱۹، وفیات الَاعیان ۲ص۳۷۵، الرجال لابن داود ص۱۰۳ان ۶۹۵، تہذیب الکمال ۱۱ص۶۶، سیر اِعلام النبلاء ۴ص۲۱۷، العبر للذہبی اص ۸۲، دول الِاسلام اص ۴۴، تاریخ الِاسلام للذہبی (سنة ۴۷) ص ۳۷۱، تذکرة الحفّاظ اص ۵۴، البدایة والنہایة ۹ص۱۰۵، النجوم الزاہرة اص۲۲۸، تہذیب التہذیب ۴ص ۸۴، تقریب التہذیب اص ۳۰۵، طبقات الحفّاظ ۲۵، مجمع الرجال للقہبائی ۳ص ۱۲۴، جامع الرواة اص ۳۶۲، روضات الجنات ۴ص ۴۳، رجال الخاقانی ۸۷، اِعیان الشیعة ۷ص ۲۴۹، الَاعلام ۳ص ۱۰۲، معجم رجال الحدیث ۸ص ۱۳۲.

[۱۷۱] رجال الکشی، ص: ۱۱۶

مسیب کی تربیت امام علیؑ نے فرمائی اور سعید کے دادا نے اس کی وصیت امام علیؑ کے نام کی تھی۔

۱۸۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّال، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِید بْنِ خَالِد الْکُوفِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ هِلَال، قَالَ ذَکَرَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) أَنَّ طَارِقاً مَوْلًی لِبَنِی أُمَیَّةَ نَزَلَ ذَا الْمَرْوَة عَامِلًا الْمَدینَةَ، فَلَقِیَهُ بَعْضُ بَنِی أُمَیَّةَ وَ أَوْصَاهُ بِسَعِید بْنِ الْمُسَیَّبِ وَ کَلَّمَهُ فیه وَ أَثْنَی عَلَیْه، وَ أَخْبَرَهُ طَارِقٌ أَنَّهُ أُمِرَ بِقَتْله، فَأَعْلَمَ سَعیداً بِذَلِکَ وَ قَالَ لَهُ تَغَیَّبْ! وَ قیلَ لَهُ تَنَحَّ مِنْ مَجْلِسکَ فَإِنَّهُ طَرِیقُهُ، فَأَبَی، فَقَالَ سَعِیدٌ: اللَّهُمَّ إِنَّ طَارِقاً عَبْدٌ مِنْ عَبِیدِکَ نَاصِیَتُهُ بِیَدِکَ وَ قَلْبُهُ بَیْنَ أَصَابِعِکَ تَفْعَلُ فیه مَا تَشَاءُ فَأَنْسه ذِکْرِی وَ اسْمِی، فَلَمَّا عُزِلَ طَارِقٌ عَنِ الْمَدِینَة لَقِیَهُ الَّذِی کَانَ کَلَّمَهُ فِی سَعِید مِنْ بَنِی أُمَیَّةَ بِذِی الْمَرْوَة، فَقَالَ کَلَّمْتُکَ فِی سَعِید تُشَفِّعُنِی فیه فَأَبَیْتَ وَ شَفَّعْتَ فیه غَیْرِی! فَقَالَ وَ اللَّه مَا ذَکَرْتُهُ بَعْدَ إِذْ فَارَقْتُکَ حَتَّی عُدْتُ إِلَیْکَ.

عباس بن ہلال نے امام رضاؑ سے روایت کی کہ بنو امیہ کا دوستدار طارق عامل مدینہ بن کر ذا المروہ کے مقام پر ٹھہرا، بنوامیہ میں سے کسی نے اس سے ملاقات کی اور اسے سعید بن مسیب کے متعلق وصیت کی اور اس کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے اس کی تعریف کی، طارق نے اسے خبر دی کہ مجھے اس کے قتل کے احکام صادر ہو چکے ہیں تو اس اموی نے سعید بن مسیب کو اس بات کی خبر دی اور کہا تو کہیں چھپ جا، اسے کہا گیا تو اپنی اس محفل کو چھوڑ کر کہیں بھاگ جا کیونکہ طارق تیرے درپے ہے مگر سعید بن مسیب نے انکار کر دیا اور یہ دعا پڑھی ؛ خدایا طارق تیرا غلام اسکی پیشانی اور دل تیرے قبضہ میں ہے اس میں تو اپنی مشیئت چلاتا ہے میری

یاد اور نام اس کو بھلا دے، جب طارق مدینہ سے معزول ہوا تو اسے وہ اموی ملا جس سے اس نے ذی مروہ کے مقام پر ملاقات کی تھی اور کہا میں نے سعید کے متعلق تجھ سے بات کی تھی مگر تو نے میری بات قبول نہیں کی تھی مگر میرے علاوہ کسی سفارش کو مان لیا، تو اس نے کہا خدا کی قسم تجھ سے جدا ہونے کے بعد وہ مجھے یاد ہی نہیں آیا یہاں تک کہ اب تیرے پاس ہوں۔

وَ رُوِیَ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ: أَنَّهُ لَمَّا مُرَّ بِجَنَازَةِ عَلِیٍّ بْنِ الْحُسَیْنِ (ع) أَجْفَلَ النَّاسُ فَلَمْ یَبْقَ فِی الْمَسْجِدِ إِلَّا سَعِیدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ، فَوَقَفَ عَلَیْهِ خَشْرَمٌ مَوْلَی أَشْجَعَ فَقَالَ أَبَا مُحَمَّدٍ أَ لَا تُصَلِّی عَلَی هَذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ فِی الْبَیْتِ الصَّالِحِ فَقَالَ سَعِیدٌ أُصَلِّی رَکْعَتَیْنِ فِی الْمَسْجِدِ أَحَبُّ إِلَیَّ أَنْ أُصَلِّیَ عَلَی هَذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ فِی الْبَیْتِ الصَّالِحِ.

اور بعض متقدمین سے منقول ہے کہ جب امام سجادؑ کا جنازہ لے چلے تو لوگ ٹوٹ پڑے اور مسجد میں سوائے سعید بن مسیب کے کوئی باقی نہ بچا تو اشجع کا غلام خشرم اس کے پاس آیا اور کہا اے ابو محمد کیا تو اس نیکوکار گھرانے کے صالح شخص پر نماز نہیں پڑھے گا تو اس نے کہا میں مسجد میں دو رکعت پڑھنے کو اس نیکوکار گھرانے کے صالح شخص پر نماز پڑھنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔

۱۸۶ وَ رُوِیَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ. وَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ، قَالَ، قُلْتُ لِسَعِیدِ[۱۷۲] بْنِ الْمُسَیَّبِ إِنَّکَ أَخْبَرْتَنِی أَنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ النَّفْسُ الزَّکِیَّةُ وَ أَنَّکَ لَا تَعْرِفُ لَهُ نَظِیراً قَالَ: کَذَلِکَ وَ مَا هُوَ مَجْهُولٌ مَا أَقُولُ فِیهِ وَ اللَّهِ مَا رَأَی مِثْلَهُ، قَالَ عَلِیٌّ

[۱۷۲] رجال الکشی، ص: ۱۱۷

بْنُ زَيْد: فَقُلْتُ وَ اللَّه إِنَّ هَذه الْحُجَّةُ الْوَكيدَةُ عَلَيْكَ يَا سَعيدُ فَلمَ لَمْ تُصَلِّ عَلَى جَنَازَته فَقَالَ إِنَّ الْقُرَّاءَ كَانُوا لَا يَخْرُجُونَ إِلَى مَكَّةَ حَتَّى يَخْرُجَ عَليُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، فَخَرَجَ وَ خَرَجْنَا مَعَهُ أَلْفَ رَاكِبٍ، فَلَمَّا صِرْنَا بِالسُّقْيَا نَزَلَ فَصَلَّى وَ سَجَدَ سَجْدَةَ الشُّكْرِ فَقَالَ فِيهَا.

زہری اور علی بن زید نے سعید بن مسیب سے سوال کیا کہ تو نے مجھے خبر دی ہے کہ علی بن حسین امام سجاد نفس زکیہ کے مالک ہیں اور ان کی مثل کوئی نہیں ؟اس نے کہا ایسا ہی ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے خدا کی قسم میں نے ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا تو علی بن زید نے کہا خدا کی قسم یہ تمہارے خلاف مضبوط دلیل ہے کہ تو نے ان کے جنازے میں شرکت نہیں کی ؟ تو اس نے کہا لوگ امام سجاد کے ساتھ ملکر مکہ جایا کرتے تھے ایک مرتبہ ہم ہزار سوار آپ کے ساتھ تھے جب ہم سقیا پہنچے آپ نے اتر کر نماز پڑھی اور سجدہ شکر کیا اور اس میں دعا پڑھی....

۱۸۷ وَ فِي رِوَايَة الزُّهْرِيِّ: عَنْ سَعيد بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: كَانَ الْقَوْمُ لَا يَخْرُجُونَ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى يَخْرُجَ عَليُّ بْنُ الْحُسَيْنِ سَيِّدُ الْعَابِدينَ، فَخَرَجَ وَ خَرَجْتُ مَعَهُ فَنَزَلَ فِي بَعْضِ الْمَنَازِلِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَسَبَّحَ فِي سُجُوده فَلَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَ لَا مَدَرٌ إِلَّا سَبَّحُوا مَعَهُ، فَفَزِعْنَا فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ يَا سَعيدُ أَ فَزِعْتَ قُلْتُ نَعَمْ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّه. فَقَالَ هَذَا التَّسْبِيحُ الْأَعْظَمُ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ رَسُولِ اللَّه (ص) أَنَّهُ قَالَ لَا يَبْقَى الذُّنُوبُ مَعَ هَذَا التَّسْبِيحِ، فَقُلْتُ: عَلِّمْنَا.

اور زہری کی سعید بن مسیب سے روایت میں ہے لوگ مکہ سے نہیں نکلتے تھا یہاں تک کہ عبادت گزاروں کے سید و سردار امام سجادؑ چل پڑتے تو جب آپ چلے تو میں آپ کے ساتھ تھا آپ ایک منزل میں اترے اور دو رکعت نماز پڑھی، اپنے سجدوں میں تسبیح کی تو کوئی درخت اور پتھر ایسا نہیں تھا جس نے آپ کے ساتھ تسبیح نہ کی ہو تو ہم ڈر گئے توآپ نے سر اٹھایا اور فرمایا اے سعید ! کیا تو ڈر گیا ہے میں نے عرض کی ہاں مولا ،اے فرزند پیامبر ! فرمایا یہ تسبیح اعظم ہے میرے باباؑ نے میرے جد امام علیؑ کے واسطے سے میرے نانا رسول اکرم ﷺ سے اس کی خبر دی فرمایا اس تسبیح پڑھنے سے کوئی گناہ باقی نہ رہے گا تو میں نے عرض کی ہمیں بھی تعلیم دیجیے ؛

۱۸۸ وَ فِی رِوَایَةِ عَلِیِّ بْنِ زَیْد: عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، أَنَّهُ سَبَّحَ فِی سُجُودِهِ فَلَمْ یَبْقَ حَوْلَهُ شَجَرَةٌ وَ لَا مَدَرَةٌ إِلَّا سَبَّحَتْ بِتَسْبِیحِهِ، فَفَزِعْتُ مِنْ ذَلِکَ وَ أَصْحَابِی، ثُمَّ قَالَ یَا سَعِیدُ إِنَّ اللَّهَ جَلَّ جَلَالُهُ لَمَّا خَلَقَ جِبْرِیلَ أَلْهَمَهُ هَذَا التَّسْبِیحَ فَسَبَّحَتِ السَّمَاوَاتُ وَ مَنْ فِیهِنَّ لِتَسْبِیحِهِ الْأَعْظَمِ، وَ هُوَ اسْمُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ الْأَکْبَرُ یَا سَعِیدُ، أَخْبَرَنِی أَبِی الْحُسَیْنُ عَنْ أَبِیهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) عَنْ[۱۷۳] جِبْرِیلَ عَنِ اللَّهِ جَلَّ جَلَالُهُ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِی آمَنَ بِی وَ صَدَّقَ بِکَ وَ صَلَّی فِی مَسْجِدِکَ رَکْعَتَیْنِ عَلَی خَلَاً مِنَ النَّاسِ إِلَّا غَفَرْتُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَ مَا تَأَخَّرَ، فَلَمْ أَرَ شَاهِداً أَفْضَلُ مِنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ (ع) حَیْثُ حَدَّثَنِی بِهَذَا الْحَدِیثَ، فَلَمَّا أَنْ مَاتَ شَهِدَ جَنَازَتَهُ الْبِرِّ وَ الْفَاجِرِ وَ أَثْنَی عَلَیْهِ الصَّالِحِ وَ الطالح وَ انهال النَّاسِ یَتَّبِعُونَهُ حَتَّی وُضِعَت

---

[۱۷۳] رجال الکشی، ص: ۱۱۸

الْجنَازَة، فَقُلْتُ إِنْ أَدْرَكْتَ الرَّكْعَتَينِ يَوْماً مِنَ الدَّهْرِ فَالْيَوْمَ، وَ لَمْ يَبْقَ إِلَّا رَجُلٌ وَ امْرَأَة ثُمَّ خَرَجَا إِلَى الْجنَازَة، وَ وَثَبْتُ لَأُصَلِّي فَجَاءَ تَكْبِيرٌ مِنْ السَّمَاءِ فَأَجَابَهُ تَكْبِيرٌ مِنْ الْأَرْضِ فَأَجَابَهُ تَكْبِيرٌ مِنْ السَّمَاءِ فَأَجَابَهُ تَكْبِيرٌ مِنْ الْأَرْضِ فَفَزِعْتُ وَ سَقَطْتُ عَلَى وَجْهِي فَكَبَّرَ مَنْ فِي السَّمَاءِ سَبْعاً وَ كَبَّرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ سَبْعاً وَ صَلَّى عَلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) وَ دَخَلَ النَّاسِ الْمَسْجِد فَلَمْ أُدْرِكَ الرَّكْعَتَيْنِ وَ لَا الصَّلَاة عَلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) فَقُلْتُ يَا سَعِيد لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أَختر إِلَّا الصَّلَاةَ عَلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْخُسْرَانِ الْمُبِينُ، قَالَ، فَبَكَى سَعِيد ثُمَّ قَالَ مَا أَرَدْتُ إِلَّا الْخَيْرِ لَيْتَنِي كُنْتُ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَا رَأَى مِثْلَهُ، وَ التَّسْبِيحُ هُوَ هَذَا:

اور علی بن زید کی سعید بن مسیب سے روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے سجدوں میں ایسی تسبیح کی کہ کوئی درخت اور پتھر ایسا نہیں تھا جس نے آپ کے ساتھ تسبیح نہ کی ہو تو میں اور میرے دوست ڈر گئے تو آپ نے فرمایا اے سعید ! خدا نے جب جبریل کو خلق فرمایا تو اسے یہ تسبیح الہام فرمائی تو اس جبریل کی تسبیح کی وجہ سے آسمان کی تمام مخلوقات نے یہی اعظم پڑھی، اے سعید یہ اللہ کا اسم اعظم ہے اور میرے باباؑ نے میرے جد امام علیؑ کے واسطے سے میرے نانا رسول اکرم ﷺ سے اس کی خبر دی اور آپ نے جبریل کے واسطے سے اللہ تعالی سے خبر دی کہ خدا نے فرمایا؛ میرا کوئی بندہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہو اور اے محمد تیری تصدیق کرتا ہو تیری مسجد میں دو رکعت نماز اس وقت پڑھے جب وہ لوگوں سے خالی ہو تو میں اس کے تمام سابقہ اور آئندہ گناہ بخش دوں گا تو میں نے اس کا گواہ امام سجاد سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا، جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کے جنازے میں ہر نیک و بد نے شرکت کی اور ہر اچھے برے نے ان کی تعریف کی اور لوگوں نے آپ کے جنازے کی پیروی کی یہاں تک کہ جنازہ رکھا گیا تو میں

نے کہا اگر زندگی میں اس اس خالی مسجد میں دو رکعت پڑھنے کا موقع ہے تو آج ہے اور اس میں ایک مرد و عورت بچے تھے وہ بھی جنازہ کی طرف چلے آئے میں دوڑ کر آیا تا کہ وہ دو رکعت نماز پڑھ لوں تو آسمان سے تکبیر بلند ہوئی جس کے جواب میں زمین سے تکبیریں کہی گئیں اور امام پر نماز پڑھی گئی تو میں ڈر سے زمین پر گر گیا تو آسمان و زمین میں ۷، ۷ تکبیرں کہی گئیں، نماز جنازہ ختم ہوئی اور لوگ مسجد میں پہنچ گئے تو نہ میں مسجد میں دو رکعتیں پڑھ سکا اور نہ امام سجاد پر جنازہ نصیب ہوا، تو میں نے کہا کاش میں امام پر نماز پڑھنے کو اختیار کرتا بہر حال یہ بہت بڑا خسارہ تھا، راوی کہتا ہے سعید نے بہت گریہ کیا اور کہنے لگا؛ بہر حال میرا ارادہ نیک تھا کاش میں نے امام پر نماز پڑھی ہوتی انکی مثل میں نے کوئی نہیں دیکھا، اور وہ تسبیح یہ ہے؛

سُبْحَانَکَ اللَّهُمَّ وَ حَنَانَیکَ، سُبْحَانَکَ اللَّهُمَّ وَ تَعَالَیْتَ، سُبْحَانَکَ اللَّهُمَّ وَ الْعِزُّ إزَارُکَ، سُبْحَانَکَ اللَّهُمَّ وَ الْعَظَمَةُ رِدَاؤُکَ، وَ یُقَالُ سربالک، سُبْحَانَکَ اللَّهُمَّ وَ الْکِبْرِیَاءُ سُلْطَانُکَ، سُبْحَانَکَ مِنْ عَظِیمٍ مَا أَعْظَمَکَ، سُبْحَانَکَ سُبِّحْتَ فِی الْأَعْلَی، سُبْحَانَکَ تَسْمَعُ وَ تَرَی مَا تَحْتَ الثَّرَی، سُبْحَانَکَ أَنْتَ شَاهِدُ کُلِّ نَجْوَی، سُبْحَانَکَ مَوْضِعُ کُلِّ نَجْوَی، سُبْحَانَکَ حَاضِرَ کُلِّ مَلَإٍ، سُبْحَانَکَ عَظِیمَ الرَّجَاءِ، سُبْحَانَکَ تَرَی مَا فِی قَعْرِ الْمَاءِ، سُبْحَانَکَ تَسْمَعُ أَنْفَاسَ الْحِیتَانِ فِی قُعُورِ الْبِحَارِ، سُبْحَانَکَ تَعْلَمُ وَزْنَ السَّمَاوَاتِ، سُبْحَانَکَ تَعْلَمُ وَزْنَ الْأَرَضِینَ، سُبْحَانَکَ تَعْلَمُ وَزْنَ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ[۱۷۴]، سُبْحَانَکَ تَعْلَمُ وَزْنَ الظُّلْمَةِ وَ النُّورِ، سُبْحَانَکَ تَعْلَمُ وَزْنَ الْفَیْءِ وَ الْهَوَاءِ، سُبْحَانَکَ تَعْلَمُ وَزْنَ الرِّیحِ

---

[۱۷۴] رجال الکشی، ص: ۱۱۹

كَمْ هِيَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ، سُبْحَانَكَ قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ، سُبْحَانَكَ عَجَباً مَنْ عَرَفَكَ كَيْفَ لَا يَخَافُكَ، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ، سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

۱۸۹ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَصْفَهَانِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ الْمِنْقَرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مَرْوَانَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ (ع) يَقُولُ: سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَعْلَمُ النَّاسِ بِمَا تَقَدَّمَهُ مِنَ الْآثَارِ وَ أَفْهَمُهُمْ فِي زَمَانِهِ.

ابو مروان نے ابو جعفر سے روایت کی کہ میں نے امام سجادؑ سے سنا فرمایا؛ سعید بن مسیب متقدمین کے آثار کے حوالے سے لوگوں میں زیادہ علم رکھنے والا اور اپنے زمانے میں بافہم شخص ہے۔

سَعِید بن جُبَیر[۱۷۵]

۱۹۰-أَبُو الْمُغِيرَة، قَالَ حَدَّثَنِى الْفَضْلُ، عَنِ ابْنِ أَبِى عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِى عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ كَانَ يَأْتَمُّ بِعَلِىِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) وَ كَانَ عَلِىٌّ (ع) يُثْنِى عَلَيْهِ، وَ مَا كَانَ سَبَبُ قَتَلَ الْحَجَّاجِ لَهُ إِلَّا عَلَى هَذَا الْأَمْرِ، وَ كَانَ مُسْتَقِيماً، وَ ذُكِرَ أَنَّهُ لَمَّا دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ لَهُ أَنْتَ شَقِىُّ بْنُ كُسَيْرٍ، قَالَ أُمِّى كَانَتْ أَعْرَفُ بِاسْمِى سَمَّتْنِى سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، قَالَ مَا تَقُولُ فِى أَبِى بَكْرٍ وَ عُمَرَ هُمَا فِى الْجَنَّةِ أَوْ فِى النَّارِ قَالَ لَوْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَنَظَرْتُ إِلَى أَهْلِهَا لَعَلِمْتُ مَنْ فِيهَا وَ إِنْ دَخَلْتُ النَّارَ وَ رَأَيْتُ أَهْلَهَا لَعَلِمْتُ مَنْ فِيهَا، قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِى الْخُلَفَاءِ قَالَ لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ، قَالَ أَيُّهُمْ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ أَرْضَاهُمْ لِخَالِقِى، قَالَ وَ أَيُّهُمْ أَرْضَى لِلْخَالِقِ قَالَ عِلْمُ

۱۷۵ـ الطبقات لابن سعد ٦ص۲۵٦، التاریخ الکبیر ۳ص۴٦۱، المعارف ۲۵۳، المعرفة والتاریخ اص۷۱۲، الجرح والتعدیل ۴ص۹، اختیار معرفة الرجال (رجال الکشی) ۱۱۰ن ۵۵، مشاہیر علماء الَامصار ۱۳۳ن ۵۹۱، الثقات لابن حبّان ۴ص۲۷۵، اخبار اصبہان اص۳۲۴، حلیة الَاولیاء ۴ص۲۷۲، إصحاب القتیا من الصحابة والتابعین ۲۰۳ن ۳۲٦، رجال الطوسی ۹۰، طبقات الفقہاء للشیرازی ۸۲، تہذیب الَاسماء واللغات اص۲۱٦، وفیات الَاعیان ۲ص۳۷۱، رجال العلّامة الحلی ۷۹، تہذیب الکمال ۱۰اص۳۵۸، سیر إعلام النبلاء ۴ص۳۲۱، تذکرة الحفّاظ اص۷۱، العبر للذہبی اص۸۴ و ۱۲۳، تاریخ الِاسلام للذہبی سہنة ۹۵ ص ۳٦٦، دول الِاسلام اص ۴۴، مرآة الجنان اص۱۹٦، البدایة والنہایة ۹ص۱۰۱، غایة النہایة اص ۳۰۵، النجوم الزاہرة اص۲۲۸، تہذیب التہذیب ۴ص۱۱، تقریب التہذیب اص ۲۹۲، طبقات المفسرین للداوری اص۱۸۸، نقد الرجال ص۱۱۵، مجمع الرجال للقہبائی ۳ص۱۱۳، شذرات الذہب اص۱۰۸، جامع الرواة اص۳۵۹، روضات الجنات ۴ص۳۹، تنقیح المقال ۲ص ۲۵، إعیان الشیعة ۷ص ۲۳۴، معجم رجال الحدیث ۸ص۱۱۳، قاموس الرجال ۴ص ۳۵۴.

ذَلِکَ عِنْدَ الَّذِی یَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوَاهُمْ، قَالَ أَبَیْتَ أَنْ تُصَدِّقَنِی! قَالَ بَلَی لَمْ أُحِبَّ أَنْ أُکَذِّبَکَ.

ہشام بن سالم نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ سعید بن جبیر امام سجادؑ کی پیروی کرتا تھا اور امام سجاد نے اس کی تعریف فرمائی اور حجاج نے اسے اسی جرم حب آل محمد میں ہی قتل کیا، اس کی رائے اور عقیدہ صحیح تھا، ذکر کیا گیا کہ جب سعید بن جبیر گرفتار ہو کر حجاج بن یوسف کے سامنے پیش ہوئے تو حجاج نے ان سے کہا؛ تو ہی شقی ابن کسیر ہے؟ انہوں نے کہا میری ماں میرے نام سے زیادہ واقف تھی اس نے میرا نام سعید بن جبیر رکھا تھا، حجاج نے کہا تو ابو بکر و عمر کے متعلق کیا عقیدہ رکھتا ہے؟ انہیں جنتی سمجھتا ہے یا دوزخی؟ سعید بن جبیر نے کہا اگر میں جنت جا چکا ہوتا اور وہاں رہنے والوں کو دیکھ چکا ہوتا تو بتاتا کہ وہ اہل جنت ہیں یا نہیں اور اس طرح اگر میں دوزخ جا چکا ہوتا اور وہاں رہنے والوں کو دیکھ چکا ہوتا تو بتاتا کہ وہ اہل دوزخ ہیں یا نہیں، حجاج نے کہا تو خلفاء کی نیکی و بدی کے متعلق کیا رائے رکھتا ہے؟ انہوں نے کہا میں ان میں سے کسی کا وکیل نہیں ہوں، حجاج نے کہا؛ خلفاء میں سے کس کو زیادہ محبوب رکھتا ہے؟ سعید نے کہا جسے خدا اور رسول زیادہ محبوب رکھتے ہیں، میں بھی اسے زیادہ محبوب رکھتا ہوں، حجاج نے کہا؛ یہ بتا کہ خدا کس خلیفہ سے زیادہ راضی ہے؟ سعید نے کہا؛ یہ تو اللہ تعالی خود بہتر جانتا ہے، حجاج نے کہا تو ذو معنی جملوں سے میرے ہاتھ سے رہائی حاصل کرنا چاہتا ہے کیا تو میرے عقائد کی تصدیق کرتا ہے؟ سعید نے کہا؛ میں اس وقت تیری تردید و تکذیب پسند نہیں کرتا۔

ابو خالد کابلی

۱۹۱ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَیْنُ بْنُ إِشْکِیبَ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أُورَمَةَ، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ سَعِید، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ النُّعْمَانِ، عَنِ ابْنِ مُسْکَانَ، عَنْ ضُرَیْس، قَالَ قَالَ لِی أَبُو خَالِد الْکَابُلِیُّ: أَمَا إِنِّی سَأُحَدِّثُکَ بِحَدِیث إِنْ رَأَیْتُمُوهُ وَ أَنَا حَیٌّ فَقُلْتَ صَدَقَنِی، وَ إِنْ مِتُّ قَبْلَ أَنْ تَرَاهُ تَرَحَّمْتَ عَلَیَّ وَ دَعَوْتَ لِی، سَمِعْتُ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ (ع) یَقُولُ إِنَّ الْیَهُودَ أَحَبُّوا عُزَیْراً حَتَّی قَالُوا فِیهِ مَا قَالُوا فَلَا عُزَیْرٌ مِنْهُمْ وَ لَا هُمْ مِنْ عُزَیْر، وَ إِنَّ النَّصَارَی أَحَبُّوا عِیسَی حَتَّی قَالُوا فِیهِ مَا قَالُوا فَلَا عِیسَی مِنْهُمْ وَ لَا هُمْ مِنْ عِیسَی، وَ أَنَا عَلَی سُنَّة مِنْ ذَلِکَ إِنَّ قَوْماً مِنْ شِیعَتِنَا سَیُحِبُّونَا حَتَّی یَقُولُوا فِینَا مَا قَالَتِ الْیَهُودُ فِی عُزَیْر وَ مَا قَالَتِ النَّصَارَی فِی عِیسَی ابْنِ مَرْیَمَ فَلَا هُمْ مِنَّا وَ لَا نَحْنُ مِنْهُمْ.

ضریس نے ابو خالد کابلی کا یہ بیان نقل کیا کہ انہوں نے کہا میں تجھے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اسے میری زندگی میں دیکھ لو تو کہنا سچ کہا تھا اور اگر میں مر جاوں تو مجھ پر دعا خیر کرنا میں نے امام علی سجادؑ سے سنا یہود نے عزیر سے محبت کی اور پھر ان کے متعلق حد سے بڑھ کر کہنے لگے تو عزیر ان سے نہیں اور نہ وہ عزیر سے ہیں اسی طرح نصاری نے عیسی سے محبت کی

اور پھر ان کے متعلق حد سے بڑھ کر کہنے لگے تو عیسی ان سے نہیں اور نہ وہ عیسی سے ہیں، میں بھی ان کی پیروی میں ہوں ، ہمارے شیعوں کا ایک گروہ ہم سے محبت کرے گا پھر ہمارے بارے میں وہ باتیں کرے گا جو یہودیوں اور نصاری نے کی تھیں تو ہم ان سے نہیں اور نہ وہ ہم سے ہیں۔

۱۹۲ الْكَشِّيُّ: وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَنَّاطِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَقُولُ كَانَ أَبُو خَالِدٍ الْكَابُلِيُّ يَخْدُمُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَنَفِيَّةِ دَهْراً وَ مَا كَانَ يَشُكُّ فِي أَنَّهُ إِمَامٌ، حَتَّى أَتَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ لِي حُرْمَةً وَ مَوَدَّةً وَ انْقِطَاعاً فَأَسْأَلُكَ بِحُرْمَةِ رَسُولِ اللَّهِ وَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا أَخْبَرْتَنِي أَنْتَ الْإِمَامُ الَّذِي فَرَضَ اللَّهُ طَاعَتَهُ عَلَى خَلْقِهِ قَالَ، فَقَالَ يَا أَبَا خَالِدٍ حَلَفْتَنِي بِالْعَظِيمِ،[۱۷۶] الْإِمَامُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (ع) عَلَيَّ وَ عَلَيْكَ وَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَأَقْبَلَ أَبُو خَالِدٍ لَمَّا أَنْ سَمِعَ مَا قَالَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِيَّةِ جَاءَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَأُخْبِرَ أَنَّ أَبَا خَالِدٍ بِالْبَابِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ دَنَا مِنْهُ، قَالَ مَرْحَباً بِكَ يَا كَنْكَرُ مَا كُنْتَ لَنَا بِزَائِرٍ مَا بَدَا لَكَ فِينَا فَخَرَّ أَبُو خَالِدٍ سَاجِداً شَاكِراً لِلَّهِ تَعَالَى مِمَّا سَمِعَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يُمِتْنِي حَتَّى عَرَفْتُ إِمَامِي، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ وَ كَيْفَ

[۱۷۶] رجال الکشی، ص: ۱۲۱

عَرَفْتَ إِمَامَکَ یَا أَبَا خَالِد قَالَ إِنَّکَ دَعَوْتَنِی بِاسْمِیَ الَّذِی سَمَّتْنِی أُمِّی الَّتِی وَلَدَتْنِی، وَ قَدْ کُنْتُ فِی عَمْیَاءَ مِنْ أَمْرِی وَ لَقَدْ خَدَمْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَنَفِیَّة عُمُراً مِنْ عُمُرِی وَ لَا أَشُکُّ إِلَّا وَ أَنَّهُ إِمَامٌ، حَتَّی إِذَا کَانَ قَرِیباً سَأَلْتُهُ بِحُرْمَةِ اللَّهِ وَ بِحُرْمَةِ رَسُولِهِ وَ بِحُرْمَةِ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ فَأَرْشَدَنِی إِلَیْکَ وَ قَالَ هُوَ الْإِمَامُ عَلَیَّ وَ عَلَیْکَ وَ عَلَی خَلْقِ اللَّهِ کُلِّهِمْ، ثُمَّ أَذِنْتَ لِی فَجِئْتُ فَدَنَوْتُ مِنْکَ سَمَّیْتَنِی بِاسْمِیَ الَّذِی سَمَّتْنِی أُمِّی فَعَلِمْتُ أَنَّکَ الْإِمَامُ الَّذِی فَرَضَ اللَّهُ طَاعَتَهُ عَلَیَّ وَ عَلَی کُلِّ مُسْلِمٍ. ابْنُ مِهْرَانَ وَ الْحَسَنُ وَ أَبُوهُ کُلُّهُمْ کَذَا رَوَی.

ابو بصیر نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ ابو خالد کابلی ایک عرصہ تک محمد بن حنفیہؒ کی خدمت میں رہا اور انکی امامت کا یقین رکھتا تھا یہاں تک کہ ایک دن ان کے پاس آیا اور عرض کی میں آپ پر قربان جاوں میں آپ کا خادم ہوں اور میری آپ کے ہاں جو کچھ عزت ہے میں آپ کو رسول اکرم ﷺ اور امیر المومنینؑ کی عزت کی قسم دیکر کہتا ہوں بتایئے کہ آپ وہ امام ہیں جن کی اللہ نے اپنی مخلوق پر اطاعت فرض کی ہے ؟ تو انہوں نے جواب دیا؛ اے ابو خالد ! تو نے مجھے بڑی عظیم قسم دی ہے میرے تیرے اور تمام مسلمانوں کے امام تو امام سجاد ہیں جب ابو خالد رے محمد بن حنفیہؒ سے یہ بات سنی تو امام سجاد کی خدمت میں حاضر ہوئے جب اس نے اذن حضور مانگا تو آپ کو خبر دی گئی کہ ابو خالد دروازے پر ہے آپ نے اجازت دی اور جب وہ قربت ہوئے تو فرمایا خوش آمدید کنکر تو ہمارے پاس کبھی نہیں آتا تھا کیسے آنا ہوا؟ تو ابو خالد امام کی بات سن کر خدا کے سجدے میں گر گئے اور کہا الحمد للہ ، جس نے مجھے مرنے سے پہلے میرے امام کی معرفت عطا فرمائی۔

تو امام نے فرمایا اے ابو خالد تو نے اپنے امام کو کیسے پہچانا ؟ تو اس نے عرض کی مولا آپ نے مجھے اس نام سے پکارا جو میرے ماں نے رکھا اور میں اس امر ولایت کے متعلق بے بصیرت تھا

اور میں نے ایک عرصہ تک محمد بن حنفیہؓ کی خدمت کی اور میں انہیں امام سمجھتا رہا، یہاں تک کہ جب مجھے ان کا قرب نصیب ہوا تو میں نے ان سے خدا و رسول اکرم اور امیر المومنین کی حرمت کا واسطہ دیکر سوال کیا تو انہوں نے مجھے رہنمائی فرمائی کہ میرے اور تیرے اور تمام مخلوق کے امام علی سجاد ہیں پھر میں نے آپ سے اذن حضور طلب کیا تو آپ نے مجھے میرے اصلی نام سے پکارا تو مجھے یقین ہو گیا کہ خدا کے بنائے ہوئے امام آپ ہی ہیں، اور ابن مہران و حسن اور اس کے والد نے بھی اس طرح روایت کی۔

۱۹۳ وَ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ: قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ الْكِنَانِيِّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: خَدَمَ أَبُو خَالِدٍ الْكَابُلِيُّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ (ع) دَهْراً مِنْ عُمُرِهِ، ثُمَّ إِنَّهُ أَرَادَ[۱۷۷] أَنْ يَنْصَرِفَ إِلَى أَهْلِهِ فَأَتَى عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ (ع) فَشَكَا إِلَيْهِ شِدَّةَ شَوْقِهِ إِلَى وَالِدَيْهِ، فَقَالَ يَا أَبَا خَالِدٍ يَقْدَمُ غَداً رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ لَهُ قَدْرٌ وَ مَالٌ كَثِيرٌ، وَ قَدْ أَصَابَ بِنْتاً لَهُ عَارِضٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، وَ يُرِيدُونَ أَنْ يَطْلُبُوا مُعَالِجاً يُعَالِجُهَا، فَإِذَا أَنْتَ سَمِعْتَ قُدُومَهُ: فَأْتِهِ وَ قُلْ لَهُ أَنَا أُعَالِجُهَا لَكَ عَلَى أَنِّي أَشْتَرِطُ عَلَيْكَ أَنِّي أُعَالِجُهَا عَلَى دِيَتِهَا عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ، فَلَا تَطْمَئِنَّ إِلَيْهِمْ وَ سَيُعْطُونَكَ مَا تَطْلُبُ مِنْهُمْ، فَلَمَّا أَصْبَحُوا قَدِمَ الرَّجُلُ وَ مَنْ مَعَهُ وَ كَانَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَاءِ أَهْلِ الشَّامِ فِي الْمَالِ وَ الْمَقْدُرَةِ، فَقَالَ أَ مَا مِنْ مُعَالِجٍ يُعَالِجُ بِنْتَ هَذَا الرَّجُلِ فَقَالَ لَهُ أَبُو خَالِدٍ أَنَا أُعَالِجُهَا عَلَى عَشَرَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ فَإِنْ أَنْتُمْ

---

[۱۷۷] رجال الکشی، ص: ۱۲۲

وَفَيْتُمْ وَفَيْتُ لَكُمْ عَلَى أَلَّا يَعُودَ إِلَيْهَا أَبَداً فَشَرَطُوا أَنْ يُعْطُوهُ عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّهُمْ سَيَغْدِرُونَ بِكَ وَ لَا يَفُونَ لَكَ، انْطَلِقْ يَا أَبَا خَالِدٍ فَخُذْ بِأُذُنِ الْجَارِيَةِ الْيُسْرَى ثُمَّ قُلْ يَا خَبِيثُ يَقُولُ لَكَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ اخْرُجْ مِنْ هَذِهِ الْجَارِيَةِ وَ لَا تَعُدْ! فَفَعَلَ أَبُو خَالِدٍ مَا أَمَرَهُ وَ خَرَجَ مِنْهَا فَأَفَاقَتِ الْجَارِيَةُ، فَطَلَبَ أَبُو خَالِدٍ الَّذِي شَرَطُوا لَهُ فَلَمْ يُعْطُوهُ، فَرَجَعَ مُغْتَمّاً كَئِيباً، قَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (ع) مَا لِي أَرَاكَ كَئِيباً يَا أَبَا خَالِدٍ أَ لَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّهُمْ يَغْدِرُونَ بِكَ دَعْهُمْ فَإِنَّهُمْ سَيَعُودُونَ إِلَيْكَ، فَإِذَا لَقُوكَ فَقُلْ لَهُمْ لَسْتُ أُعَالِجُهَا حَتَّى تَضَعُوا الْمَالَ عَلَى يَدَيْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) فَإِنَّهُ لِي وَ لَكُمْ ثِقَةٌ، فَرَضُوا وَ وَضَعُوا الْمَالَ عَلَى يَدَيْ عَلِيِّ بْنِ[۱۷۸] الْحُسَيْنِ فَرَجَعَ أَبُو خَالِدٍ إِلَى الْجَارِيَةِ وَ أَخَذَ بِأُذُنِهَا الْيُسْرَى ثُمَّ قَالَ يَا خَبِيثُ يَقُولُ لَكَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (ع) اخْرُجْ مِنْ هَذِهِ الْجَارِيَةِ وَ لَا تَعَرَّضْ لَهَا إِلَّا بِسَبِيلِ خَيْرٍ فَإِنَّكَ إِنْ عُدْتَ أَحْرَقْتُكَ بِنَارِ اللَّهِ الْمُوقَدَةِ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ، فَخَرَجَ مِنْهَا وَ لَمْ يَعُدْ إِلَيْهَا، وَ دَفَعَ الْمَالَ إِلَى أَبِي خَالِدٍ فَخَرَجَ إِلَى بِلَادِهِ.

ابو صباح کنانی نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ ابو خالد کابلی نے ایک عرصہ امام سجادؑ کی خدمت کی اور ایک دفعہ امام کی خدمت میں آئے اور آپ سے عرض کی کہ آپ مجھے اجازت دیں میں اپنے وطن واپس جانا چاہتا ہوں کیونکہ میرے ماں باپ بوڑھے ہیں میں انکی خدمت کرنا چاہتا

---

[۱۷۸] رجال الکشی، ص: ۱۲۳

ہوں ،امام نے فرمایا کل ایک شخص شام سے آئے گا اس کے ساتھ اس کی بیمار بیٹی ہوگی جس پر آسیب کا سایہ ہوگا اور لڑکی کا والد کافی دولت مند ہے وہ اس کے علاج کے لیے معالج کی تلاش میں ہے جب تو ان کی آمد کا سنے تو اس کے پاس جا اور اس سے کہنا میں اس کا علاج کرتا ہوں بشرطیکہ ۱۰ہزار درہم مجھے دے ان پر اعتماد نہ کرنا بہرحال وہ تجھے تیرا مطالبہ دیں گے صبح سویرے قافلہ پہنچ گیا وہ ایک مال دار اور ثروت مند شامی باشندہ تھا اس نے کہا کون میری بیٹی کا علاج کرے گا ؟ تو ابو خالد نے کہا میں دس ہزار درہم کی شرط پر علاج کروں گا اگر تم اس شرط کو پورا کرو تو پھر یہ بیماری اسے کبھی نہیں ہوگی تو انہوں نے شرط قبول کی ابو خالد نے امام کو خبر دی آپ نے فرمایا مجھے علم ہے یہ تیرے ساتھ دھوکہ کریں گے اور شرط پوری نہیں کریں گے بہرحال ابو خالد تو اس لڑکی کا بایاں کان پکڑ کر اس میں کہہ دے اے خبیث ! تجھے امام سجاد فرماتے ہیں کہ اس لڑکی کو چھوڑ اور اس کی طرف لوٹ کر نہ آ ،ابو خالد نے ایسا ہی کیا وہ لڑکی ہوش میں آ گئی مگر انہوں نے شرط پوری نہ کی تو ابو خالد پریشان و غمگیں ہو کر امام کے پاس حاضر ہوئے آپ نے اس کے پریشان و غمگیں ہونے کی وجہ پوچھی ؟ ابو خالد نے قصہ سنایا ، آپ نے فرمایا ؛ میں نے پہلے ہی تجھے ان کی غداری اور دھوکے کی خبر دی تھی ان کو چھوڑ دیجیے وہ خود تیرے پاس آئیں گے جب تجھے ملیں تو کہنا میں اس کا علاج کرتا ہوں مگر پہلے رقم امام سجاد کے پاس رکھو وہ میرے اور تمہارے درمیان امین ہیں ،وہ لوٹ کر ابو خالد کے پاس آئے اور ان سے علاج کی درخواست کی انہوں نے رقم امام کے پاس جمع کرانے کی شرط رکھی تو امام نے اسے پھر مذکورہ عمل کرنے کی تلقین کی اس نے لڑکی کا بایاں کان پکڑ کر اس میں کہہ دے اے خبیث ! تجھے امام سجاد فرماتے ہیں کہ اس لڑکی کو چھوڑ اور اس سے سوائے خیر کے متعرض نہ ہو اگر تو لوٹا تو خدا کی جلائی ہوئی آگ سے جلادوں گا جو دلوں تک پہنچ جاتی ہے ، الفاظ کہنے تھے کہ لڑکی دوبارہ صحت یاب ہو گئی اور امام نے مال ابو خالد کے سپرد کر دیا اور وہ اپنے وطن واپس چلا گیا۔

یحییٰ ابن اُمِّ طویل

۱۹۴ مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عِيسَى، عَنْ صَفْوَانَ، عَمَّنْ سَمِعَهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ ارْتَدَّ النَّاسُ بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ (ع) إِلَّا ثَلَاثَةً أَبُو خَالِدٍ الْكَابُلِيُّ وَ يَحْيَى ابْنُ أُمِّ الطَّوِيلِ وَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ لَحِقُوا وَ كَثُرُوا.وَ رَوَى يُونُسُ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّيَّارِ، مِثْلَهُ وَ زَادَ فِيهِ وَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ.

صفوان نے ایک شخص کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد سب لوگ مرتد ہوگئے سوائے تین افراد کے ؛وہ ابو خالد کابلی ، یحییٰ بن ام طویل اور جبیر بن مطعم تھے پھر دیگر لوگ ان کے ساتھ ملحق ہوئے اور بہت زیادہ ہوگئے اور یونس نے حمزہ بن محمد طیار سے اسی طرح روایت کی اور اس میں جابر بن عبداللہ انصاریؓ کو بھی ان تین کے ساتھ شمار کیا۔

۱۹۵ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْآدَمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ النَّوْفَلِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْمِقْدَامِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْأَوَّلِ (ع) قَالَ أَمَّا يَحْيَى ابْنُ أُمِّ الطَّوِيلِ: فَكَانَ يَظْهَرُ الْفُتُوَّةَ، وَ كَانَ إِذَا مَشَى فِي الطَّرِيقِ وَضَعَ الْخَلُوقَ عَلَى رَأْسِهِ وَ يَمْضَغُ اللُّبَانَ وَ يُطَوِّلُ ذَيْلَهُ، وَ طَلَبَهُ

الْحَجَّاجُ فَقَالَ تَلْعَنُ أَبَا تُرَابٍ وَ أَمَرَ بِقَطْعِ يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ وَ قَتَلَهُ، أَمَّا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ[۱۷۹]:فَنَجَا وَ ذَلِکَ أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِقَوْلِ الْعَامَّةِ وَ كَانَ آخِرَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) فَنَجَا، وَ أَمَّا أَبُو خَالِدٍ الْكَابُلِيُّ: فَهَرَبَ إِلَى مَكَّةَ وَ أَخْفَى نَفْسَهُ فَنَجَا، وَ أَمَّا عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ: فَكَانَتْ لَهُ يَدٌ عِنْدَ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ مَرْوَانَ فَلَهِيَ عَنْهُ، وَ أَمَّا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ: فَكَانَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) فَلَمْ يَتَعَرَّضْ لَهُ وَ كَانَ شَيْخاً قَدْ أَسَنَّ، وَ أَمَّا أَبُو حَمْزَةَ الثُّمَالِيُّ وَ فُرَاتُ بْنُ أَحْنَفَ: فَبَقُوا إِلَى أَيَّامِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ بَقِيَ أَبُو حَمْزَةَ إِلَى أَيَّامِ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ (ع).

عمرو بن ابی مقدام نے ابو جعفر اولؑ سے روایت کی یحییٰ بن ام طویل جوانی کو ظاہر کرتا تھا اور جب راہ چلتا تھا تو سر پر خلوق نامی خوشبو لگاتا اور کندر چباتا تھا اور لمبے کپڑے پہنتا تھا اسے حجاج نے بلا کر کہا ابو تراب پر لعنت کر لیکن انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا تو اس نے ان کے ہاتھ پاوں کٹوا دیے اور پھر انہیں قتل کرا دیا اور سعید بن مسیب چونکہ عامہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیتا تھا اس لیے بچ گیا اور اصحاب پیامبرؐ میں آخری شخص تھا اس لیے بچ گیا، اور ابو خالد کابلی مکہ کی طرف بھاگ گیا اور چھپ کر جان بچائی اور عامر بن واثلہ کی عبدالملک بن مروان تک رسائی تھی اس لیے حجاج اس سے متعرض نہیں ہوا اور جابر بن عبداللہ انصاری اصحاب پیامبرؐ میں سے تھا اس لیے بچ گیا، اور ان کی عمر بھی بہت زیادہ تھی (وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے)، اور ابو حمزہ ثمالی اور فرات بن احنف امام صادقؑ کے زمانے تک باقی رہے بلکہ ابو حمزہ ثمالی تو امام کاظمؑ کے زمانے میں بھی تھا۔

---

[۱۷۹] رجال الکشی، ص: ۱۲۴

قاسم بن عوف

۱۹۶ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَیْبَةَ النَّیْسَابُورِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَبْدِ اللَّه جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّازِیُّ الْخَوارِیُّ مِنْ قَرْیَة أشناباذ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِد أَظُنُّهُ الْبَرْقِیَّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَان، عَنْ زِیَادِ بْنِ الْمُنْذِرِ أَبِی الْجَارُود، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَوْف، قَالَ کُنْتُ أَتَرَدَّدُ بَیْنَ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ وَ بَیْنَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّة وَ کُنْتُ آتِی هَذَا مَرَّةً وَ هَذَا مَرَّةً، قَالَ، وَ لَقِیتُ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ، قَالَ، فَقَالَ لِی یَا هَذَا إِیَّاکَ أَنْ تَأْتِیَ أَهْلَ الْعِرَاقِ فَتُخْبِرَهُمْ أَنَّا اسْتَوْدَعْنَاکَ عِلْماً فَإِنَّا وَ اللَّه مَا فَعَلْنَا ذَلِکَ، وَ إِیَّاکَ أَنْ تَتَرَایَسَ بِنَا فَیَضَعَکَ اللَّهُ، وَ إِیَّاکَ أَنْ تَسْتَأْکِلَ بِنَا فَیَزِیدَکَ اللَّهُ فَقْراً، وَ اعْلَمْ أَنَّکَ إِنْ تَکُنْ ذَنَباً فِی الْخَیْرِ خَیْرٌ لَکَ مِنْ أَنْ تَکُونَ رَأْساً فِی الشَّرِّ، وَ اعْلَمْ أَنَّهُ مَنْ یُحَدِّثْ عَنَّا بِحَدِیث سَأَلْنَاهُ یَوْماً فَإِنْ حَدَّثَ صِدْقاً کَتَبَهُ اللَّهُ[180] صِدِّیقاً وَ إِنْ حَدَّثَ وَ کَذَبَ کَتَبَهُ اللَّهُ کَذَّاباً، وَ إِیَّاکَ أَنْ تَشُدَّ رَاحِلَةً تَرْحَلُهَا فَإِنَّمَا هَاهُنَا یُطْلَبُ الْعِلْمُ حَتَّی یَمْضِیَ لَکُمْ بَعْدَ مَوْتِی سَبْعُ حِجَجٍ، ثُمَّ یَبْعَثُ اللَّهُ لَکُمْ غُلَاماً مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ (ع) یَنْبُتُ الْحِکْمَةُ فِی

---

[180] رجال الکشی، ص: ۱۲۵

صَدْرِهِ كَمَا يُنْبِتُ الطَّلُّ الزَّرْعَ، قَالَ، فَلَمَّا مَضَى عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا) حَسَبْنَا الْأَيَّامَ وَ الْجُمَعَ وَ الشُّهُورَ وَ السِّنِينَ، فَمَا زَادَتْ يَوْماً وَ لَا نَقَصَتْ حَتَّى تَكَلَّمَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ) بَاقِرُ الْعِلْمِ.

قاسم بن عوف کا بیان ہے کہ میں امام سجادؑ اور محمد بن حنفیہؒ کے مابین متردد تھا دونوں کے پاس آتا جاتا تھا میں جب امام کے پاس حاضر ہوا، آپ نے فرمایا؛ ارے اہل عراق کے پاس جا کر مت بتانا کہ ہم نے تجھے علم عطا کیا ہے خدا کی قسم ہم نے ایسا نہیں کیا اور ہم سے آگے نہ بڑھنا و گرنہ خدا تجھے ذلیل کرے گا، اور ہمارے علوم کو کاروبار نہ بنانا و گرنہ خدا تیرے فقر کو اور بڑھا دے گا یاد رکھ اگر تو نیکی میں کوئی گناہ کر بیٹھے تو تیرے لیے شر و برائی کا رئیس ہونے سے بہتر ہے یاد رکھ جو ہم سے کوئی حدیث نقل کرے گا ہم اس سے ایک دن پوچھیں گے اگر اس نے سچ کہا ہو گا تو خدا اسے صدیقین و سچوں میں لکھ دے گا اور اگر اس نے جھوٹ بولا ہو گا تو خدا اسے جھوٹوں میں لکھ دے گا اور مت سواری تیار کر کے نکل پڑنا بلکہ یہاں علم کی محافل میرے مرنے کے ۷ سال بعد لگیں گی پھر خدا ہمارے پاس اولاد فاطمہ میں سے ایک جوان کو بھیجے گا جس کے سینہ میں حکمت ایسے جلوہ افروز ہو گی جیسے موسم بہار میں سبزہ و پھول نکھرتے ہیں ،راوی کہتا ہے امام سجاد چل بسے اور ہم نے دن ہفتے مہینے اور سال شمار کرنا شروع کیے ایک دن بھی کم و زیادہ نہیں ہوا کہ امام باقر علم کے چشمے شگافت کرنے کے لیے مسند درس پر بیٹھ گئے۔

مُخْتار بن اِبی عُبَیدَہ

۱۹۷ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی عَنْ یَعْقُوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْمُثَنَّى، عَنْ سَدِیرٍ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ لَا تَسُبُّوا الْمُخْتَارَ فَإِنَّهُ قَتَلَ قَتَلَتَنَا وَ طَلَبَ بِثَارِنَا وَ زَوَّجَ أَرَامِلَنَا وَ قَسَمَ فِینَا الْمَالَ عَلَى الْعُسْرَةِ.

سدیر نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا مختار کو گالی مت دو کیونکہ اس نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا اور ہمارے خون کا بدلہ لیا اور ہماری بیوگان کی شادیاں کرائیں اور ہمارے مشکلات کے زمانے میں ہم میں مال تقسیم کیا۔

۱۹۸ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَ عُثْمَانُ بْنُ حَامِدٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَزْدَادَ الرَّازِیُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَخْرَفِ، عَنْ حَبِیبٍ الْخَثْعَمِیِّ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ كَانَ الْمُخْتَارُ یَكْذِبُ عَلَى عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ (ع).

حبیب خثعمی نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ مختار امام سجاد پر جھوٹ بولتا تھا۔

۱۹۹ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَ عُثْمَانُ بْنُ حَامِدٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَزْدَادَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ یَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَرِیكٍ، قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَبِی جَعْفَرٍ (ع) یَوْمَ النَّحْرِ وَ هُوَ مُتَّكِئٌ وَ قَدْ

أُرْسِلَ[۱۸۱] إِلَى الْحَلَّاقِ، فَقَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَتَنَاوَلَ يَدَهُ لِيُقَبِّلَهَا فَمَنَعَهُ، ثُمَّ قَالَ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا أَبُو الْحَكَمِ بْنُ الْمُخْتَارِ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الثَّقَفِيُّ، وَ كَانَ مُتَبَاعِداً مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فَمَدَّ يَدَهُ إِلَيْهِ حَتَّى كَادَ يُقْعِدُهُ فِي حَجْرِهِ بَعْدَ مَنْعِهِ يَدَهُ، ثُمَّ قَالَ أَصْلَحَكَ اللَّهُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ أَكْثَرُوا فِي أَبِي وَ قَالُوا وَ الْقَوْلُ وَ اللَّهِ قَوْلُكَ قَالَ وَ أَيُّ شَيْءٍ يَقُولُونَ قَالَ يَقُولُونَ كَذَّابٌ، وَ لَا تَأْمُرُنِي بِشَيْءٍ إِلَّا قَبِلْتُهُ، فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ أَخْبَرَنِي أَبِي وَ اللَّهِ إِنَّ مَهْرَ أُمِّي كَانَ مِمَّا بَعَثَ بِهِ الْمُخْتَارُ أَ وَ لَمْ يَبْنِ دُورَنَا وَ قَتَلَ قَاتِلَنَا وَ طَلَبَ بِدِمَائِنَا فَرَحِمَهُ اللَّهُ، وَ أَخْبَرَنِي وَ اللَّهِ أَبِي أَنَّهُ كَانَ لَيَمُرُّ عِنْدَ فَاطِمَةَ بِنْتِ عَلِيٍّ يُمَهِّدُهَا الْفِرَاشَ وَ يُثْنِي لَهَا الْوَسَائِدَ وَ مِنْهَا أَصَابَ الْحَدِيثَ، رَحِمَ اللَّهُ أَبَاكَ رَحِمَ اللَّهُ أَبَاكَ مَا تَرَكَ لَنَا حَقّاً عِنْدَ أَحَدٍ إِلَّا طَلَبَهُ قَتَلَ قَتَلَتَنَا وَ طَلَبَ بِدِمَائِنَا.

عبداللہ بن شریک کا بیان ہے کہ ہم امام باقرؑ کے پاس قربانی والے دن حاضر تھے آپ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور سر مونڈھنے والے کے انتظار میں تھے میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا اچانک ایک کوفی حاضر ہوا اس نے آپ کا ہاتھ چومنا چاہا آپ نے اسے روک دیا پھر فرمایا ؛ تو کون ہے ؟ اس نے کہا ابو الحکم ابن مختار بن ابی عبیدہ ثقفی ، وہ امام سے دور بیٹھا تھا امام نے پہلے تو اسے ہاتھ نہیں چومنے دیا تھا اب سے ہاتھ سے کھینچ کر اسے اپنی گود میں بٹھایا پھر اس نے عرض کی ؛ خدا آپ کا بھلا کرے لوگ میرے باپ کے متعلق بہت کچھ کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب آپ نے فرمایا ہے ، آپ نے پوچھا کیا کہتے ہیں ؟ اس نے عرض کی کہتے ہیں کہ وہ کذاب اور جھوٹا تھا ، اب آپ جو فرمائیں وہی قبول ہے ، آپ نے فرمایا ؛ سبحان اللہ میرے والد

---

[۱۸۱] رجال الکشی، ص: ۱۲۶

نے مجھے خبر دی کہ میری ماں کا حق مہر اس مال سے ادا ہوا جو مختار نے بھیجا تھا کیا مختار نے ہمارے گھر تعمیر نہیں کرائے، ہمارے قاتلوں کو قتل نہیں کیا، ہمارے خون کا بدلہ نہیں لیا ،خدااس پر رحم کرے خدا کی قسم مجھے والد گرامی نے خبر دی کہ مختار فاطمہ بنت علی کے پاس سے گزرتے تھے تو ان کے لیے بستر بچھاتے تکیہ لگاتے اور ان سے حدیث سنتے تھے ,خدا تیرے باپ پر رحم کرے، خدا تیرے باپ پر رحم کرے اس نے ہمارا حق کسی کے پاس نہیں چھوڑا مگر اس کو طلب کیااور ہمارے قاتلوں کو قتل کیااور ہمارے خون کا بدلہ لیا۔

۲۰۰-جبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي الْعُبَيْدِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ كَتَبَ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) وَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِهَدَايَا مِنَ الْعِرَاقِ، فَلَمَّا وَقَفُوا عَلَى بَابِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ دَخَلَ الْآذِنُ يَسْتَأْذِنُ لَهُمْ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُهُ فَقَالَ أَمِيطُوا عَنْ بَابِي فَإِنِّي لَا أَقْبَلُ هَدَايَا الْكَذَّابِينَ وَ لَا أَقْرَأُ كُتُبَهُمْ، فَمَحَوُا الْعُنْوَانَ وَ كَتَبُوا الْمَهْدِيَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَ اللَّهِ لَقَدْ كَتَبَ إِلَيْهِ[۱۸۲] بِكِتَابٍ مَا أَعْطَاهُ فِيهِ شَيْئاً إِنَّمَا كَتَبَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ خَيْرِ مَنْ طَشَى وَ مَشَى، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ فَقُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ (ع) أَمَّا الْمَشْيُ فَأَنَا أَعْرِفُهُ فَأَيُّ شَيْءٍ الطَّشْيُ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) الْحَيَاةُ.

یونس بن یعقوب نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ مختار نے امام سجاد کو خط لکھااور آپ کے لیے عراق سے ہدایا بھیجے جب اس کے فرستادہ امام سجاد کے دروازے پر پہنچے اجازت طلب کرنے والے نے ان کے لیے اجازت طلب کی تو آپ کے نمائندے نے کہا امام نے فرمایا ہے

---

[۱۸۲] رجال الکشی، ص: ۱۲۷

، میرے دروازے سے دور ہو جائے ہم جھوٹوں کے ہدایا قبول نہیں کرتے اور نہ ہی ان کے خطوط پڑھتے ہیں تو انہوں نے عنوان مٹادیا اور لکھا مہدی محمد بن علی، یہ ہدیہ محمد حنفیہؒ بن علی کے نام ہے، امام باقرؑ نے فرمایا خدا کی قسم انکی طرف اس نے جو بھی خط لکھا اس میں کچھ نہ کچھ عطا بھیجی اور اس میں لکھا؛ اے فرزند بہترین زندہ و متحرک، ابو بصیر نے ابو جعفرؑ سے عرض کی؛ مولا میں ماشی کا معنی جانتا ہوں مگر طشی کا معنی کیا ہے فرمایا زندگی۔

۲۰۱ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْعُبَيْدِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ أَسْبَاطٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَمَّادٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَزَوَّرٍ، عَنِ الْأَصْبَغِ، قَالَ رَأَيْتُ الْمُخْتَارَ عَلَى فَخِذِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) وَ هُوَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَ يَقُولُ يَا كَيِّسُ يَا كَيِّسُ. اصبغ نے بیان کیا میں نے مختار کو امام امیر المومنینؑ کی ران پر دیکھا، آپ اس کے سر کو مسح کرتے تھے اور فرماتے؛ اے ذہین اے ہوشمند۔

۲۰۲ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخُتَّلِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُوفِيُّ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ، عَنْ جَارُودِ بْنِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ مَا امْتَشَطَتْ فِينَا هَاشِمِيَّةٌ وَ لَا اخْتَضَبَتْ حَتَّى بَعَثَ إِلَيْنَا الْمُخْتَارُ بِرُءُوسِ الَّذِينَ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ (ع). جارود بن منذر نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا؛ ہم میں کسی ہاشمی عورت نے نہ کنگھی کی اور نہ مہندی لگائی یہاں تک کہ ہمارے پاس مختار نے ان لوگوں کے سر بھیجے جنہوں نے امام حسینؑ کو شہید کیا۔

۲۰۳ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي عَلِيٍّ الْخُزَاعِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْعَمْرِيُّ الْمَكِّيُّ، قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ

عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ، قَالَ حَدَّثَنِی عُمَرُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ، أَنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ (ع) لَمَّا أُتِیَ بِرَأْسِ عُبَیْدِ اللَّهِ بْنِ زِیَادٍ وَ رَأْسِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ فَخَرَّ سَاجِداً وَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِی أَدْرَکَ لِی ثَارِی مِنْ أَعْدَائِی، وَ جَزَی اللَّهُ الْمُخْتَارَ خَیْراً.

عمر بن امام سجادؑ نے روایت کی کہ جب عبیداللہ بن زیاد اور عمر بن سعد کا سر امام سجادؑ کے پاس لایا گیا، تو سجدے کیا اور فرمایا؛ خدا کا حمد ہے جس نے ہمارے لیے ہمارے دشمنوں سے ہمارے خون کا بدلہ لیا اور خدا مختار کو بہترین جزاء دے۔

۲۰۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ أَبِی عَلِیٍّ الْخُزَاعِیُّ، قَالَ خَالِدُ[۱۸۳] بْنُ یَزِیدَ الْعَمْرِیُّ، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ زَیْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِیٍّ، إِنَّ الْمُخْتَارَ أَرْسَلَ إِلَی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ (ع) بِعِشْرِینَ أَلْفَ دِینَارٍ، فَقَبِلَهَا وَ بَنَا بِهَا دَارَ عَقِیلِ بْنِ أَبِی طَالِبٍ وَ دَارَهُمُ الَّتِی هُدِمَتْ، قَالَ، ثُمَّ إِنَّهُ بَعَثَ إِلَیْهِ بِأَرْبَعِینَ أَلْفَ دِینَارٍ بَعْدَ مَا أَظْهَرَ الْکَلَامَ الَّذِی أَظْهَرَهُ، فَرَدَّهَا وَ لَمْ یَقْبَلْهَا. عمر بن امام سجادؑ نے روایت کی کہ مختار نے امام سجادؑ کے پاس ۲۰ ہزار دینار بھیجے تو آپ نے وہ قبول فرمائے اور ان کے ساتھ عقیل بن ابی طالب کا گھر اور ان کے وہ گھر بنائے جو گرا دیئے گئے تھے پھر اس نے امام کے پاس ۴۰ ہزار دینار اس کے بعد بھیجے جب اس کے مخصوص نظریات ظاہر ہو چکے تھے تو آپ نے وہ لوٹا دیئے اور قبول نہیں کیے۔

و المختار هو الذی دعا الناس إلی محمد بن علی بن أبی طالب ابن الحنفیة، و سموا الکیسانیة و هم المختاریة و کان لقبه کیسان، و لقب

[۱۸۳] رجال الکشی، ص: ۱۲۸

بكيسان لصاحب شرطه المكنى أبا عمرة و كان اسمه كيسان، و قيل إنه سمى كيسان بكيسان مولى على بن أبى طالب (ع) و هو الذى حمله على الطلب بدم الحسين (ع) و دله على قتلته و كان صاحب سره و الغالب على أمره، و كان لا يبلغه عن رجل من أعداء الحسين (ع) أنه فى دار أو فى موضع إلا قصده فهدم الدار بأسرها و قتل كل من فيها من ذى روح، و كل دار بالكوفة خراب فهى مما هدمها، و أهل الكوفة يضربون بها المثل، فإذا افتقر إنسان قالوا دخل أبو عمرة بيته، حتى قال فيه الشاعر:

إبليس بما فيه خير من أبى عمرة　　　يغويك و يطغيك و لا يطغيك كسره

مختار وہ ہے جس نے لوگوں کو محمد بن حنفیہؒ کی طرف بلایا اور ان کا نام کیسانیہ رکھا گیا وہ مختاریہ ہیں اور اس کا لقب کیسان تھا اور ان کا لقب کیسان اس لیے تھا کہ ان کا سپاہی جس کی کنیت ابو عمرہ تھی اس کا نام کیسان تھا اور ایک قول ہے کہ اسے کیسان اس لیے کہا گیا کہ امام علی کے غلام کا نام کیسان تھا اور اسی نے مختار کو امام حسین کے خون کا بدلہ لینے پر ابھارا اور آپ کے قاتلین کی نشان دہی کی اور وہ ان کا ہم راز تھا اور اس کے امور پر غلبہ رکھتا تھا اور اسے دشمنان امام حسین میں سے کسی کے بارے میں خبر نہیں ملتی تھی کہ وہ کسی گھر یا جگہ میں ہے مگر اس کو پا لیتے تو ان تمام کے گھر گرا دیئے اور ان میں سے ہر ذی روح کو قتل کر دیا اور کوفہ میں ان کے تمام گھر گرا دیے اور اہل کوفہ اس کی مثال دیا کرتے تھے پس جب کوئی شخص فقیر ہو جاتا تو کہتے اس گھر میں ابو عمرہ داخل ہوا ہے یہاں تک کہ شاعر نے بھی اسے اپنے کلام میں ذکر کیا؛

ابلیس اپنی برائی کے باوجود ابو عمرہ کی نسبت بہتر ہے، شیطان تجھے گمراہ کرتا ہے اور تجاوز کرتا ہے لیکن اس کا تجاوز تیری کمر نہیں توڑتی۔

شُعیب خادم امام سجادؑ

۲۰۵ حَدَّثَنی أَبُو الْحَسَنِ عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ التَّفْلِیسیُّ، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ سَعِیدٍ ابْنُ أَخِی سَهْلِ بْنِ زِیَادٍ الْآدَمِیِّ، عَمَّنْ ذَکَرَه، عَنْ یُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ دَاوُدَ الرَّقِّیِّ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) قَالَ: شُعَیْبٌ مَوْلَی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ ؑ [184] وَ کَانَ فِیمَا عَلِمْنَاهُ خِیَاراً.

داود رقی نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ شعیب امام سجاد کا خادم تھا اور جہاں تک ہمیں علم ہے وہ بہترین شخص تھا۔

عبداللہ بَرقی

۲۰۶ وَجَدْتُ فِی کِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّیِّ بِخَطِّه. حَدَّثَنی عَلِیُّ بْنُ إِبْرَاهِیمَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّه الْبَرْقِیِّ الْمَعْرُوفِ بِالسُّکَّرِیِّ، عَنْ أَبِیه، قَالَ سَأَلْتُ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ (ع) عَنِ النَّبِیذِ فَقَالَ قَدْ یَشْرَبُهُ قَوْمٌ وَ حَرَّمَهُ قَوْمٌ صَالِحُونَ، فَکَانَ شَهَادَةُ الَّذِینَ مَنَعُوا بِشَهَادَتِهِمْ شَهَوَاتِهِمْ أَوْلَی بِأَنْ تُقْبَلَ مِنَ الَّذِینَ جَرُّوا بِشَهَادَتِهِمْ شَهَوَاتِهِمْ. عبد الله البرقی هذا عامی، إلا أن هذا حدیث حسن قریب الإسناد.

[184] رجال الکشی، ص: ۱۲۹

حسین بن عبداللہ سکری نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ میں نے امام سجادؑ سے نبیذ کے بارے میں سوال کیا، فرمایا؛ ایک گروہ اسے پیتا ہے اور نیکوکار گروہ اسے حرام قرار دیتے ہیں پس ان لوگوں کی گواہی بہتر ہے جنہوں نے اپنی گواہیوں سے اپنی شہوتوں کو روکا ان کی نسبت جنہوں نے اپنی گواہیوں کو اپنی شہوتوں کے ذریعے تباہ کیا۔اور کشی فرماتے ہیں کہ یہ عبداللہ برقی سنی مذہب تھا مگر یہ حدیث حسن ہے اور اس کی سند قریب ہے۔

فرزدق شاعر مدافع اہل بیت[۱۸۵]

۲۰۷ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُجَاهِدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَكَرِيَّا بِالْبَصْرَةِ، قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَائِشَةَ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبِی، أَنَّ هِشَامَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ حَجَّ فِی خِلَافَةِ عَبْدِ الْمَلِكِ وَ الْوَلِيدِ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ مِنَ الزِّحَامِ، فَنُصِبَ لَهُ مِنْبَرٌ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَ أَطَافَ بِهِ أَهْلُ الشَّامِ، فَبَيْنَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَقْبَلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (ع) وَ عَلَيْهِ إِزَارٌ وَ رِدَاءٌ، مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ وَجْهاً وَ أَطْيَبِهِمْ رَائِحَةً بَيْنَ عَيْنَيْهِ سَجَّادَةٌ كَأَنَّهَا[۱۸۶] رُكْبَةُ عَنْزٍ، فَجَعَلَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَإِذَا بَلَغَ إِلَى مَوْضِعِ الْحَجَرِ تَنَحَّى النَّاسُ عَنْهُ حَتَّى يَسْتَلِمَهُ هَيْبَةً لَهُ وَ إِجْلَالًا، فَغَاظَ ذَلِكَ هِشَاماً، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يَا هِشَامُ مَنْ هَذَا الَّذِی قَدْ هَابَهُ النَّاسُ هَذِهِ الْهَيْبَةَ وَ أَفْرَجُوا لَهُ

۱۸۵ـ معجم رجال الحدیث، ص۲۷۶، نمبر ۹۳۳۴، رجال الشیخ، اصحاب امام سجاد، نمبر ۳، رجال کشی، نمبر ۶۱، رجال ابن داود، ص۱۵۱، نمبر ۱۱۹۰، رجال الکشی: ۲۰۷/۱۲۹، نقد الرجال، تفرشی؛ ج۴ ص۱۴ط موسسہ اہل بیت۔

۱۸۶ رجال الکشی، ص: ۱۳۰

عَنِ الْحَجَرِ فَقَالَ هِشَامٌ لَا أَعْرِفُهُ، لِئَلَّا يَرْغَبَ فِيهِ أَهْلُ الشَّامِ، فَقَالَ الْفَرَزْدَقُ وَ كَانَ حَاضِراً لَكِنِّي أَعْرِفُهُ، فَقَالَ الشَّامِيُّ مَنْ هَذَا يَا أَبَا فِرَاسٍ فَقَالَ:

محمد بن عائشہ نے بیان کیا کہ ہشام بن عبدالملک نے عبدالملک و ولید کے زمانے میں حج کی تو اس نے طواف کیا پس جب اس نے حجر اسود کا بوسہ لینا چاہا تو خلق خدا کے ہجوم کی وجہ سے وہ طواف نہ کر سکا تو اس کے لیے منبر لگا یا گیا تو وہ اس پر بیٹھ گیا اور اہل شام اس کے گرد جمع ہو گئے ،اسی وقت امام علی ابن حسینؑ تشریف لائے جبکہ آپ نے سادہ چادر اور دراء اوڑھی تھا خوبصورت نورانی چہرہ، میٹھی میٹھی خوشبو،پیشانی مبارک پہ کثرت سجود کا نشان تھا،توآپ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا پس جب حجر اسود کے مقام پر پہنچے تو لوگ اس سے دور ہو گئے یہاں تک کہ آپ نے اس کا بوسہ لیا یہ آپ کے احترام کی وجہ سے لوگوں نے کیا تو ایک شامی نے کہا ؛اے ہشام یہ کون ہے جس کی ہیبت سے لوگ منتشر ہو گئے اور وہ حجر اسود سے دور ہو گئے ؟ تو ہشام نے کہا ؛ میں اسے نہیں جانتا، تا کہ اہل شام اس کی طرف رغبت نہ کریں ،جبکہ فرزدق وہاں حاضر تھا اس نے کہا ؛لیکن میں اسے جانتا ہوں ،تو شامی نے کہا اے ابو فراس ،یہ کون ہے ؟تو انہوں نے یہ قصیدہ کہا ؛

هَذَا الَّذِي تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ ... وَ الْبَيْتُ تَعْرِفُهُ وَ الْحِلُّ وَ الْحَرَمُ

هَذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللَّهِ كُلِّهِمْ ... هَذَا التَّقِيُّ النَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ

هَذَا عَلِيٌّ رَسُولُ اللَّهِ وَالِدُهُ ... أَمْسَتْ بِنُورِ هُدَاهُ تَهْتَدِيَ الظُّلَمُ

إِذَا رَأَتْهُ قُرَيْشٌ قَالَ قَائِلُهَا ... إِلَى مَكَارِمِ هَذَا يَنْتَهِي الْكَرَمُ

يُنْمِي إِلَى ذِرْوَةِ الْعِزِّ الَّذِي قَصُرَتْ ... عَنْ نَيْلِهَا عَرَبُ الْإِسْلَامِ وَ الْعَجَمُ

یَكَادُ یُمْسِكُهُ عِرْفَانُ رَاحَتِهِ رُكْنُ الْحَطِیمِ إِذَا مَا جَاءَ یَسْتَلِمُ

یُغْضِی حَیَاءً وَ یُغْضَی مِنْ مَهَابَتِهِ فَمَا یُكَلِّمُ إِلَّا حِینَ یَبْتَسِمُ

یَنْشَقُّ نُورُ الْهُدَی عَنْ نُورِ غُرَّتِهِ كَالشَّمْسِ تَنْجَابُ عَنْ إِشْرَاقِهَا الظُّلَمُ

بِكَفِّهِ خَیْزُرَانٌ رِیحُهَا عَبِقٌ مِنْ كَفٍّ أَرْوَعَ فِی عِرْنِینِهِ شَمَمٌ[187]

مُشْتَقَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ نَبْعَتُهُ طَابَتْ عَنَاصِرُهُ وَ الْخِیَمُ وَ الشِّیَمُ

حَمَّالُ أَثْقَالِ أَقْوَامٍ إِذَا فَدَحُوا حُلْوُ الشَّمَائِلِ یَحْلُو عِنْدَهُ النِّعَمُ

هَذَا ابْنُ فَاطِمَةَ إِنْ كُنْتَ جَاهِلَهُ بِجَدِّهِ أَنْبِیَاءُ اللَّهِ قَدْ خُتِمُوا

اللَّهُ فَضَّلَهُ قِدْماً وَ شَرَّفَهُ جَرَی بِذَاکَ لَهُ فِی لَوْحِهِ الْقَلَمُ

مِنْ جَدِّهِ دَانَ فَضْلُ الْأَنْبِیَاءِ لَهُ وَ فَضْلُ أُمَّتِهِ دَانَتْ لَهُ الْأُمَمُ

عَمَّ الْبَرِیَّةَ بِالْإِحْسَانِ وَ انْقَشَعَتْ عَنْهَا الْعَمَایَةَ وَ الْإِمْلَاقَ وَ الظُّلَمَ

كِلْتَا یَدَیْهِ غِیَاثٌ عَمَّ نَفْعُهُمَا تَسْتَوْكِفَانِ وَ لَا یَعْرُوهُمَا الْعَدَمُ

سَهْلُ الْخَلِیقَةِ لَا تَخْشَی بَوَادِرَهُ یَزِینُهُ خَصْلَتَانِ الْخُلْقُ وَ الْكَرَمُ

لَا یُخْلِفُ الْوَعْدَ مَیْمُونٌ نَقِیبَتُهُ رَحْبُ الْفِنَاءِ أَرِیبٌ حِینَ یَعْتَزِمُ

مِنْ مَعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِینٌ وَ بُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَ قُرْبُهُمْ مَنْجًی وَ مُعْتَصَمٌ

یُسْتَدْفَعُ السُّوءُ وَ الْبَلْوَی بِحُبِّهِمْ وَ یُسْتَرَبُّ بِهِ الْإِحْسَانُ وَ النِّعَمُ

[187] رجال الکشی، ص: ۱۳۱

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِكْرِ اللَّهِ ذِكْرُهُمُ	فِی كُلِّ يَوْمٍ وَ مَخْتُومٌ بِهِ الْكَلِمُ
إِنْ عُدَّ أَهْلُ التُّقَى كَانُوا أَئِمَّتَهُمْ	أَوْقِيلَ مَنْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ قِيلَ هُمْ
لَا يَسْتَطِيعُ جَوَادٌ بُعْدَ غَايَتِهِمْ	وَ لَا يُدَانِيهِمْ قَوْمٌ وَ إِنْ كَرُمُوا[۱۸۸]
هُمُ الْغُيُوثُ إِذَا مَا أَزْمَةٌ أَزَمَتْ	وَالْأُسْدُ أُسُدُ الشَّرَىوَ النَّاسُ مُحْتَدِمٌ
يَأْبَى لَهُمْ أَنْ يَحُلَّ الذَّمُّ سَاحَتَهُمْ	خِيمٌ كَرِيمُ وَ أَيْدٍ بِالنَّدَى هُضُمٌ
لَا يَنْقُصُ الْعُسْرُ بَسْطاً مِنْ أَكُفِّهِمْ	سِيَّانِ ذَلِکَ إِنْ أَثْرَوْا وَ إِنْ عَدِمُوا
أَیُّ الْخَلَائِقِ لَيْسَتْ فِی رِقَابِهِمْ	لِأَوَّلِيَّةِ هَذَا أَوْ لَهُ نِعَمٌ
مَنْ يَعْرِفُ اللَّهَ يَعْرِفُ أَوَّلِيَّةَ ذَا	فَالدِّينُ مِنْ بَيْتِ هَذَا نَالَهُ الْأُمَمُ

۱۔ یہ وہ شخصیت ہیں کہ جن کے نشان قدم کو وادی بطحاء (مکہ) جانتی ہے، اور خانہ خدا اور حرم اور اس کے باہر بسنے والی مخلوقات جانتی ہیں۔ ۲۔ یہ تمام بندگان خدا میں سے بہترین فرد کے فرزند ہیں اور یہ متقی وپرہیزگار، پاک و پاکیزہ اور نشان ہدایت ہیں۔

۳۔ یہ علی زین العابدین ہیں جن کے والد گرامی رسول اکرم ﷺ ہیں جن کے نور ہدایت سے تاریکیاں چھٹ گئیں۔

۴۔ جب قریش انہیں دیکھتے ہیں تو ان میں سے کہنے والے کہتے ہیں؛ ان کے مکارم اخلاق اور بلند مرتبہ کردار پہ جود وسخا کی انتہاء ہوتی ہے۔

[۱۸۸] رجال الکشی، ص: ۱۳۲

۵۔انہیں عزت و شرف کی وہ بلندی نصیب ہوئی ہے جس کے پانے سے عرب و عجم قاصر ہیں۔

۶۔رکن حطیم شاید ہی ان کی سخاوت سے انہیں روک سکے جب آپ حجر اسود کا بوسہ لینے آئے ہیں۔

۷۔یہ اپنی طبعی حیاء داری اور شرافت کے سبب سے آنکھیں جھکائے رکھتے ہیں اور لوگ ان کے رعب و دبدبہ سے آنکھیں نیچی رکھتے ہیں اور ان سے صرف اس وقت بات کی جاسکتی ہے جب آپ مسکرا رہے ہوں۔

۸۔نور ہدایت تو ان کے نور جبین سے یوں پھوٹتا ہے جیسے سورج کے چمکنے سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں۔

۹۔انکی خیزران کی مثل نرم و نازک ہتھیلی جس سے میٹھی میٹھی خوشبو پھوٹتی ہے اور جس کا حسن و جمال تمہیں حیرت زدہ کرتا ہے اور ان کے چہرے پہ خوبصورت آنکھوں اور ناک کا قیافہ نہایت حسین ہے۔

۱۰۔آپکی ریش مبارک رسول اکرم ﷺ کے روئے مبارک سے شبیہ ہے اور آپکی طبیعت ،اخلاق اور افعال پاکیزہ ہیں۔

۱۱۔جب لوگ اپنے بار نہیں اٹھا سکتے تو یہ ان کی مدد کرتے ہیں اور جب آپ سے سوال کیا جاتا ہے اور آپ ہاں میں جواب دیتے ہیں اس وقت آپکے شکل و شمائل بہت پیارے ہوتے ہیں (یعنی مسکرا کے مانگنے والے کو عطا کرتے ہیں)

۱۲۔یہ فرزند فاطمہ زہراؑ ہے اگر تو ان کو نہیں جانتا ان کے جد امجد ﷺ پہ تمام انبیاء کا اختتام ہوا ہے۔

۱۳۔اللہ نے انہیں زمانہ قدیم سے فضیلت و شرافت دی ہے اور ان کی عظمت کے قصیدے لوح محفوظ میں لکھ دیئے ہیں۔

۱۴۔ان کے جد امجد کی عظمت کو انبیاء کی فضیلتیں نہیں پہنچ پاتیں اور ان کی امت کی عظمت کے سامنے تمام امتوں کی عظمتیں کم نظر آتی ہیں۔

۱۵۔جن کے احسان بنی نوع انسان پہ چھائے ہوئے ہیں اور ان سے جہالت و فقر کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں۔

۱۶۔آپکے مبارک ہاتھوں کی باران کرم تمام لوگوں پر برستی ہے اور کبھی بھی انہیں عدم و نابودی عارض نہیں ہوتی۔

۱۷۔آپ نرم مزاج ہیں اور ان کے غصے کا ڈر نہیں اور دو خصلتوں (حسن اخلاق اور جود و سخا) نے انہیں مزین کیا ہے۔

۱۸۔آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے آپکی طبیعت و مزاج نہایت قابل تعریف ہیں۔

۱۹۔لوگوں کا ان سے محبت کرنا عین دین ہے اور ان سے بغض و کینہ رکھنا عین کفر ہے اور ان کا قرب و محبت ہی نجات دینے والا ہے۔

۲۰۔انکی محبت کے صدقے میں بلاء و مصیبت دور ہوتی ہے اور ان کے وسیلے سے احسان خدا اور نعمات الہی کو حاصل کیا جاتا ہے۔

۲۱۔ذکر خدا کے بعد ان کا ذکر ہر روز سب سے مقدم ہے اور انہی کے ذکر کے ساتھ کلام خدا کا اختتام ہوتا ہے۔

۲۲۔اگر اہل تقوا کو شمار کیا جائے تو یہ متقیوں کے امام نظر آتے ہیں اور اگر روئے زمین پہ بسنے والوں میں سے سب سے افراد کے متعلق سوال کیا جائے تو یہی سب سے بہترین نظر آئیں گے۔

۲۳۔کوئی بھی سخی ان کی بلندی و عظمت کو نہیں پہنچ سکتا اور کوئی قوم جتنی بھی کریم و شریف وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

۲۴۔جب قحط سالی کا زمانہ ہو تو انہی کے صدقے میں باران رحمت ہوتی ہے اور جب لوگوں کا ہجوم اور حملہ ہو تو یہ بہادر شیروں کی طرح ہوتے ہیں۔

۲۵۔کریم اخلاق انکے دروازے پہ مذمت کو نہیں آنے دیتے اور ان کے ہاتھوں کی سخاوتیں ہو وقت جاری رہتی ہیں

۲۶۔حالات کی تنگی اور مشکلات ان کے جود و سخا کو کم نہیں کرتیں چاہے ان پاس کثیر مال ہو یا کچھ نہ ہو انکی سخاوت کے نرالے انداز ہیں۔

۲۷۔مخلوقات میں کسی کا بھی احسان ان کی گردن میں نہیں ہے کیونکہ ان کے آباء واجداد اور خود ان کے احسان لوگوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔

۲۸۔جو شخص اللہ تعالی کی معرفت رکھتا ہو وہ ان کے آباء واجداد اور خود ان کی معرفت رکھتا ہے دین تو لوگوں کو ان کے گھر سے ملا ہے[۱۸۹].

---

[۱۸۹]. چودہ ستارے، کراروی، ص ۳۰۳، میں اس کا منظوم ترجمہ کیا گیا اس کو بھی یہاں نقل کیا جاتا ہے، جس کے اشعار کا نمبر ذکر کیا؛

۱۔یہ وہ ہے جانتا ہے مکہ جس کے نقش قدم... خدا کا گھر بھی ہے آگاہ اور حل و حرم ۲۔جو بہترین خلائق ہے اس کا ہے فرزند... ہے پاک وزاہد و پاکیزہ بلند حشم

۳۔قریش دیکھتے ہیں جب اسے تو کہتے ہیں... بزرگیوں پہ ہوئی اس کی انتہائے کرم ۴۔پہنچ گیا ہے یہ عزت کی اس بلندی پر... جہاں پر جاسکے اسلام کے عرب نہ عجم

۵۔یہ چاہتا ہے کہ لے ہاتھوں ہاتھ رکن حطیم... جو چومنے حجر الاسود آئے نزد حرم ۶۔چھڑی ہے ہاتھ میں جس کی مہکتی ہے خوشبو... وہ ہاتھ جو نہیں عزت میں اور شان میں کم

۷۔نظر جھکائے ہیں سب یہ حیا ہے رعب سے لوگ.... جو مسکرائے تو آجائے بات کرنے کا دم،۸۔جس کے نور ہدایت سے کفر گھٹتا ہے یوں ... ضیاء مہر سے تاریکیاں ہوں جیسے کم

۹۔فضیلت اور نبیوں کی اس کے جدّ سے ہے پست.. تمام امتیں امت سے اس کی رتبہ میں کم۔

۱۰۔یہ وہ درخت ہے جس کی ہے جڑ خدا کا رسول.. اسی سے فطرت و عادات بھی ہیں پاک بہم

۱۱۔یہ فاطمہ کا ہے فرزند، تو نہیں واقف... اسی کے جد سے نبیوں کا بڑھ سکا نہ قدم ۱۲۔ازل سے لکھی ہے حق نے شرافت و عزت... چلا اس کے لیے لوح پر خدا کا قلم

۱۳۔جو کوئی غیظ دلادے تو شیر سے بڑھ جائے... ستم کرے کوئی اس پر تو موت کا نہیں غم، ۱۴۔ضرر نہ ہوگا اسے تو بنے ہزار انجان... اسے تو جانتے ہیں سب عرب تمام عجم

قَالَ فَغَضبَ هشَامٌ وَ أَمَرَ بِحَبْسِ الْفَرَزْدَقِ فَحُبِسَ بِعُسْفَانَ بَيْنَ مَكَّةَ وَ الْمَدِينَةِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ (ع) فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِاثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَ قَالَ أَعْذِرْنَا يَا أَبَا فِرَاسٍ فَلَوْ كَانَ عِنْدَنَا أَكْثَرُ مِنْ هَذَا لَوَصَلْنَاكَ بِهِ، فَرَدَّهَا وَ قَالَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ مَا قُلْتُ الَّذِي قُلْتُ إِلَّا غَضَباً لِلَّهِ وَ لِرَسُولِهِ وَ مَا كُنْتُ لِأَرْزَى عَلَيْهِ شَيْئاً، فَرَدَّهَا عَلَيْهِ وَ قَالَ بِحَقِّي عَلَيْكَ لَمَّا قَبِلْتَهَا فَقَدْ رَأَى اللَّهُ مَكَانَكَ وَ عَلِمَ نِيَّتَكَ، فَقَبِلَهَا فَجَعَلَ الْفَرَزْدَقُ يَهْجُو هِشَاماً وَ هُوَ فِي الْحَبْسِ فَكَانَ مِمَّا هَجَا بِهِ قَوْلُهُ:

أَ تَحْبِسُنِي بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَ الَّتِي ... إِلَيْهَا قُلُوبُ النَّاسِ يَهْوِي مُنِيبُهَا
تَقَلَّبَ رَأْساً لَمْ يَكُنْ رَأْسُ سَيِّدٍ ... وَ عَيْناً لَهُ حَوْلَاءَ بَادٍ عُيُوبُهَا

۱۵۔ برستے ابر ہیں ہاتھ اس کے جن کا فیض ہے عام... وہ برسا کرتے ہیں یکساں کبھی نہیں ہوئے کم،۱۶۔ وہ نرم ہے کہ ڈر جلد بازیوں کا نہیں... ہے حسن خلق اس کی تو زینت باہم

۱۷۔ مصیبتوں میں قبیلوں کا بار اٹھتا ہے... ہیں جتنے خوب شمائل ہیں اتنے خوب کرم ۱۸۔ کبھی نہ اس نے کہا؛لا، بجز تشہد کے... اگر نہ ہوتا تشہد تو ہوتا؛لا، بھی نعم،

۱۹۔ خلاف وعدہ نہیں کرتا یہ مبارک ذات... ہے میزبان بھی، عقل وارادہ بھی بہم، ۲۰۔ تمام خلق پہ احسان عام ہے اس کا... اسی سے اٹھ گیا افلاس ،رنج و فقر اکدم،

۲۱۔ محبت ہے اس کی دین اور عداوت اسکی کفر... ہے قرب اس کا نجات و پناہ کا عالم ۲۲۔ شمار زاہدوں کا ہو تو پیشوا یہ ہو... کہ بہترین خلائق اسی کو کہتے ہیں ہم،

۲۳۔ پہنچنا اس کی سخاوت کو غیر ممکن ہے... سخی ہوں لاکھ نہ پائیں گے اس کی گرد قدم ۲۴۔ جو قحط کی ہو مصیبت یہ ابر باراں ہے... جو بھڑ کے جنگ کی آتش یہ شیر سے نہیں کم،

۲۵۔ نہ مفلسی کا اثر ہے فراخ دستی پر... کہ اس کو زر کی خوشی ہے نہ بے زری کا الم ۲۶۔ اس کی چاہ سے جاتی ہے آفت اور بدی... اس کی وجہ سے آتی ہے نیکی اور کرم

۲۷۔ اس کا ذکر مقدم ہے بعد ذکر خدا... اسی کے نام سے ہر بات ختم کرتے ہیں ہم ۲۸۔ مضمت آنے سے اس کے قریب، بھاگتی ہے... کریم خلق ہے ہوتی نہیں سخاوت کم

۲۹۔ خدا کے بندوں میں ہے کون ایسا جسکا سر... اسی گھرانے کے احسان سے ہوا ہو نہ خم ۳۰۔ خدا کو جانتا ہے جو اسے بھی جانتا ہے... اسی کے گھر سے ملا امتوں کو دین بہم.

فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَأَخْرَجَهُ.

راوی کہتا ہے کہ ؛یہ سن کر ہشام غضب ناک ہو گیا اور اس نے فرزدق کو قید کرنے کا حکم دیا انہیں مکہ و مدینہ کے درمیان میں مقام عسفان میں پا بند سلاسل کیا گیا،جب یہ خبر امام سجاد کو ملی تو آپ نے ان کی طرف ۱۲ہزار درہم بھیجے اور فرمایا ؛اے ابو فراس، معاف رکھنا، اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتے تو وہ بھی تیرے پاس بھیجتے مگر فرزدق نے وہ مال واپس کر دیا اور عرض کی ؛اے فرزند رسول، میں نے جو اشعار کہے تھے مجھے خدا و اس کے رسول کی خاطر غصہ تھا میں اس کے ذریعے ہر گز مال کمانے کا ارادہ نہیں کیا، مگر امام نے کہلا بھیجا اب میرے حق امامت کے واسطے انہیں قبول کرو، تیری نیت و عظمت کو خدا خوب جانتا ہے،فرزدق نے وہ درہم قبول کیے اور وہیں قید میں ہشام کی ہجو و مذمت میں شعر کہنا شروع کیے اس میں دو شعر یہ ہیں ؛ کیا تو مجھے مدینہ اور اس جگہ کے درمیان میں قید کرتا ہے جس کی طرف لوگوں کے دل کھچے چلے آتے ہیں تو اس طرح وہ سر ہر گز سر داری کے قابل نہیں اور نہ وہ آنکھ جس کا ٹیڑھا پن واضح اور عیوب ظاہر ہیں، تو ہشام نے اسے آزاد کرنے کا حکم دے دیا۔

زرارہ بن اعین[190]

۲۰۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّال، قَالَ حَدَّثَنی أَخَوَایَ مُحَمَّدٌ وَ أَحْمَدُ ابْنَا الْحَسَنِ، عَنْ أَبِیهِمَا الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنِ ابْنِ بُکَیْرٍ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ قَالَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَا زُرَارَةُ إِنَّ اسْمَکَ فی أَسَامِی أَهْلِ الْجَنَّةِ بِغَیْرِ أَلِفٍ، قُلْتُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاکَ اسْمِی عَبْدُ رَبِّهِ وَ لَکِنِّی لُقِّبْتُ بِزُرَارَةَ.

۲۰۹ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ الرَّازِیِّ، عَنْ بَکْرِ بْنِ صَالِحٍ،

---

[190] . رجال الطوسی ۱۲۳او۲۰۱و۳۵۰. فہرست الندیم ۲۷۶. رجال الکشی ۱۳۳. فہرست الطوسی ۷۴. رجال النجاشی ۱۲۵. تنقیح المقال ۱: ۴۳۸. رسالۃ فی آل اعین ۲۷. خاتمۃ المستدرک ۵۹۶. معالم العلماء ۵۳. نضد الایضاح ۱۴۱. التحریر الطاووسی ۱۱۵. اضبط المقال ۵۱۱. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۹۶. اتقان المقال ۶۲. الوجیزۃ ۳۵. شرح مشیخۃ الفقیہ ۹. رجال الانصاری ۸۸. رجال ابن داود ۹۶. معجم الثقات ۵۵. رجال البرقی ۱۶او۴۷. معجم رجال الحدیث ۷: ۲۱۸-۲۵۷. جامع الرواۃ ۱: ۳۲۴-۳۲۹. امل الامل ۱: ۵. رجال الحلی ۷۶. توضیح الاشتباہ ۱۶۱. نقد الرجال ۱۳۶. مجمع الرجال ۳: ۲۵-۵۱. ہدایۃ المحدثین ۶۴. اعیان الشیعۃ ۷: ۴۶-۵۵. تاریخ آل زرارۃ ۳۵. تاسیس الشیعۃ ۲۸۶. تتمۃ المنتہی (فارسی) ۱۶۸. ریحانۃ الادب (فارسی) ۲: ۳۷۰. سفینۃ البحار ۱: ۵۴۸. رجال بحر العلوم ۱: ۲۲۲و۲۳۱و۲۳۲وغیرہا. الذریعۃ ۲: ۷۲. بہجۃ الامال ۴: ۱۶۲. منتہی المقال ۱۳۵. العند بیل ۱: ۲۸۷. ایضاح الاشتباہ ۴۱. منہج المقال ۱۴۲. جامع المقال ۶۸. ثقات الرواۃ ۱: ۳۰۴-۳۳۲. ہدیۃ العارفین ۱: ۳۷۳.

الفرق بین الفرق ۷۰. اللباب ۲: ۶۳. الانساب ۲۷۳. احوال الرجال ۶۹. المغنی فی الضعفاء ۱: ۲۳۸. الملل والنحل ۱: ۲۷۵. معجم المؤلفین ۴: ۱۸۱. الاعلام ۳: ۴۳. لسان المیزان ۲: ۴۷۳. میزان الاعتدال ۲: ۶۹. الحیوان ۷: ۱۲۲و۱۲۳. ایضاح المکنون ۲: ۲۶۶. مقالات الاسلامیین ۱: ۱۰۰و۱۰۶. الکامل فی ضعفاء الرجال ۳: ۱۰۹۵. الضعفاء الکبیر ۲: ۹۶. الجرح والتعدیل ۱: ۲: ۶۰۴. منہاج السنۃ ۱: ۲۰۷.

عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ أَسْمَعُ وَ اللَّهِ بِالْحَرْفِ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ (ع) مِنَ الْفُتْیَا فَأَزْدَادُ بِهِ إِیمَاناً.

زرارہ نے امام صادقؑ سے نقل کیا، فرمایا اے زرارہ، تیرا نام اہل جنت میں بغیر الف کے ہے تو میں نے عرض کی میں آپ پر قربان ہو جاوں میرا نام عبد ربہ ہے لیکن میرا لقب زرارہ پڑ گیا ہے اور زرارہ نے کہا؛ خدا کی قسم میں امام جعفر صادقؑ کے فرامین سنتا ہوں تو میرا ایمان بڑھتا ہے۔

۲۱۰ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِیرٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ، عَنْ أَبِی بَصِیرٍ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ أَبَاکَ حَدَّثَنِی أَنَّ الزُّبَیْرَ وَ الْمِقْدَادَ وَ سَلْمَانَ الْفَارِسِیَّ حَلَقُوا رءوسَهُمْ لِیُقَاتِلُوا أَبَا بَکْرٍ، فَقَالَ لِی لَوْ لَا زُرَارَةُ لَظَنَنْتُ أَنَّ أَحَادِیثَ أَبِی (ع) سَتَذْهَبُ. ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی کہ بے شک آپ کے باباؑ نے مجھے بیان فرمایا کہ زبیر، مقداد اور سلمان فارسی نے اپنے سروں کو اس لیے منڈوایا تھا تاکہ ابا بکر کا مقابلہ کریں تو آپ نے فرمایا اگر زرارہ نہ ہوتے تو میرے بابا کی احادیث ضایع ہو جاتیں۔

۲۱۱ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ[۱۹۱] السَّرَّادِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِینٍ، عَنْ یُونُسَ بْنِ عَمَّارٍ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ زُرَارَةَ قَدْ رَوَی عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) أَنَّهُ لَا یَرِثُ مَعَ الْأُمِّ وَ الْأَبِ وَ الِابْنِ وَ الْبِنْتِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ شَیْئاً إِلَّا زَوْجٌ أَوْ

---

[۱۹۱] رجال الکشی، ص: ۱۳۴

زَوْجَةٌ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَمَّا مَا رَوَاهُ زُرَارَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فَلَا يَجُوزُ لِي رَدُّهُ، وَ أَمَّا فِي الْكِتَابِ فِي سُورَةِ النِّسَاءِ[۱۹۲] فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ: **يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ؛** يَعْنِي إِخْوَةً لِأَبٍ وَ أُمٍّ وَ إِخْوَةً لِأَبٍ وَ الْكِتَابُ يَا يُونُسُ قَدْ وَرَّثَ هَاهُنَا مَعَ الْأَبْنَاءِ فَلَا تُورَثُ الْبَنَاتُ إِلَّا الثُّلُثَيْنِ.

یونس بن عمار کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی کہ زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ماں، باپ، بیٹے اور بیٹی کے ساتھ کوئی میراث میں شریک نہیں ہوتا مگر شوہر یا بیوی، تو امام صادقؑ نے فرمایا؛ جو کچھ زرارہ نے امام باقرؑ سے نقل کیا، اس کو ردّ کرنا تو میرے لیے جائز نہیں ہے، لیکن قرآن کی سورت نساء میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے؛ اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں ہدایت فرماتا ہے، ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے، پس اگر لڑکیاں دو سے زائد ہوں تو ترکے کا دو تہائی ان کا حق ہے اور اگر صرف ایک لڑکی ہے تو نصف (ترکہ) اس کا ہے اور میت کی اولاد ہونے کی صورت میں والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا اور اگر میت کی اولاد نہ ہو بلکہ صرف ماں باپ اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کو تیسرا حصہ ملے گا، پس اگر میت کے بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا، تو اس آیت میں پدری و مادری بھائی اور پدری بھائی مراد ہیں، اے یونس، قرآن نے یہاں بیٹوں کے ساتھ ان کو میراث دی ہے تو بیٹیاں صرف دو ثلث لیں گی۔

---

[۱۹۲] ۔سورہ نساء،۱۱۔

۲۱۲ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، عَنِ الْخُزَاعِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ وَ اللَّهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِكُلِّمَا سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَانْتَفَخَتْ ذُكُورُ الرِّجَالِ عَلَى الْخَشَبِ.

زرارہ نے کہا؛ خدا کی قسم اگر میں وہ سب حدیثیں بیان کرتا جو میں نے امام صادق آل محمدؑ سے سنی ہیں تو لوگوں کے جسم خشک لکڑیوں کی طرح ہو جاتے۔

۲۱۳ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْخُتَّلِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الصُّهْبَانِ أَوْ غَيْرِهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ الْمِنْقَرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، قَالَ قُلْتُ لِجَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ، مَا أَحْسَنَ مَحْضَرَكَ وَ أَزْيَنَ مَجْلِسَكَ! فَقَالَ إِي وَ اللَّهِ مَا كُنَّا حَوْلَ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ إِلَّا بِمَنْزِلَةِ الصِّبْيَانِ فِي الْكُتَّابِ حَوْلَ الْمُعَلِّمِ[۱۹۳].

ابن ابی عمیر کا بیان ہے کہ میں نے جمیل بن درّاج سے عرض کی آپ کی مجلس اور محضر کتنی خوبصورت ہے! فرمایا ہاں خدا کی قسم ہم زرارہ بن اعین کے گرد نہیں ہوتے تھے مگر ان بچوں کی طرح جو مکتب میں اپنے معلم کے گرد ہوتے ہیں۔

۲۱۴ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي خَلَف، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى أَخُوهُ وَ الْهَيْثَمُ بْنُ أَبِي مَسْرُوقٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّاب، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَمَّارٍ، قَالَ

---

[۱۹۳] رجال الکشی، ص: ۱۳۵

قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ زُرَارَةَ، وَ ذَكَرَ مِثْلَ الْحَدِیثِ الَّذِی رَوَاهُ حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ.

یونس بن عمار کی روایت جو حدیث نمبر۲۱۱ کی طرح ہے۔

۲۱۵[۱۹۴]- حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ یَزِیدَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِی الْعَبَّاسِ الْفَضْلِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِکِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَیَّ أَحْیَاءً وَ أَمْوَاتاً أَرْبَعَةٌ: بُرَیْدُ بْنُ مُعَاوِیَةَ الْعِجْلِیُّ، وَ زُرَارَةُ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، وَ الْأَحْوَلُ، وَ هُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَیَّ أَحْیَاءً وَ أَمْوَاتاً.

فضل بن عبدالملک نے امام صادقؑ سے روایت کی میرے ہاں زندگی و موت دونوں حالتوں میں چار شخص بہت پسندیدہ ہیں؛ برید بن معاویہ عجلی، زرارہ، محمد بن مسلم اور احول مومن طاق، یہ میرے ہاں زندگی و موت دونوں حالتوں میں بہت پسندیدہ ہیں۔

۲۱۶ مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَوْماً وَ دَخَلَ عَلَیْهِ الْفَیْضُ بْنُ الْمُخْتَارِ، فَذَكَرَ لَهُ آیَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ تَأَوَّلَهَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ لَهُ الْفَیْضُ جَعَلَنِیَ اللَّهُ فِدَاکَ مَا هَذَا الاخْتِلَافُ الَّذِی بَیْنَ شِیعَتِكُمْ قَالَ وَ أَیُّ الاخْتِلَافِ یَا فَیْضُ فَقَالَ لَهُ الْفَیْضُ إِنِّی لَأَجْلِسُ فِی حِلَقِهِمْ بِالْكُوفَةِ فَأَكَادُ أَشُکُّ فِی اخْتِلَافِهِمْ فِی حَدِیثِهِمْ، حَتَّى أَرْجِعَ إِلَى الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ فَیُوقِفَنِی مِنْ ذَلِکَ عَلَى مَا

[۱۹۴]-روایت نمبر ۳۲۵و ۳۲۶ اسی طرح ہیں۔

تَسْتَرِيحُ إِلَيْهِ نَفْسِي وَ يَطْمَئِنَّ إِلَيْهِ قَلْبِي، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَجَلْ هُوَ كَمَا ذَكَرْتَ يَا فَيْضُ! إِنَّ[195] النَّاسَ أَوْلَعُوا بِالْكَذِبِ عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ لَا يُرِيدُ مِنْهُمْ غُرَّةً وَ إِنِّي أُحَدِّثُ أَحَدَهُمْ بِالْحَدِيثِ فَلَا يَخْرُجُ مِنْ عِنْدِي حَتَّى يَتَأَوَّلَهُ عَلَى غَيْرِ تَأْوِيلِهِ، وَ ذَلِكَ أَنَّهُمْ لَا يَطْلُبُونَ بِحَدِيثِنَا وَ بِحُبِّنَا مَا عِنْدَ اللَّهِ وَ إِنَّمَا يَطْلُبُونَ الدُّنْيَا، وَ كُلٌّ يُحِبُّ أَنْ يُدْعَى رَأْساً أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَرْفَعُ نَفْسَهُ إِلَّا وَضَعَهُ اللَّهُ وَ مَا مِنْ عَبْدٍ وَضَعَ نَفْسَهُ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ وَ شَرَّفَهُ، فَإِذَا أَرَدْتَ بِحَدِيثِنَا فَعَلَيْكَ بِهَذَا الْجَالِسِ وَ أَوْمَى إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَسَأَلْتُ أَصْحَابَنَا عَنْهُ فَقَالُوا زُرَارَةُ بْنُ أَعْيَنَ.

مفضل بن عمر نے نقل کیا کہ ایک دن فیض بن مختار امام صادقؑ کے پاس آیا اور قرآن کی ایک آیت پڑھی تو امام نے اس کی تاویل بیان کی تو فیض نے عرض کی مولا آپ پر قربان یہ آپ کے شیعوں میں اختلاف کیسا ہے ؟ تو آپ نے فرمایا ؛ اے فیض کونسا اختلاف، اس نے عرض کی میں کوفہ میں ان کی مجالس میں شرکت کرتا ہوں تو ان کے اختلاف حدیث کی وجہ سے شک کرنے لگتا ہوں یہاں تک کہ میں مفضل بن عمر کی طرف رجوع کرتا ہوں ہوں تو وہ مجھے کچھ وضاحت فرماتے ہیں جس سے میرے نفس میں سکون و قرار اور میرے دل میں اطمینان حاصل ہوتا ہے تو امام نے فرمایا ؛ ہاں ایسا ہی ہے اے فیض جیسا تو نے ذکر کیا لوگ ہم پر جھوٹ بولنے کے دلدادہ اور عادی ہیں گویا خدا نے ان پر فرض کیا ہے اور اس کے علاوہ ان کی کوئی ذمہ داری نہیں میں ان میں سے کسی کو حدیث بیان کرتا ہوں وہ میرے پاس سے نہیں جاتا یہاں تک کہ اس کی غیر مناسب تاویل کر لیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہماری احادیث و محبت کے ذریعے

---

[195] رجال الکشی، ص: ۱۳۶

خدا کے ہاں خزانہ نہیں چاہتا بلکہ وہ اس کے ذریعے دنیا کے طلبگار ہیں اور ہر شخص کی خواہش ہے کہ اسے رئیس اور عالم پکارا جائے حالانکہ کوئی بھی شخص اپنے نفس کو تکبر کے ساتھ بلند نہیں کرتا مگر اللہ اسے ذلیل کر دیتا ہے اور جو شخص تواضع کرتا ہے اس کو خدا بلند مقام عطا کرتا ہے اور اسے شرف اعلی نصیب فرماتا ہے اور جب تجھے ہماری احادیث سیکھنے کا ارادہ ہو تو اس بیٹھے ہوئے شخص کی طرف رجوع کرنا اور آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کی طرف اشارہ فرمایا، تو راوی کہتا ہے میں نے اپنے ساتھیوں سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا وہ زرارہ بن اعین ہے۔

۲۱۷ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِیمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِیدِ وَ غَیْرِهِ، قَالُوا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) رَحِمَ اللَّهُ زُرَارَةَ بْنَ أَعْیَنَ لَوْ لَا زُرَارَةُ بْنُ أَعْیَنَ لَوْ لَا زُرَارَةُ وَ نُظَرَاؤُهُ لَانْدَرَسَتْ أَحَادِیثُ أَبِی (ع).

ابراہیم بن عبدالحمید وغیرہ نے امام صادقؑ سے روایت کی؛فرمایا اللہ تعالی زرارہ بن اعین پر رحم فرمائے، اگر زرارہ بن اعین نہ ہوتا اور اگر زرارہ بن اعین اور اس جیسے افراد نہ ہوتے تو میرے والد گرامی کی احادیث مٹ جاتیں۔

۲۱۸ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ بُنْدَارَ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی خَلَفٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوُدَ الرَّازِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِی عُبَیْدَةَ الْحَذَّاءِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ: زُرَارَةُ وَ أَبُو بَصِیرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ بُرَیْدٌ مِنَ الَّذِینَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَی وَ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولئِکَ الْمُقَرَّبُونَ.

ابو عبیدہ حذّاء نے امام صادقؑ سے روایت کی ؛فرمایا ؛زرارہ ، ابو بصیر ، محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ عجلی ان لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا ، اور سبقت لے جانے والے توآگے بڑھنے والے ہی ہیں ، یہی وہ مقرب لوگ ہیں۔

٢١٩ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ خَالِدٍ الْأَقْطَعِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ مَا أَحَدٌ أَحْیَا ذِکْرَنَا وَ أَحَادِیثَ أَبِی (ع) إِلَّا زُرَارَةُ وَ أَبُو بَصِیرٍ لَیْثٌ الْمُرَادِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ بُرَیْدُ بْنِ مُعَاوِیَةَ الْعِجْلِیُّ وَ لَوْ لَا هَؤُلَاءِ مَا کَانَ أَحَدٌ یَسْتَنْبِطُ هَذَا، هَؤُلَاءِ حُفَّاظُ الدِّینِ وَ أُمَنَاءُ أَبِی (ع) عَلَى حَلَالِ اللَّهِ وَ حَرَامِهِ، وَ هُمُ السَّابِقُونَ إِلَیْنَا فِی الدُّنْیَا وَ السَّابِقُونَ إِلَیْنَا فِی الْآخِرَةِ. سلیمان بن خالد اقطع نے امام صادقؑ سے روایت کی ؛فرمایا ؛ہمارے ذکر اور میرے والد گرامی کی احادیث کو زرارہ ، ابو بصیر لیث مرادی ، محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ عجلی نے زندہ رکھا ہے اور اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو کوئی شخص ہدایت کے لیے استنباط نہ کر سکتا ، یہ دین کے محافظ ہیں اور خدا کے حلال و حرام کے لیے میرے والد گرامی کے امین ہیں اور یہی دنیا اور آخرت میں ہماری طرف سبقت کرنے والے ہیں۔

٢٢٠ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ وَ الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالا حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمِسْمَعِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ حَدِیدٍ الْمَدَائِنِیُّ، عَنْ جَمِیلِ بْنِ دَرَّاجٍ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَاسْتَقْبَلَنِی رَجُلٌ خَارِجٌ مِنْ عِنْدِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) مِنْ أَهْلِ الْکُوفَةِ مِنْ أَصْحَابِنَا، فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَى أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ لِی لَقِیتَ الرَّجُلَ الْخَارِجَ

مِنْ عِنْدِی فَقُلْتُ بَلَی هُوَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِنَا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، فَقَالَ لَا قَدَّسَ اللَّهُ رُوحَهُ وَ لَا قَدَّسَ مِثْلَهُ، إِنَّهُ ذَكَرَ أَقْوَاماً كَانَ أَبِی (ع) ائْتَمَنَهُمْ عَلَی حَلَالِ اللَّهِ وَ حَرَامِهِ وَ كَانُوا عَيْبَةَ عِلْمِهِ وَ كَذَلِكَ الْيَوْمَ هُمْ عِنْدِی، هُمْ مُسْتَوْدَعُ سِرِّی أَصْحَابُ أَبِی (ع) حَقّاً إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِأَهْلِ الْأَرْضِ سُوءاً صَرَفَ بِهِمْ عَنْهُمُ السُّوءَ، هُمْ نُجُومُ شِيعَتِی أَحْيَاءً وَ أَمْوَاتاً يُحْيُونَ ذِكْرَ أَبِی (ع) بِهِمْ يَكْشِفُ اللَّهُ كُلَّ بِدْعَةٍ يَنْفُونَ عَنْ هَذَا الدِّينِ انْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ وَ تَأَوُّلَ الْغَالِينَ ثُمَّ بَكَی فَقُلْتُ مَنْ هُمْ فَقَالَ مَنْ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَ رَحْمَتُهُ أَحْيَاءً وَ أَمْوَاتاً، بُرَيْدٌ الْعِجْلِیُّ وَ زُرَارَةُ وَ أَبُو بَصِيرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ أَمَا إِنَّهُ يَا جَمِيلُ سَيُبَيَّنُ لَكَ أَمْرُ هَذَا الرَّجُلِ إِلَی قَرِيبٍ، قَالَ جَمِيلٌ فَوَ اللَّهِ مَا كَانَ إِلَّا قَلِيلًا حَتَّی رَأَيْتُ ذَلِكَ الرَّجُلَ[196] يُنْسَبُ إِلَی آلِ أَبِی الْخَطَّابِ، قُلْتُ اللَّهُ يَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ، قَالَ جَمِيلٌ: وَ كُنَّا نَعْرِفُ أَصْحَابَ أَبِی الْخَطَّابِ بِبُغْضِ هَؤُلَاءِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ.

جمیل بن درّاج کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا ،آپ کے پاس ہمارے اصحاب میں ایک شخص باہر جاتے ہوئے مجھے ملا جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا تو میرے پاس سے جانے والے آدمی کو ملا ہے ؟ میں نے عرض کی ؛ہاں مولا وہ ہمارے اصحاب میں سے ایک کوئی تھا،آپ نے فرمایا خدا کی قسم ،خدا اس کی روح اور اس جیسے لوگوں کو پاک نہ کرے اس نے ان لوگوں کا ذکر کیا جن کو میرے والد گرامی خدا کے حلال وحرام کا امین قرار دیے گئے اور وہ میرے والد گرامی کے علم کے محافظ ہیں اور آج وہ میرے ہاں بھی وہی مقام

[196] رجال الکشی، ص: ۱۳۸

رکھتے ہیں، وہ میرے ہم راز اور میرے والد گرامی کے حقیقی صحابی ہیں، لیکن جب خدا زمین میں رہنے والوں میں سے کسی پر برائی کا ارادہ کرتا ہے تو ان کے صدقے میں ان سے برائی کو دور کرتا ہے، وہ زندگی و موت میں میرے شیعوں کے لیے روشن ستارے ہیں انہوں نے میرے والد گرامی کے ذکر کو زندہ رکھا ہے ان کے ذریعے خدا ہر بدعت کو اس دین سے دور کرتا ہے، وہ اس دین سے باطل پرستوں کے ہتھکنڈوں اور غلو کرنے والوں کی تاویلوں کو نابود کرتا ہے پھر آپ رو پڑے میں نے عرض کی مولا وہ کون ہیں؟ فرمایا ان پر زندگی و موت میں خدا کی رحمت اور درود ہو، وہ برید عجلی، زرارہ، ابو بصیر اور محمد بن مسلم ہیں اور اے جمیل اس شخص کا معاملہ عنقریت تجھے واضح ہوگا، جمیل کہتا ہے کہ تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا وہ ابو الخطاب (بے دین) کے ساتھیوں میں شمار ہونے لگا تو میں نے کہا خدا بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالتوں کو کہاں قرار دے، جمیل کہتا ہے؛ ہم ابو الخطاب کے ساتھیوں کو ان شخصیات کے بغض سے پہچانا کرتے تھے۔

[ثقہ اور معتمد راویوں کی مذمت کی روایات کی تاویل]

۲۲۱ حَدَّثَنِی حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَارَةَ. وَ مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَيْهِ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالا حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِی هَارُونُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَارَةَ وَ ابْنَيْهِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَارَةَ، قَالَ، قَالَ لِی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) اقْرَأْ مِنِّی عَلَى وَالِدِكَ السَّلَامَ، وَ قُلْ لَهُ إِنِّی إِنَّمَا أَعِيبُكَ دِفَاعاً مِنِّی عَنْكَ، فَإِنَّ النَّاسَ وَ الْعَدُوَّ يُسَارِعُونَ إِلَى كُلِّ مَنْ قَرَّبْنَاهُ وَ حَمِدْنَا مَكَانَهُ لِإِدْخَالِ الْأَذَى فِی مَنْ نُحِبُّهُ وَ نُقَرِّبُهُ، وَ يَرْمُونَهُ لِمَحَبَّتِنَا لَهُ وَ قُرْبِهِ وَ دُنُوِّهِ مِنَّا، وَ يَرَوْنَ إِدْخَالَ الْأَذَى

عَلَيْهِ وَ قَتْلَهُ، وَ يَحْمَدُونَ كُلَّ مَنْ عِبْنَاهُ نَحْنُ وَ إِنْ نَحْمَدَ أَمْرَهُ، فَإِنَّمَا أَعِيبُكَ لِأَنَّكَ رَجُلٌ اشْتَهَرْتَ بِنَا وَ لِمَيْلِكَ إِلَيْنَا، وَ أَنْتَ فِي ذَلِكَ مَذْمُومٌ عِنْدَ النَّاسِ غَيْرُ مَحْمُودِ الْأَثَرِ لِمَوَدَّتِكَ لَنَا وَ بِمَيْلِكَ إِلَيْنَا، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَعِيبَكَ لِيَحْمَدُوا أَمْرَكَ فِي الدِّينِ بِعَيْبِكَ وَ نَقْصِكَ، وَ يَكُونَ بِذَلِكَ مِنَّا دَافِعَ شَرِّهِمْ عَنْكَ، يَقُولُ اللَّهُ جَلَّ وَ عَزَّ: أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي[197] الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَ كَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ (صَالِحَةٍ) غَصْباً، هَذَا التَّنْزِيلُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ صَالِحَةٌ، لَا وَ اللَّهِ مَا عَابَهَا إِلَّا لِكَيْ تَسْلَمَ مِنَ الْمَلِكِ وَ لَا تَعْطَبَ عَلَى يَدَيْهِ وَ لَقَدْ كَانَتْ صَالِحَةً لَيْسَ لِلْعَيْبِ مِنْهَا مَسَاغٌ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ، فَافْهَمِ الْمَثَلَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَإِنَّكَ وَ اللَّهِ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَ أَحَبُّ أَصْحَابِ أَبِي (ع) حَيّاً وَ مَيِّتاً، فَإِنَّكَ أَفْضَلُ سُفُنِ ذَلِكَ الْبَحْرِ الْقَمْقَامِ الزَّاخِرِ، وَ أَنَّ مِنْ وَرَائِكَ مَلِكاً ظَلُوماً غَصُوباً يَرْقُبُ عُبُورَ كُلِّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ تَرِدُ مِنْ بَحْرِ الْهُدَى لِيَأْخُذَهَا غَصْباً ثُمَّ يَغْصِبَهَا وَ أَهْلَهَا،

زرارہ کے بیٹے عبداللہ سے منقول ہے کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا، اپنے والد کو میرا اسلام کہنا اور یہ بھی بتانا کہ میں بعض اوقات لوگوں کے سامنے تیرے عیب بیان کرتا ہوں لہٰذا تجھے ایسی باتیں سن کر دل تنگ نہیں ہونا چاہیے اس میں تیری بھلائی اور تحفظ ہے کیونکہ ہمارے مخالفین ہمارے دوستوں پر نظر رکھتے ہیں اور جسے ہمارا دوست سمجھ لیں تو اسے اذیت دیتے ہیں اور جس کا ہم کبھی شکوہ کر دیں تو وہ شخص ان لوگوں کی نظر میں محبوب بن جاتا ہے اس لیے میں نے تجھے عیب دار بنا دیا ہے کیونکہ تو لوگوں میں ہماری محبت کی وجہ سے مشہور ہے اور لوگ

---

[197] رجال الکشی، ص: ۱۳۹

تجھے اس میں مذموم سمجھتے ہیں تو میں نے تجھ میں عیب جوئی کی تاکہ تیرے عیب اور نقص کی وجہ سے تیرے امر دین کی تعریف کریں اور اس کے ذریعے ہم نے تجھ سے لوگوں کے ظلم و ستم کو دور کر دیا، اور خدا تعالی نے فرمایا؛ (حضرت موسیٰ و خضرؑ کے قصہ سے مثال دی، کہ حضرت خضرؑ نے کشتی کو عیب دار بنا دیا تو حضرت موسیٰؑ کے اعتراض کے جواب میں فرمایا) وہ کشتی مساکین کی تھی جو سمندر میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا اس میں عیب ڈال دوں کہ ان کے پیچھے ایک ظالم بادشاہ آ رہا تھا جو ہر صحیح و سالم کشتی کو غصب کر لیتا تھا، یہ خداوند کی طرف سے نازل شدہ قصہ ہے انہوں نے اس کشتی کو صرف اس لیے عیب دار کیا تاکہ وہ بادشاہ سے بچ جائے اور اس کے ہاتھوں نہ چلی جائے حالانکہ وہ صحیح و سالم تھی اس میں کسی عیب کی گنجائش نہ تھی، خدا کی حمد، اس مثال کو سمجھ لے خدا تجھ پر رحم کرے، خدا کی قسم تو میرے نزدیک سب سے محبوب ترین اور زندگی و موت دونوں میں میرے باپ کے اصحاب میں سے بھی محبوب ترین ہے تو اس تلاطم خیز سمندر کی بہترین کشتی کی مانند ہے تیرے پیچھے بھی ایک ظالم اور غاصب بادشاہ لگا ہے جو بحر ہدایت کی ہر بہترین کشتی کو غصب کرنا چاہتا ہے۔

وَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْکَ حَيّاً وَ رَحْمَتُهُ وَ رِضْوَانُهُ عَلَيْکَ مَيِّتاً، وَ لَقَدْ أَدَّى إِلَيَّ ابْنَاکَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ رِسَالَتَکَ، حَاطَهُمَا اللَّهُ وَ کَلَأَهُمَا وَ رَعَاهُمَا وَ حَفِظَهُمَا بِصَلَاحِ أَبِيهِمَا کَمَا حَفِظَ الْغُلَامَيْنِ، فَلَا يَضِيقَنَّ صَدْرُکَ مِنَ الَّذِي أَمَرَکَ أَبِي (ع) وَ أَمَرْتُکَ بِهِ، وَ أَتَاکَ أَبُو بَصِيرٍ بِخِلَافِ الَّذِي أَمَرْنَاکَ بِهِ، فَلَا وَ اللَّهِ مَا أَمَرْنَاکَ وَ لَا أَمَرْنَاهُ إِلَّا بِأَمْرٍ وَسِعَنَا وَ وَسِعَکُمُ الْأَخْذُ بِهِ، وَ لِکُلِّ ذَلِکَ عِنْدَنَا تَصَارِيفُ وَ مَعَانٍ تُوَافِقُ الْحَقَّ، وَ لَوْ أُذِنَ لَنَا لَعَلِمْتُمْ أَنَّ الْحَقَّ فِي الَّذِي أَمَرْنَاکُمْ بِهِ، فَرُدُّوا إِلَيْنَا الْأَمْرَ وَ سَلِّمُوا لَنَا وَ اصْبِرُوا لِأَحْکَامِنَا وَ ارْضَوْا بِهَا، وَ الَّذِي فَرَّقَ بَيْنَکُمْ فَهُوَ رَاعِيکُمُ الَّذِي اسْتَرْعَاهُ اللَّهُ خَلْقَهُ، وَ هُوَ أَعْرَفُ بِمَصْلَحَةِ

غَنَمه فِی فَسَادِ أَمْرِهَا، فَإِنْ شاءَ فَرَّقَ بَيْنَهَا لِتَسْلَمَ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهَا لِتَأْمَنَ مِنْ فَسَادِهَا وَ خَوْفِ عَدُوِّهَا فِی آثَارِ مَا يَأْذَنُ اللَّهُ، وَ يَأْتِيهَا بِالْأَمْنِ مِنْ مَأْمَنِه وَ الْفَرَجِ مِنْ عِنْدِه، عَلَيْكُمْ بِالتَّسْلِيمِ وَ الرَّدِّ إِلَيْنَا وَ انْتِظَارِ أَمْرِنَا وَ أَمْرِكُمْ وَ فَرَجِنَا وَ فَرَجِكُمْ، وَ لَوْ قَدْ قَامَ قَائِمُنَا وَ تَكَلَّمَ مُتَكَلِّمُنَا ثُمَّ اسْتَأْنَفَ بِكُمْ تَعْلِيمَ الْقُرْآنِ وَ شَرَائِعِ الدِّينِ وَ الْأَحْكَامِ وَ الْفَرَائِضِ كَمَا أَنْزَلَهُ اللَّهُ عَلَى [198]مُحَمَّد (ص) لَأَنْكَرَ أَهْلُ الْبَصَائِرِ فِيكُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ إِنْكَاراً شَدِيداً، ثُمَّ لَمْ تَسْتَقِيمُوا عَلَى دِينِ اللَّه وَ طَرِيقِه إِلَّا مِنْ تَحْتِ حَدِّ السَّيْفِ فَوْقَ رِقَابِكُمْ، إِنَّ النَّاسَ بَعْدَ نَبِيِّ اللَّه (ع) رَكِبَ اللَّهُ بِه سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَغَيَّرُوا وَ بَدَّلُوا وَ حَرَّفُوا وَ زَادُوا فِی دِينِ اللَّه وَ نَقَصُوا مِنْهُ، فَمَا مِنْ شَیْءٍ عَلَيْه النَّاسُ الْيَوْمَ إِلَّا وَ هُوَ مُنْحَرِفٌ عَمَّا نَزَلَ بِه الْوَحْیُ مِنْ عِنْدِ اللَّه فَأَجِبْ رَحِمَكَ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ تُدْعَى إِلَى حَيْثُ تُدْعَى، حَتَّى يَأْتِیَ مَنْ يَسْتَأْنِفُ بِكُمْ دِينَ اللَّه اسْتِئْنَافاً، وَ عَلَيْكَ بِالصَّلَاةِ السِّتَّة وَ الْأَرْبَعِينَ، وَ عَلَيْكَ بِالْحَجِّ أَنْ تُهِلَّ بِالْإِفْرَادِ وَ تَنْوِیَ الْفَسْخَ إِذَا قَدِمْتَ مَكَّةَ وَ طُفْتَ وَ سَعَيْتَ فَسَخْتَ مَا أَهْلَلْتَ بِه وَ قَلَبْتَ الْحَجَّ عُمْرَةً أَحْلَلْتَ إِلَى يَوْمِ التَّرْوِيَة ثُمَّ اسْتَأْنِفِ الْإِهْلَالَ بِالْحَجِّ مُفْرِداً إِلَى مِنًى وَ تَشْهَدَ الْمَنَافِعَ بِعَرَفَاتٍ وَ الْمُزْدَلِفَة، فَكَذَلِكَ حَجَّ رَسُولُ اللَّه (ص) وَ هَكَذَا أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَفْعَلُوا: أَنْ يَفْسَخُوا مَا أَهَلُّوا بِه وَ يَقْلِبُوا الْحَجَّ عُمْرَةً، وَ إِنَّمَا أَقَامَ رَسُولُ اللَّه (ص) عَلَى إِحْرَامِه لِلسَّوْقِ الَّذِی سَاقَ مَعَهُ، فَإِنَّ السَّائِقَ قَارِنٌ وَ الْقَارِنُ لَا

---

[198] رجال الکشی، ص: ۱۴۰

يُحِلُّ حَتَّى يَبْلُغَ هَدْيُهُ مَحِلَّهُ، وَ مَحِلُّهُ الْمَنْحَرُ بِمِنًى، فَإِذَا بَلَغَ أَحَلَّ، فَهَذَا الَّذِي أَمَرْنَاكَ بِهِ حَجُّ الْمُتَمَتِّعِ فَالْزَمْ ذَلِكَ وَ لَا يَضِيقَنَّ صَدْرُكَ، وَ الَّذِي أَتَاكَ بِهِ أَبُو بَصِيرٍ مِنْ صَلَاةِ إِحْدَى وَ خَمْسِينَ، وَ الْإِهْلَالِ بِالتَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى[199] الْحَجِّ، وَ مَا أَمَرْنَا بِهِ مِنْ أَنْ يُهِلَّ بِالتَّمَتُّعِ، فَلِذَلِكَ عِنْدَنَا مَعَانٍ وَ تَصَارِيفُ كَذَلِكَ مَا يَسَعُنَا وَ يَسَعُكُمْ وَ لَا يُخَالِفُ شَيْءٌ مِنْهُ الْحَقَّ وَ لَا يُضَادُّهُ، وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

تجھ پر زندگی اور موت دونوں حالتوں میں خدا کی رحمت ہو تیرے بیٹوں حسن اور حسین نے تیرا خط مجھے دیا، خدا ان دونوں کو تجھ جیسے باپ کی وجہ سے حفاظت اور رعایت فرمائے جیسے جوانوں کی حفاظت کی اور میں نے اور میرے والد گرامی نے تجھے جو کچھ کہا تھا ابو بصیر اس کے علاوہ تمھیں حکم سنائے تو تجھے اس سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بعض اوقات حق میں وسعت ہوتی ہے اور ہم اس وسعت کے دوسرا جواب دیتے ہیں اور اگر ہمیں اجازت دی جاتی تو تم جان لیتے کہ حق وہ ہے جو ہم نے تمھیں حکم دیا تو معاملہ ہمارے حال پر چھوڑ دو اور ہمارے احکام پر صبر کرو اور اس پر راضی رہو اور اس میں تمہاری بقاء بھی مضمر ہے کیونکہ ایک چرواہا بہتر جانتا ہے کہ اس کا ریوڑ اکٹھا رہے یا پراگندہ ہو جائے، دونوں صورتوں میں اس کے سامنے اپنے ریوڑ کا مفاد ہے، تم ہمارے قائم آل محمدؑ کے منتظر رہو جب وہ ظاہر ہونگے تو از سر نو لوگوں کو کتاب خدا، احکام دین اور شریعت اور فرائض کی تعلیم دیں گے جیسے اللہ نے محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمائے تو اس وقت ان کی تعلیمات کو دیکھ کر تم میں سے بہت سے بصیرت رکھنے والے لوگ گھبرا جائیں گے اور شدید انکار کریں گے۔

[199] رجال الکشی، ص: ۱۴۱

۲۲۲ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّیُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمِسْمَعِیِّ وَ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَسْبَاط، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ زُرَارَةَ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ أَبِی یَقْرَأُ عَلَیْکَ السَّلَامَ وَ یَقُولُ لَکَ جَعَلَنِیَ اللَّهُ فِدَاکَ إِنَّهُ لَا یَزَالُ الرَّجُلُ وَ الرَّجُلَانِ یَقْدُمَانِ فَیَذْکُرَانِ أَنَّکَ ذَکَرْتَنِی وَ قُلْتَ فِیَّ، فَقَالَ أَقْرِئْ أَبَاکَ السَّلَامَ وَ قُلْ لَهُ أَنَا وَ اللَّهِ أُحِبُّ لَکَ الْخَیْرَ فِی الدُّنْیَا وَ أُحِبُّ لَکَ الْخَیْرَ فِی الْآخِرَةِ، وَ أَنَا وَ اللَّهِ عَنْکَ رَاضٍ فَمَا تُبَالِی مَا قَالَ النَّاسُ بَعْدَ هَذَا. حسین بن زرارہ نے امام صادقؑ سے عرض کی؛ میرے والد نے آپ کو سلام عرض کیے اور کہا میں آپ پر قربان جاوں میرے پاس اکثر و بیشتر ایسے افراد آتے ہیں جو مجھے خبر دیتے ہیں کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں اور آپ نے برے الفاظ میں میرا تذکرہ کیا ہے، اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟ امام نے فرمایا میرے طرف سے اپنے والد کو سلام کہنا اور یہ بتانا کہ میں نے تیرے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی چاہی ہے اور خدا کی قسم ہم تجھ سے راضی ہیں اور ہمارے اس فرمان کے بعد تمہیں لوگوں کی باتوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

۲۲۳ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَال، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوب، عَنْ عَلِیِّ بْنِ رِئَاب، قَالَ دَخَلَ زُرَارَةُ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ یَا زُرَارَةُ مُتَأَهِّلٌ أَنْتَ قَالَ لَا، قَالَ وَ مَا یَمْنَعُکَ مِنْ ذَلِکَ قَالَ لِأَنِّی لَا أَعْلَمُ تَطِیبُ مُنَاکَحَةُ هَؤُلَاءِ أَمْ لَا، قَالَ فَکَیْفَ تَصْبِرُ وَ أَنْتَ شَابٌّ قَالَ أَشْتَرِی الْإِمَاءَ، قَالَ وَ مِنْ أَیْنَ طَابَ لَکَ نِکَاحُ الْإِمَاءِ قَالَ لِأَنَّ الْأَمَةَ إِنْ رَابَنِی مِنْ أَمْرِهَا شَیْءٌ بِعْتُهَا، قَالَ لَمْ أَسْأَلْکَ عَنْ هَذَا وَ لَکِنْ سَأَلْتُکَ مِنْ

أَيْنَ طَابَ لَکَ فَرْجُهَا قَالَ لَهُ فَتَأْمُرُنِی أَنْ أَتزَوَّجَ قَالَ لَهُ ذَاکَ إِلَيْکَ، فَقَالَ لَهُ زُرَارَةُ هَذَا الْكَلَامُ يَنْصَرِفُ عَلَى ضَرْبَيْنِ: إِمَّا أَنْ لَا تُبَالِيَ أَنْ أَعْصِيَ اللَّهَ إِذْ لَمْ تَأْمُرْنِی بِذَلِکَ وَ الْوَجْهُ الْآخَرُ أَنْ تَكُونَ مُطْلَقاً لِی، قَالَ، فَقَالَ عَلَيْکَ[200] بِالْبَلْهَاءِ، قَالَ، فَقُلْتُ: مِثْلَ الَّتِی تَكُونُ عَلَى رَأْيِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ وَ سَالِمِ بْنِ أَبِی حَفْصَةَ قَالَ لَا، الَّتِی لَا تَعْرِفُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ وَ لَا تَنْصِبُ، قَدْ زَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ وَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَ تَزَوَّجَ عَائِشَةَ وَ حَفْصَةَ وَ غَيْرَهُمَا، فَقَالَ لَسْتُ أَنَا بِمَنْزِلَةِ النَّبِیِّ (ص) الَّذِی كَانَ يَجْرِی عَلَيْهِمْ حُكْمُهُ، وَ مَا هُوَ إِلَّا مُؤْمِنٌ أَوْ كَافِرٌ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَ مِنْكُمْ مُؤْمِنٌ، فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَأَيْنَ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ، وَ أَيْنَ الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ، وَ أَيْنَ الَّذِينَ خَلَطُوا عَمَلًا صالِحاً وَ آخَرَ سَيِّئاً، وَ أَيْنَ الَّذِينَ لَمْ يَدْخُلُوها وَ هُمْ يَطْمَعُونَ قَالَ زُرَارَةُ أَ يَدْخُلُ النَّارَ مُؤْمِنٌ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ، قَالَ زُرَارَةُ فَيَدْخُلُ الْكَافِرُ الْجَنَّةَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَا، فَقَالَ زُرَارَةُ هَلْ يَخْلُو أَنْ يَكُونَ مُؤْمِناً أَوْ كَافِراً فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَوْلُ اللَّهِ أَصْدَقُ مِنْ قَوْلِکَ يَا زُرَارَةُ، بِقَوْلِ اللَّهِ أَقُولُ، يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: لَمْ يَدْخُلُوها وَ هُمْ يَطْمَعُونَ، لَوْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ لَدَخَلُوا الْجَنَّةَ وَ لَوْ كَانُوا كَافِرِينَ لَدَخَلُوا النَّارَ، قَالَ فَمَا ذَا فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَرْجِهِمْ حَيْثُ أَرْجَأَهُمُ اللَّهُ أَمَا إِنَّکَ لَوْ بَقِيتَ لَرَجَعْتَ عَنْ هَذَا الْكَلَامِ وَ لَحَلَلْتَ عِنْدَکَ قَالَ، وَ أَصْحَابُ زُرَارَةَ

---

[200] رجال الکشی، ص: ۱۴۲

يَقُولُونَ لَرَجَعْتَ عَنْ هَذَا الْكَلَامِ وَ تَحَلَّلَتْ عَنْكَ عُقَدُ الْإِيمَانِ. قَالَ أَصْحَابُ زُرَارَةَ: فَكُلُّ مَنْ أَدْرَكَ زُرَارَةَ بْنَ أَعْيَنَ فَقَدْ أَدْرَكَ[۲۰۱] أَبَاعَبْدِ اللَّهِ (ع) فَإِنَّهُ مَاتَ بَعْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) بِشَهْرَيْنِ أَوْ أَقَلَّ، وَ تُوُفِّيَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ زُرَارَةُ مَرِيضٌ مَاتَ فِي مَرَضِهِ ذَلِكَ.

علی بن رئاب کا بیان ہے کہ زرارہ امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے فرمایا ؛ اے زرارہ، تو نے شادی کی ہے ؟اس نے عرض کی ؛ نہیں مولا، فرمایا ؛ اس میں کیا مانع اور مشکل ہے ؟، اس نے عرض کی ؛ مجھے علم نہیں کہ ان مخالفین سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟، آپ نے فرمایا ؛ تو جوان ہے پھر کیسے صبر کرتا ہے ؟اس نے عرض کی ؛ میں کنیزیں خریدتا ہوں، آپ نے فرمایا ؛ تیرے لیے کنیزوں سے نکاح کیسے جائز ہوا؟اس نے عرض کی ؛ اس لیے کہ کنیز کے عقیدے کے لحاظ سے اگر مجھے شک ہو تو اس کو بیچ دیتا ہوں ،آپ نے فرمایا ؛ میں نے تجھ سے یہ نہیں پوچھا بلکہ سوال یہ ہے کہ تیرے لیے ان سے نکاح کیسے جائز ہے ؟اس نے عرض کی آپ مجھے شادی کرنے کا حکم دیتے ہیں ؟ فرمایا ؛ تیری مرضی، تو زرارہ نے عرض کی ، اس کلام کے دو معنی ہیں ؛ یا آپ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ میں معصیت خدا کروں جب آپ نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا یا آپ میرے لیے شرط نہیں رکھتے ،آپ نے فرمایا تو کسی سادہ لوح لڑکی سے شادی کرلے ، اس نے عرض کی اس طرح کی جو حکم بن عتبہ و سالم بن ابی حفصہ کی آراء کی قائل ہو ، فرمایا ؛ نہیں ، بلکہ جو تمہارے امر کی معرفت نہ رکھتی ہو اور نہ ناصبی ہو ، رسول اکرم نے ابو العاص بن ربیع اور عثمان بن عفان کی شادی کرائی اور حضرت عائشہ و حفصہ وغیرہ سے شادی کی ، زرارہ نے عرض کی ؛ مولا میں نبی اکرم کی منزلت پہ نہیں ہوں آپ پر تو خاص احکام جاری ہوتے تھے حقیقت میں یا مومن ہو گی یا کافر، خدا نے فرمایا ؛ تم میں کچھ کافر اور کچھ مومن ہیں

---

[۲۰۱] رجال الکشی، ص: ۱۴۳

،آپ نے فرمایا؛ تو اصحاب اعراف کہاں ہیں، مولفۃ القلوب کہاں ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے عمل محفوظ ہیں کچھ نیکیاں اور کچھ برائیاں، وہ لوگ کہاں ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہونگے مگر وہ اس کی خواہش رکھتے تھے؟ زرارہ نے عرض کی؛ کیا مومن جہنم جائے گا؟ فرمایا؛ ان میں سے کوئی نہیں جائیگا مگر خدا چاہے، زرارہ نے عرض کی کافر جنت جائے گا؟ فرمایا؛ نہیں ،زرارہ نے کہا؛ پھر یا مومن ہے یا کافر؟ آپ نے فرمایا؛ اے زرارہ، تیری بات سے خدا کا قول زیادہ سچا ہے؛ میں خدا کے قول کا قائل ہوں، اللہ تعالی نے فرمایا؛ (اصحاب اعراف) جنت میں داخل نہیں ہوئے درحالانکہ ان کی خواہش تھی، اگر مومن ہوتے تو جنت جاتے اگر کافر ہوتے تو جہنم جاتے ،زرارہ نے عرض کی؛ کیوں؟ آپ نے فرمایا انہیں چھوڑیئے جیسے خدا نے ان کا معاملہ موخر کیا ہے اور تو اگر باقی رہا تو تو اس رائے کو چھوڑ دے گا اور تیرے لیے یہ عقدہ حل ہو جائے گا، زرارہ کے ساتھیوں نے کہا تو اس کلام کو چھوڑ دے گا اور تیرے لیے ایمان کے عقدے کھلیں گے، اور وہ کہتے ہیں جس نے زرارہ کو پایا اس نے امام صادق کو پایا اور زرارہ امام صادق کے بعد ایک یا دو ماہ بعد فوت ہوا، جب امام صادق کی وفات ہوئی زرارہ مریض تھا اور اسی مرض میں فوت ہوا۔

۲۲۴ حَدَّثَنِی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْوَرَّاقُ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی بُنَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ **مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی عُمَيْرٍ**، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ كَيْفَ تَرَكْتَ زُرَارَةَ قَالَ تَرَكْتُهُ لَا يُصَلِّی الْعَصْرَ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ، قَالَ فَأَنْتَ رَسُولِی إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ فَلْيُصَلِّ فِی مَوَاقِيتِ أَصْحَابِهِ فَإِنِّی قَدْ حَرَّقْتُ، قَالَ فَأَبْلَغْتُهُ ذَلِكَ فَقَالَ أَنَا وَ اللَّهِ أَعْلَمُ أَنَّكَ لَمْ تَكْذِبْ عَلَيْهِ وَ لَكِنِّی أَمَرَنِی بِشَیْءٍ فَأَكْرَهُ أَنْ أَدَعَهُ.

ہشام بن سالم نے محمد بن ابی عمیر سے نقل کیا کہ میں امام صادقؑ کے پاس گیا فرمایا تو نے زرارہ کو کس حال میں چھوڑا؟ میں نے عرض کی میں نے اس کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ عصر نہیں پڑھتا یہاں تک کہ سورج غائب ہو جائے فرمایا تو میرا پیغام اس کو پہنچا دے، اسے کہہ دے؛ نماز اپنے ساتھیوں کے وقت میں پڑھا کرے، پس میں نے اپنی رائے بدل دی ہے تو میں نے یہ پیغام زرارہ کو پہنچایا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو امام پر جھوٹ نہیں بول رہا لیکن آپ نے مجھے ایک چیز کا حکم دیا تھا تو میں ناپسند کرتا ہوں کہ اسے چھوڑ دوں۔

۲۲۵ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی سَعْدُ بْنُ عَبْد اللَّه، قَالَ حَدَّثَنی أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد بْنِ عیسَی وَ عَلیُّ بْنُ إِسْمَاعیلَ بْنِ عیسَی، عَنْ مُحَمَّد بْنِ عُمَرَ بْنِ سَعید الزَّیَّات، عَنْ یَحْیَی بْنِ أَبی حَبیبٍ، قَالَ سَأَلْتُ الرِّضَا (ع) عَنْ أَفْضَلِ مَا یَتَقَرَّبُ به الْعَبْدُ إِلَی اللَّه منْ صَلَاته فَقَالَ ستٌّ وَ أَرْبَعُونَ رَكْعَةً فَرَائضُهُ وَ نَوَافلُه، فَقُلْتُ هَذه روَایَةُ زُرَارَةَ! فَقَالَ أَ تَرَی أَنَّ أَحَداً كَانَ أَصْدَعَ بحَقٍّ منْ زُرَارَةَ.

یحییٰ بن ابی حبیب کا بیان ہے میں نے امام رضاؑ سے سوال کیا اس افضل نماز کے بارے میں جس کے ذریعے بندہ اپنے خدا کے قریب ہوتا ہے؟ فرمایا ۴۶ رکعت نماز فریضہ و نوافل، میں نے عرض کی یہ زرارہ کی روایت ہے، فرمایا کیا تو کسی کو دیکھتا ہے جو زرارہ سے زیادہ حق گو ہو۔

۲۲۶ حَدَّثَنی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ عیسَی، عَنِ الْقَاسمِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنِ ابْنِ بُكَیْرٍ، قَالَ دَخَلَ زُرَارَةُ عَلَی أَبی عَبْد اللَّه (ع) قَالَ إِنَّكُمْ قُلْتُمْ لَنَا فی الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ عَلَی ذرَاعٍ وَ ذرَاعَیْنِ، ثُمَّ قُلْتُمْ أَبْردُوا بهَا فی الصَّیْف، فَكَیْفَ

الْإِبْرَادُ بِهَا وَ فَتَحَ أَلْوَاحَهُ لِيَكْتُبَ مَا يَقُولُ، فَلَمْ يُجِبْهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع)[۲۰۲] بِشَيْءٍ، فَأَطْبَقَ أَلْوَاحَهُ فَقَالَ إِنَّمَا عَلَيْنَا أَنْ نَسْأَلَكُمْ وَ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِمَا عَلَيْكُمْ، وَ خَرَجَ وَ دَخَلَ أَبُو بَصِيرٍ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ إِنَّ زُرَارَةَ سَأَلَنِي عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ أُجِبْهُ، وَ قَدْ ضِقْتُ فَاذْهَبْ أَنْتَ رَسُولِي إِلَيْهِ، فَقُلْ صَلِّ الظُّهْرَ فِي الصَّيْفِ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَ الْعَصْرَ إِذَا كَانَ مِثْلَيْكَ، وَ كَانَ زُرَارَةُ هَكَذَا يُصَلِّي فِي الصَّيْفِ، وَ لَمْ أَسْمَعْ أَحَداً مِنْ أَصْحَابِنَا يَفْعَلُ ذَلِكَ غَيْرَهُ وَ غَيْرَ ابْنِ بُكَيْرٍ.

ابن بکیر نے بیان کیا کہ زرارہ امام صادق کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ظہر و عصر کو ایک اور دو زراع (ہاتھ) تک سایہ پہنچ جانے کے وقت پڑھیں، پھر آپ نے حکم دیا کہ گرمیوں میں کچھ ٹھنڈا ہونے دیں، تو گرمیوں میں ٹھنڈا کیسے ہو اس کی وضاحت فرمائیں؟ اور زرارہ تختیاں کھول کر لکھنے کے لیے تیار بیٹھ گیا، امام صادق نے کوئی جواب نہ دیا تو انہوں نے اپنی تختیاں سمیٹ لیں اور عرض کی؛ ہمارا فرض ہے آپ سے سوال کریں اور آپ اپنے وظیفے کو بہتر جانتے ہیں اور چلے گئے، پھر ابو بصیر امام کے پاس پہنچے تو فرمایا آج زرارہ نے مجھ سے ایک سوال کیا مگر میں نے اس کا کوئی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا اسے میرا یہ پیغام پہنچادو گرمیں میں نماز ظہر اس وقت پڑھے جب اس کا سایہ اس کے برابر ہو اور نماز عصر اس وقت پڑھے جب سایہ اس کے دو برابر ہو، اور زرارہ اس طرح نماز پڑھتے تھے اور میں نے اپنے اصحاب میں سے کسی نہیں سنا جو اس طرح کرتا ہو سوائے زرارہ و ابن بکیر کے۔

[۲۰۲] رجال الکشی، ص: ۱۴۴

۲۲۷ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ عیسَی، عَنِ ابْنِ أَبی عُمَیْرٍ، عَنِ ابْنِ أُذَیْنَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ کُنْتُ قَاعداً عنْدَ أَبی عَبْد اللَّه (ع) أَنَا وَ حُمْرَانُ، فَقَالَ لَهُ حُمْرَانُ مَا تَقُولُ فیمَا یَقُولُ زُرَارَةُ فَقَدْ خَالَفْتُهُ فیه قَالَ فَمَا هُوَ قَالَ یزْعُمُ أَنَّ مَوَاقیتَ الصَّلَاة مُفَوَّضَةٌ إِلَی رَسُولِ اللَّه (ص) وَ هُوَ الَّذی وَضَعَهَا، قَالَ: فَمَا تَقُولُ أَنْتَ قَالَ قُلْتُ إِنَّ جبْریلَ (ع) أَتَاهُ فی الْیَوْمِ الْأَوَّلِ بالْوَقْت الْأَوَّلِ وَ فی الْیَوْمِ الثَّانی بالْوَقْت الْآخرِ ثُمَّ قَالَ جبْریلُ یَا مُحَمَّدُ مَا بَیْنَهُمَا وَقْتٌ! فَقَالَ أَبُو عَبْد اللَّه (ع) یَا حُمْرَانُ إِنَّ زُرَارَةَ یَقُولُ إِنَّمَا جَاءَ جبْریلُ مُشیراً عَلَی مُحَمَّدٍ (ع)، صَدَقَ زُرَارَةُ، جَعَلَ اللَّهُ ذَلکَ إِلَی مُحَمَّدٍ (ع) فَوَضَعَهُ وَ أَشَارَ جبْریلُ عَلَیْه.

زرارہ کا بیان ہے کہ میں اور حمران امام صادقؑ کے پاس بیٹھے تھے کہ حمران نے عرض کی ؛ آپ اس چیز کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو زرارہ نے کہی ہے اور میں نے اس بات میں اس کی مخالفت کی ہے فرمایا ؛ وہ کیا چیز ہے ؟ اس نے کہا ؛ زرارہ گمان کرتا ہے کہ نماز کے اوقات کی تعیین رسول اکرم ﷺ کو تفویض (سپرد) کی گئی تھی تو اوقات آپ نے مقرر فرمائے ، آپ نے فرمایا ؛ (اے زرارہ) تو کیا کہتا ہے ؟ تو میں نے کہا ؛ میں کہتا ہوں کہ جبریل آپ کے پاس پہلے دن پہلا وقت اور دوسرے دن دوسرا وقت لائے تھے ، پھر جبریل نے کہا اے محمد مصطفیؐ ! ان کے درمیان آپ وقت مقرر کر دیں ، تو امام نے فرمایا ؛ اے حمران ، زرارہ کہتا ہے جبریل وقت لائے تھے اور حضرت محمد مصطفیؐ کے لیے اشارہ تھا تو یہ زرارہ نے صحیح اور سچ کہا ہے ، اللہ نے یہ نبی اکرم ﷺ کے لیے قرار دیا تھا آپ نے انہیں مقرر فرمایا اور جبریل نے انہیں اشارہ فرمایا۔

۲۲۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنَا جبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَارِيَابِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی الْعُبَيْدِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَی، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ يَقُولُ: رَحِمَ اللَّهُ أَبَا جَعْفَرٍ وَ أَمَّا جَعْفَرٌ فَإِنَّ فِی قَلْبِی عَلَيْهِ لَفْتَةً! فَقُلْتُ لَهُ وَ مَا حَمَلَ زُرَارَةَ عَلَی هَذَا قَالَ حَمَلَهُ عَلَی هَذَا لِأَنَّ أَبَا[203] عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَخْرَجَ مَخَازِيَهُ. یونس نے ابن مسکان سے روایت کی کہ زرارہ نے کہا خدا امام باقرؑ پر رحم فرمائے لیکن امام صادقؑ کے بارے میں میرے دل میں شک اور خلش ہے، راوی کہتا ہے میں نے ابن مسکان سے کہا؛ یہ زرارہ نے کیوں کہا؟ تو اس نے کہا اس کی وجہ یہ تھی جو امام صادقؑ نے اس کی عیوب اور برائیاں فاش کی تھیں۔

۲۲۹ حَدَّثَنِی حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا الْعُبَيْدِیُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْخُتَّلِیِّ وَ هُوَ الْمَشْرِقِیُّ، قَالَ قَالَ لِی أَبُو الْحَسَنِ الْخُرَاسَانِیُّ (ع) كَيْفَ تَقُولُونَ فِی الاسْتِطَاعَةِ بَعْدَ يُونُسَ فَذَهَبَ فِيهَا مَذْهَبَ زُرَارَةَ وَ مَذْهَبُ زُرَارَةَ هُوَ الْخَطَاءُ، فَقُلْتُ لَا، وَ لَكِنَّهُ بِأَبِی أَنْتَ وَ أُمِّی مَا يَقُولُ زُرَارَةُ فِی الاسْتِطَاعَةِ وَ قَوْلُ زُرَارَةَ فِيمَنْ قُدِّرَ وَ نَحْنُ مِنْهُ بِرَاءٌ وَ لَيْسَ مِنْ دِينِ آبَائِكَ، وَ قَالَ الْآخَرُونَ بِالْجَبْرِ وَ نَحْنُ مِنْهُ بِرَاءٌ وَ لَيْسَ مِنْ دِينِ آبَائِكَ، قَالَ فَبِأَیِّ شَیْءٍ تَقُولُونَ قُلْتُ بِقَوْلِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ سَأَلَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لِلّٰهِ عَلَی النّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا(آل عمران،۹۷)، مَا

[203] رجال الکشی، ص: ۱۴۵

اسْتِطَاعَتُهُ قَالَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) صِحَّتُهُ وَ مَالُهُ فَنَحْنُ بِقَوْلِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) نَأْخُذُ قَالَ صَدَقَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) هَذَا هُوَ الْحَقُّ.

ہشام بن ابراہیم ختّلی مشرقی نے کہا کہ امام ابوالحسن خراسانی (امام رضاؑ) نے مجھ سے فرمایا؛ تم یونس کے بعد استطاعت کے بارے میں کیا کہتے ہو، وہ اس کے بارے میں زرارہ کا نظریہ رکھتا تھا اور زرارہ کا نظریہ اس میں غلط تھا، میں نے عرض کی، نہیں مولا، لیکن میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ہم استطاعت کے بارے میں زرارہ کے نظریئے سے بری ہیں اور وہ آپ کے آباء کے دین میں سے نہیں ہے اور دوسرے جبر کے قائل ہیں ہم ان سے بھی بری ہیں او روہ آپکے آباء کے دین سے نہیں ہے، تو امام نے فرمایا تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کی میں اس میں امام صادقؑ کے قول پر ایمان رکھتا ہوں؛ آپ سے خدا کی اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جو لوگ مکہ کی طرف استطاعت رکھتے ہوں تو ان پر حج واجب ہے، تو امام صادقؑ نے فرمایا؛ اس سے انسان کی صحت اور مال کی استطاعت مراد ہے اور ہم امام صادقؑ کے قول کو پر ایمان رکھتے ہیں تو امام رضاؑ نے فرمایا؛ امام صادقؑ نے سچ فرمایا اور یہی حق ہے۔

۲۳۰ حَدَّثَنِی طَاهِرُ بْنُ عِیسَی الْوَرَّاقُ، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَیُّوبَ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو الْحَسَنِ صَالِحُ بْنُ أَبِی حَمَّادٍ الرَّازِیُّ، عَنِ ابْنِ أَبِی نَجْرَانَ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِی حَمْزَةَ، عَنْ أَبِی بَصِیرٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ قُلْتُ الَّذِینَ آمَنُوا وَ لَمْ یَلْبِسُوا إِیمانَهُمْ بِظُلْمٍ(انعام۸۲) قَالَ أَعَاذَنَا اللَّهُ وَ إِیَّاکَ مِنْ ذَلِکَ الظُّلْمِ، قُلْتُ مَا هُوَ قَالَ هُوَ وَ اللَّهِ مَا أَحْدَثَ زُرَارَةُ وَ أَبُو حَنِیفَةَ وَ هَذَا الضَّرْبُ، قَالَ قُلْتُ الزِّنَا مَعَهُ قَالَ الزِّنَا ذَنْبٌ.

ابو بصیر نے بیان کیا کہ میں نے امام صادقؑ کے پاس اس آیت ؛ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا، کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا، ہمیں اور تمہیں خدا اس ظلم سے پناہ دے، تو میں نے عرض کی وہ ظلم کیا ہے ؛ فرمایا ؛ خدا کی قسم ! یہ وہی ظلم ہے جو زرارہ، ابو حنیفہ اور ان جیسوں نے بدعتیں نکالی ہیں، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی ؛ زنا اس کے ساتھ ہے، تو آپ نے فرمایا ؛ زنا گناہ ہے۔

۲۳۱ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ حَفْصٍ مُؤَذِّنِ عَلِیِّ بْنِ يَقْطِينٍ يُكَنَّى أَبَا مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِی بَصِيرٍ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) الَّذِينَ آمَنُوا وَ لَمْ يَلْبِسُوا إِيمانَهُمْ بِظُلْمٍ(انعام۸۲) قَالَ أَعَاذَنَا اللَّهُ وَ إِيَّاكَ يَا أَبَا بَصِيرٍ مِنْ ذَلِكَ الظُّلْمِ ذَلِكَ مَا ذَهَبَ فِيهِ زُرَارَةَ وَ أَصْحَابُهُ وَ أَبُو حَنِيفَةَ وَ أَصْحَابُهُ.

ابو بصیر نے بیان کیا کہ میں نے امام صادقؑ کے پاس اس آیت ؛ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا، کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا، ہمیں اور تمہیں خدا اس ظلم سے پناہ دے، اور یہ وہی ظلم ہے جو زرارہ اور اس کے ساتھیوں اور ابو حنیفہ اور اس کے ساتھیوں نے بدعتیں نکالی ہیں۔

۲۳۲ حَدَّثَنِی حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ حَمْزَةَ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) بَلَغَنِی أَنَّكَ بَرِئْتَ مِنْ عَمِّی يَعْنِی زُرَارَةَ قَالَ، فَقَالَ أَنَا لَمْ أَبْرَأْ مِنْ زُرَارَةَ لَكِنَّهُمْ يَجِيئُونَ وَ يَذْكُرُونَ وَ يَرْوُونَ عَنْهُ، فَلَوْ سَكَتُّ عَنْهُ أَلْزَمُونِيهِ، فَأَقُولُ مَنْ قَالَ هَذَا فَأَنَا إِلَى اللَّهِ مِنْهُ بَرِیءٌ.

حمزہ کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے میرے چچا زرارہ سے براءت کی ہے تو آپ نے فرمایا؛ میں نے زرارہ سے براءت نہیں کی لیکن لوگ میرے پاس آتے ہیں اور اس کی باتیں ذکر کرتے ہیں اور اس سے باتیں نقل کرتے ہیں تو اگر میں خاموش رہوں تو اگر میں اس ان باتوں سے خاموش رہوں تو مجھے بھی انہی باتوں کا قائل بنا دیں گے تو میں کہتا ہوں جو شخص ایسی بات کرے تو میں اس سے خدا کے دربار میں بری ہوں۔

۲۳۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللَّه بْنُ مُحَمَّد بْنِ خَالد، قَالَ حَدَّثَنِی الْوَشَّاءُ، عَنِ ابْنِ خدَاشٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ إِسْمَاعِیلَ، عَنْ رِبْعِیٍّ، عَنِ الْهَیْثَمِ بْنِ حَفْصٍ الْعَطَّارِ، قَالَ سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ حُمْرَانَ، یَقُولُ حِینَ قَدِمَ مِنَ الْیَمَنِ لَقِیتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) فَقُلْتُ لَهُ بَلَغَنِی أَنَّکَ لَعَنْتَ عَمِّی زُرَارَةَ قَالَ فَرَفَعَ یَدَهُ حَتَّى صَکَّ بِهَا صَدْرَهُ، ثُمَّ قَالَ لَا وَ اللَّه مَا قُلْتُ وَ لَکِنَّکُمْ تَأْتُونَ عَنْهُ بِأَشْیَاءَ فَأَقُولُ مَنْ قَالَ هَذَا فَأَنَا مِنْهُ بَرِیءٌ، قَالَ قُلْتُ فَأَحْکِی لَکَ مَا یَقُولُ قَالَ نَعَمْ، قَالَ قُلْتُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمْ یُکَلِّفِ الْعِبَادَ إِلَّا مَا یُطِیقُونَ وَ أَنَّهُمْ لَنْ یَعْمَلُوا إِلَّا أَنْ یَشَاءَ اللَّهُ وَ یُرِیدُ وَ یَقْضِی، قَالَ هُوَ وَ اللَّه الْحَقُّ، وَ دَخَلَ عَلَیْنَا صَاحِبُ الزُّطِّیِّ فَقَالَ لَهُ یَا مُیَسِّرُ أَ لَسْتَ عَلَى هَذَا قَالَ عَلَى أَیِّ شَیْءٍ أَصْلَحَکَ اللَّهُ أَوْ جُعِلْتُ[۲۰۴] فِدَاکَ قَالَ فَأَعَادَ هَذَا الْقَوْلَ عَلَیْهِ کَمَا قُلْتُ لَهُ، ثُمَّ قَالَ هَذَا وَ اللَّه دِینِی وَ دِینُ آبَائِی.

---

[۲۰۴] رجال الکشی، ص: ۱۴۷

ہیثم بن حفص عطّار کا بیان ہے کہ جب حمزہ بن حمران یمن سے واپس آئے تو انھوں نے بتایا؛ میں نے امام صادقؑ سے ملاقات کی اور ان سے عرض کی مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے میرے چچا پر لعنت کی ہے، تو آپ نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے پھر اپنے سینے پر مارے پھر فرمایا؛ خدا کی قسم ہر گز نہیں، میں نے ایسا نہیں کہا، لیکن تم ان سے باتیں نقل کرتے ہو تو میں کہتا ہوں جو ایسی بات کرے تو میں اس سے بری ہوں، راوی کہتا میں نے کہا؛ تو میں ان کی ایک بات نقل کروں؟ فرمایا ہاں، میں نے عرض کی اللہ نے اپنے بندوں کو صرف اتنی تکلیف دی ہے جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں، وہ خدا کی مشیئت سے عمل کرتے اور اس کے ارادہ و قضاء کے مطابق عمل کرتے ہیں، آپ نے فرمایا؛ خدا کی قسم یہ حق ہے، پھر اس وقت صاحب زطی حاضر ہوا آپ نے فرمایا اے میسّر! کیا تو اس عقیدہ پر نہیں ہے؟ اس نے عرض کی، مولا کونسی بات؟ خدا آپ کا بھلا کرے، میں آپ پر قربان جاوں، تو آپ نے اس کے سامنے میرے اس بات کو دہرایا اور فرمایا؛ خدا کی قسم! یہ میرا اور میرے آباء کا دین ہے۔

۲۳۴ حَدَّثَنِی أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی الْقَاسِمِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَعْرُوفُ بِمَاجِیلَوَیْه، عَنْ زِیَادِ بْنِ أَبِی الْحَلَّالِ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ زُرَارَةَ رَوَی عَنْکَ فِی الِاسْتِطَاعَةِ شَیْئاً فَقَبِلْنَا مِنْهُ وَ صَدَّقْنَاهُ وَ قَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ أَعْرِضَهُ عَلَیْکَ! فَقَالَ هَاتِه! قُلْتُ فَزَعَمَ أَنَّهُ سَأَلَکَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ؛ وَ لِلَّهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَیْهِ سَبِیلًا(آل عمران،۹۷)، فَقُلْتَ مَنْ مَلَکَ زَاداً وَ رَاحِلَةً، فَقَالَ کُلُّ مَنْ مَلَکَ زَاداً وَ رَاحِلَةً فَهُوَ مُسْتَطِیعٌ لِلْحَجِّ وَ إِنْ لَمْ یَحُجَّ فَقُلْتُ نَعَمْ. فَقَالَ لَیْسَ هَکَذَا سَأَلَنِی وَ لَا هَکَذَا قُلْتُ، کَذَبَ عَلَیَّ وَ اللَّهِ کَذَبَ عَلَیَّ وَ اللَّهِ، لَعَنَ اللَّهُ زُرَارَةَ لَعَنَ اللَّهُ زُرَارَةَ، لَعَنَ اللَّهُ زُرَارَةَ، إِنَّمَا قَالَ لِی مَنْ کَانَ لَهُ زَادٌ وَ رَاحِلَةٌ فَهُوَ مُسْتَطِیعٌ

لِلْحَجِّ قُلْتُ وَ قَدْ وَجَبَ عَلَيْه، قَالَ فَمُسْتَطِيعٌ هُوَ، فَقُلْتُ لَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَه، قُلْتُ فَأُخْبِرُ زُرَارَةَ بِذَلِکَ، قَالَ نَعَمْ. قَالَ زِيَادٌ فَقَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَلَقِيتُ زُرَارَةَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ سَكَتُّ عَنْ لَعْنِه، فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ أَعْطَانِي الِاسْتِطَاعَةَ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُ، وَ صَاحِبُكُمْ هَذَا لَيْسَ لَهُ بَصِيرَةٌ بِكَلَامِ الرِّجَالِ.

زیاد بن ابی حلال کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی بے شک زرارہ نے آپ سے استطاعت کے بارے میں ایک روایت نقل کی ، ہم نے اس سے قبول کیا اور اس کی تصدیق کی اور میں چاہتا ہوں کہ وہ روایت آپ کو سناوں ،امام نے فرمایا ؛ ہاں پیش کرو، میں نے عرض کی ؛اس نے گمان کیا کہ اس نے آپ سے آیت ؛ جو لوگ مکہ کی طرف استطاعت رکھتے ہوں تو ان پر حج واجب ہے ، کے بارے میں سوال کیا ؛تو آپ نے فرمایا ؛ جو زاد و راحلہ رکھتا ہو تو اس نے کہا ؛ جو بھی زاد و راحلہ رکھتا ہو وہ مستطیع ہے اگرچہ حج نہ کرے ؟ میں نے عرض کی ؛ہاں ،آپ نے فرمایا نہ اس نے اس طرح مجھ سے سوال کیا اور نہ میں نے اس طرح کہا خدا کی قسم اس نے مجھ پر جھوٹ بولا، خدا کی قسم اس نے مجھ پر جھوٹ بولا ،خدا زرارہ پر لعنت کرے ، خدا زرارہ پر لعنت کرے ، اس نے مجھ سے پوچھا تھا اگر کسی کے پاس زاد راہ اور سواری ہو تو وہ مستطیع حج ہے یا نہیں ؟ میں نے جواب دیا ؛اس پر حج واجب ہے تو اس نے کہا تھا تو وہ مستطع ہوا؟ میں نے کہا تھا ؛ نہیں یہاں تک کہ اس کو اجازت دی جائے ، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی کیا میں زرارہ کو اس کی خبر دوں ؟فرمایا ؛ ہاں ، زیاد کہتا ہے میں کوفہ آکر زرارہ سے ملا اور ان کو خبر دی جو امام نے فرمایا تھا مگر میں نے امام کی لعنت کا ذکر نہیں کیا تو زرارہ نے کہا ؛ پھر تو امام نے مجھے استطاعت کی خبر دی ہے درحالانکہ آپ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور تمہارے امام کو لوگوں کے کلام کی بصیرت نہیں ہے۔

۲۳۵ قَالَ أَبُو عَمْرٍو مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْكَشِّيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ بَحْرٍ الْكِرْمَانِيُّ الدُّهْنِيُّ النَّرْمَاشِيرِيُّ قَالَ وَ كَانَ مِنَ الْغُلَاةِ الْحَنِقِينَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْعَبَّاسِ الْمُحَارِبِيُّ الْجَزَرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ حَدَّثَنَا فَضَالَةُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ فُضَيْلٍ الرَّسَّانِ، قَالَ قِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ زُرَارَةَ يَدَّعِي أَنَّهُ أَخَذَ عَنْكَ الِاسْتِطَاعَةَ قَالَ لَهُمْ عفرا كَيْفَ أَصْنَعُ بِهِمْ وَ هَذَا الْمُرَادِيُّ بَيْنَ يَدَيَّ وَ قَدْ أَرَيْتُهُ وَ هُوَ أَعْمَى بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ فَشَكَّ وَ أَضْمَرَ أَنِّي سَاحِرٌ، فَقُلْتُ اللَّهُمَّ لَوْ لَمْ تَكُنْ جَهَنَّمُ إِلَّا سُكُرُّجَةً لَوَسِعَهَا آلُ أَعْيَنَ بْنِ سِنْسِنَ، قِيلَ فَحُمْرَانُ قَالَ حُمْرَانُ لَيْسَ مِنْهُمْ. فضیل رسّان کا کہنا ہے کہ امام صادقؑ سے کہا گیا کہ زرارہ دعوی کرتا ہے کہ اس نے آپ سے استطاعت حاصل کی ہے، تو آپ نے اصحاب سے فرمایا؛ اس کے منہ میں خاک، میں ان کو کیا کروں ؟! یہ مرادی میرے سامنے ہے میں نے اسے سمجھایا تھا، وہ آسمان و زمین میں نابینا ہے، مگر اس نے شک کیا اور دل میں یہ رکھا کہ میں جادو گر ہوں، تو میں نے کہا، خدایا؛ اگر جہنم کھانے کے ایک ظرف جتنی ہو تو بھی آل اعین بن سنسن اس میں آجائیں، پوچھا گیا؛ حمران بھی انہی میں سے ہے ؟ فرمایا، حمران ان میں سے نہیں ہے۔

قال الكشي: محمد بن بحر هذا غال و فضالة ليس من رجال يعقوب و هذا الحديث مزاد فيه مغيّر عن وجهه؛ کشی فرماتے ہیں کہ محمد بن بحر غالی ہے اور فضالہ سے یعقوب نے روایت نہیں کی تو یہ روایت جعلی اضافہ ہے اور اس کو اصلیت سے تبدیل کیا گیا ہے۔

۲۳۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی جِبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی بْنِ عُبَیْدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی یُونُس بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحِیمِ الْقَصِیرِ، قَالَ، قَالَ لِی أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) ایت زُرَارَةَ وَ بُرَیْداً فَقُلْ لَهُمَا مَا هَذِهِ الْبِدْعَةُ الَّتِی ابْتَدَعْتُمَاهَا أَ مَا عَلِمْتُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّه (ص) قَالَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ قُلْتُ لَهُ إِنِّی أَخَافُ مِنْهُمَا فَأَرْسِلْ [205] مَعِی لَیْثاً الْمُرَادِیَّ! فَأَتَیْنَا زُرَارَةَ فَقُلْنَا لَهُ مَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع)، فَقَالَ وَ اللَّه لَقَدْ أَعْطَانِی الاسْتِطَاعَةَ وَ مَا شَعَرَ، فَأَمَّا بُرَیْدٌ فَقَالَ لَا وَ اللَّه لَا أَرْجِعُ عَنْهَا أَبَداً.

عبدالرحیم قصیر کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا کہ زرارہ و برید کے پاس جاو اور ان سے کہو یہ کیسی بدعت ہے جو تم نے نکالی ہے کیا تم جانتے ہو کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا؛ ہر بدعت گمراہی ہے تو میں نے عرض کی مجھے ان سے ڈر ہے آپ میرے ساتھ لیث مرادی کو بھیج دیں تو ہم زرارہ کے پاس آئے تو ہم نے اس سے کہا جو امام صادق نے فرمایا تھا ، تو اس نے کہا آپ نے مجھے استطاعت کا نظریہ دیا اور اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور برید نے کہا؛ خدا کی قسم! نہیں میں اس بات کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

۲۳۷ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ یُونُسَ، عَنْ مِسْمَعٍ كِرْدِینٍ أَبِی سَیَّارٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) یَقُولُ لَعَنَ اللَّهُ بُرَیْداً وَ لَعَنَ [206] اللَّهُ زُرَارَةَ.

---

[205] رجال الکشی؛ ص: ۱۴۸

[206] رجال الکشی، ص: ۱۴۹

ابو سیار نے امام صادقؑ سے روایت کی ،فرمایا؛اللہ تعالی برید پر لعنت کرے اور اللہ تعالی زرارہ پر لعنت کرے۔

۲۳۸ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی جِبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ یُونُسَ، عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ عَبْدِ الْخَالِقِ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ ذُکِرَ عِنْدَهُ بَنُو أَعْیَنَ: فَقَالَ وَ اللَّهِ مَا یُرِیدُ بَنُو أَعْیَنَ إِلَّا أَنْ یَکُونُوا عَلَیَّ.اسماعیل بن عبدالخالق نے امام صادقؑ سے روایت کی جبکہ آپ کے پاس اعین کی اولاد کا ذکر کیا گیا تھا فرمایا؛خدا کی قسم! اعین کی اولاد جو بھی چاہتے ہیں وہ میرے خلاف ہے۔

۲۳۹ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی جِبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنِ الْعُبَیْدِیِّ، عَنْ یُونُسَ، عَنْ هَارُونَ بْنِ خَارِجَةَ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: الَّذِینَ آمَنُوا وَ لَمْ یَلْبِسُوا إِیمانَهُمْ بِظُلْمٍ(انعام۸۲) قَالَ هُوَ مَا اسْتَوْجَبَهُ أَبُو حَنِیفَةَ وَ زُرَارَةُ.ہارون بن خارجہ کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا؛جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا؟آپ نے فرمایا؛وہ ظلم وہ ہے جو ابو حنیفہ اور زرارہ نے روا رکھا ہے۔

۲۴۰- وَ بِهَذَا الْإِسْنَاد: عَنْ یُونُسَ، عَنْ خَطَّابِ بْنِ مَسْلَمَةَ عَنْ لَیْثٍ الْمُرَادِیِّ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ لَا یَمُوتُ زُرَارَةُ إِلَّا تَائِهاً.لیث مرادی نے امام صادقؑ سے روایت کی ؛فرمایا،زرارہ نہیں مرے گا مگر حیران و سر گردان ہو گا۔

۲۴۱ بِهَذَا الْإِسْنَاد: عَنْ یُونُسَ، عَنْ إِبْرَاهِیمَ الْمُؤْمِنِ، عَنْ عِمْرَانَ الزَّعْفَرَانِیِّ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ لِأَبِی بَصِیرٍ یَا أَبَا بَصِیرٍ وَ کَنَّی اثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا مَا أَحْدَثَ أَحَدٌ فِی الْإِسْلَامِ مَا أَحْدَثَ زُرَارَةُ مِنَ الْبِدَعِ، عَلَیْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ،

هَذَا قَوْلُ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ. عمران زعفرانی نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ نے ابو بصیر سے فرمایا؛ اے ابو بصیر اور ۱۲ مردوں کی طرف اشارہ کیا، اسلام میں کسی نے زرارہ سے بڑی بدعت نہیں نکالی، اس پر لعنت ہو یہ امام صادقؑ کا قول ہے۔

۲۴۲ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ عَمَّارِ بْنِ الْمُبَارَکِ، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ کُلَیْبٍ الْأَسَدِیُّ، عَنْ أَبِیهِ کُلَیْبٍ الصَّیْدَاوِیِّ، أَنَّهُمْ کَانُوا جُلُوساً وَ مَعَهُمْ عُذَافِرٌ الصَّیْرَفِیُّ وَ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِهِمْ مَعَهُمْ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع)، قَالَ، فَابْتَدَأَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) مِنْ غَیْرِ ذِکْرٍ لِزُرَارَةَ، فَقَالَ[۲۰۷] لَعَنَ اللَّهُ زُرَارَةَ لَعَنَ اللَّهُ زُرَارَةَ لَعَنَ اللَّهُ زُرَارَةَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

کلیب صیداوی نے بیان کیا کہ میں، عذافر صیرفی اور دیگر شیعہ کا ایک گروہ امام صادقؑ کے پاس بیٹھے تھے تو امام نے زرارہ کا ذکر کیے بغیر تین بار فرمایا؛ اللہ تعالی زرارہ پر لعنت کرے، اللہ تعالی زرارہ پر لعنت کرے، اللہ تعالی زرارہ پر لعنت کرے۔

۲۴۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ حَرِیزٍ قَالَ خَرَجْتُ إِلَی فَارِسَ وَ خَرَجَ مَعَنَا مُحَمَّدٌ الْحَلَبِیُّ إِلَی مَکَّةَ، فَاتَّفَقَ قُدُومُنَا جَمْعاً حُنَیْنٍ، فَسَأَلْتُ الْحَلَبِیَّ فَقُلْتُ لَهُ أَطْرِفْنَا بِشَیْءٍ! قَالَ نَعَمْ جِئْتُکَ بِمَا تَکْرَهُ، قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَا تَقُولُ فِی الِاسْتِطَاعَةِ فَقَالَ لَیْسَ مِنْ دِینِی وَ لَا دِینِ آبَائِی، فَقُلْتُ الْآنَ ثَلِجَ عَنْ صَدْرِی وَ اللَّهِ لَا أَعُودُ لَهُمْ مَرِیضاً وَ لَا أُشَیِّعُ لَهُمْ جِنَازَةً وَ لَا أُعْطِیهِمْ شَیْئاً مِنْ زَکَاةِ مَالِی، قَالَ، فَاسْتَوَی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ

---

[۲۰۷] رجال الکشی، ص: ۱۵۰

(ع) جَالِساً وَ قَالَ لِی کَیْفَ قُلْتَ فَأَعَدْتُ عَلَیْهِ الْکَلَامَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) کَانَ أَبِی (ع) یَقُولُ أُولَئِکَ قَوْمٌ حَرَّمَ اللَّهُ وُجُوهَهُمْ عَلَی النَّار، فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ فَکَیْفَ قُلْتَ لِی لَیْسَ مِنْ دِینِی وَ لَا دِینِ آبَائِی قَالَ إِنَّمَا أَعْنِی بِذَلِکَ قَوْلَ زُرَارَةَ وَ أَشْبَاهِه[۲۰۸].

حریز کا بیان ہے کہ میں فارس کی طرف نکلا اور ہمارے ساتھ محمد حلبی مکہ کے ارادے سے چلا، ہم حنین پہنچے تو میں نے حلبی سے کہا کوئی نئی خبر لائے ہو انہوں نے کہا؛ خبر ہے لیکن تمہیں ناپسند ہو گی ، میں نے امام صادقؑ سے عرض کی آپ استطاعت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ؟ توآپ نے فرمایا؛ یہ میرا اور میرے آباء کا دین نہیں ہے ، میں نے عرض کی ؛اب میرے دل کو اطمینان ہو گیا ہے خدا کی قسم ! اب میں نہ ان کے مریضوں کی عیادت کروں گا اور نہ ان کے تشیع جنازہ میں جاوں گا اور نہ اپنے مال کی انہیں زکات دوں گا تو امام صادق سیدھے بیٹھ گئے اور مجھ سے فرمایا؛ تو نے کیا کہا تو میں نے دوبارہ وہی بات کہی تو امام نے فرمایا ؛ میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ وہ ایسی قوم ہیں کہ ان کے چہرے خدا نے آتش جہنم پر حرام کر دیے ہیں تو میں نے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں تو آپ نے کیسے فرمایا کہ یہ میرا اور میرے آباء کا دین نہیں ہے تو فرمایا؛ میں نے اس سے زرارہ اور اس جیسے افراد مراد لیے ہیں۔

۲۴۴ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی جِبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِی مُوسَی بْنُ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْقَصِیرِ، عَنْ بَعْضِ رِجَالِه، قَالَ اسْتَأْذَنَ زُرَارَةُ بْنُ أَعْیَنَ وَ أَبُو الْجَارُودِ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) قَالَ یَا غُلَامُ أَدْخِلْهُمَا فَإِنَّهُمَا عَجِّلَا الْمَحْیَا وَ عَجِّلَا الْمَمَاتِ. علی بن قصیر نے بعض راویوں

[۲۰۸] رجال الکشی، ص: ۱۵۱

سے نقل کیا کہ زرارہ بن اعین اور ابو الجارود نے امام صادق سے حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا اے غلام انہیں لے آ، یہ دونوں زندگی اور موت دونوں میں جلد بازیا گوسالہ ہیں۔

۲۴۵ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنی جبْریلُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُوسَی بْن جَعْفَر، عَنْ عَلیِّ بْنِ أَشْیَمَ، قَالَ حَدَّثَنی رَجُلٌ، عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطیِّ، قَالَ نَزَلْتُ مَنْزِلًا فی طَریقی مَکَّةَ لَیْلَةً فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ قَائمٍ یُصَلِّی صَلَاةً مَا رَأَیْتُ أَحَداً صَلَّی مثْلَهَا وَ دَعَا بدُعَاءٍ مَا رَأَیْتُ أَحَداً دَعَا بمثْله، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ نَظَرْتُ إِلَیْه فَلَمْ أَعْرِفْهُ فَبَیْنَا أَنَا عنْدَ أَبی عَبْد اللَّه (ع) جَالساً إِذْ دَخَلَ الرَّجُلُ فَلَمَّا نَظَرَ أَبُو عَبْد اللَّه (ع) إِلَی الرَّجُلِ، قَالَ مَا أَقْبَحَ بالرَّجُلِ أَنْ یَأْتَمنَهُ رَجُلٌ منْ إِخْوَانه عَلَی حُرْمَةٍ منْ حُرْمَته فَیَخُونَهُ فیهَا! قَالَ فَوَلَّی الرَّجُلُ، فَقَالَ لی أَبُو عَبْد اللَّه (ع) یَا عَمَّارُ أَ تَعْرِفُ هَذَا الرَّجُلَ قُلْتُ لَا وَ اللَّه إِلَّا أَنِّی نَزَلْتُ ذَاتَ لَیْلَةٍ فی بَعْضِ الْمَنَازِلِ فَرَأَیْتهُ یُصَلِّی صَلَاةً مَا رَأَیْتُ أَحَداً صَلَّی مثْلَهَا وَ دَعَا بدُعَاءٍ مَا رَأَیْتُ أَحَداً دَعَا بمثْله، فَقَالَ لی هَذَا زُرَارَةُ بْنُ أَعْیَنَ، هَذَا منَ الَّذینَ وَصَفَهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فی کتَابه فَقَالَ: وَ قَدِمْنٰا إِلیٰ مٰا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰاهُ هَبٰاءً مَنْثُوراً. عمار ساباطی کا بیان ہے کہ ایک رات میں مکہ جاتے ہوئے راستے میں ٹھہرا تو مین نے ایک شخص کو دیکھا جو ایسی نمازیں پڑھے جارہا تھا کہ ایسی نمازیں دعائیں میں نے کسی سے نہیں دیکھی تھی، صبح میں نے اس کو ڈھونڈا تو وہ نہیں ملا، میں امام صادقؑ کے پاس بیٹھا تھا کہ وہی شخص داخل ہوا جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا کتنا برا ہے کہ ایک شخص کو اس کا بھائی کسی حرمت پر امین قرار دے تو وہ اس میں خیانت کرلے، وہ شخص

واپس چلا گیا آپ نے فرمایا؛ اے عمار تو اس کو جانتا ہے ؟ میں نے عرض کی خدا کی قسم ؛ نہیں ، ایک رات نے ایک منزل میں اسے دیکھا تھا اس جیسی نماز اور دعائیں آج تک نہیں دیکھی تھیں ،آپ نے فرمایا یہ زرارہ بن اعین ہے ان جیسے لوگوں کو قرآن نے ان لفظوں میں یاد کیا ہے ؛اور ہم نے ان کے اعمال کی طرف توجہ کی اور انہیں اڑی ہوئی خاک بنادیا (فرقان ۲۳)۔

۲۴۶ حَدَّثَنِي حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ،[۲۰۹] عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّه الْحَلَبِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) وَ سَأَلَهُ إِنْسَانٌ قَالَ إِنِّي كُنْتُ أُنِيلُ التَّيْمِيَّةَ مِنْ زَكَاةِ مَالِي حَتَّى سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِيهِمْ، أَ فَأُعْطِيهِمْ أَمْ أَكُفُّ قَالَ لَا بَلْ أَعْطِهِمْ فَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ أَهْلَ هَذَا الْأَمْرِ عَلَى النَّارِ.

عبیداللہ حلبی نے امام صادق سے روایت کی کہ میں نے آپ سے سنا جبکہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ میں اپنے مال کی زکات تیمیہ کو دیا کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے ان کے بارے میں آپ سے سنا تو کیا میں ان کو زکات دوں یا روک رکھوں ؟فرمایا نہیں بلکہ ان کو زکات دو بے شک اللہ تعالی نے اس امر ولایت کو جاننے والوں پر آتش جہنم کو حرام کیا ہے۔

۲۴۷ حَدَّثَنِي حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ صَبِيحٍ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّه (ع) فَاسْتَقْبَلَنِي زُرَارَةُ خَارِجاً مِنْ عِنْدِه، فَقَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) يَا وَلِيدُ أَ مَا تَعْجَبُ مِنْ زُرَارَةَ يَسْأَلُنِي عَنْ أَعْمَالِ هَؤُلَاءِ! أَيَّ شَيْءٍ كَانَ يُرِيدُ أَ يُرِيدُ أَنْ أَقُولَ لَهُ لَا، فَيَرْوِيَ ذَلِكَ عَنِّي ثُمَّ قَالَ يَا وَلِيدُ مَتَى كَانَتِ

[۲۰۹] رجال الکشی، ص: ۱۵۲

الشِّيعَةُ تَسْأَلُ عَنْ أَعْمَالِهِمْ، إِنَّمَا كَانَتِ الشِّيعَةُ تَقُولُ مَنْ أَكَلَ مِنْ طَعَامِهِمْ وَ شَرِبَ مِنْ شَرَابِهِمْ وَ اسْتَظَلَّ بِظِلِّهِمْ، مَتَى كَانَتِ الشِّيعَةُ تَسْأَلُ عَنْ مِثْلِ هَذَا.

ولید بن صبیح نے بیان کیا کہ میں امام صادقؑ کے پاس گیا تو زرارہ سے ملاقات ہوئی جو امام کے پاس سے آرہے تھے تو امام نے مجھ سے فرمایا؛ اے ولید، کیا تجھے زرارہ سے تعجب نہیں کہ وہ مجھ سے ان کے اعمال کے بارے میں پوچھتا ہے، وہ کونسی چیز چاہتا ہے کیا وہ چاہتا ہے کہ میں کہوں نہیں تو وہ مجھ سے نقل کرے پھر فرمایا اے ولید کب شیعہ ان کے اعمال کے بارے میں سوال کرتے ہیں؟ شیعہ تو کہتے تھے جو ان کا کھانا کھائے اور ان کے پانی سے پیئے اور ان کا سایہ حمایت حاصل کرے، کب شیعہ اس جیسی باتوں کے بارے میں سوال کرتے تھے؟

۲۴۸ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الطَّيَالِسِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَشَّاءُ، عَنْ أَبِي خِدَاشٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ. وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ الرَّيَّانِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ[۲۱۰] عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ (ع) وَ أَنَا عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَا تَقُولُ يَا فَتَى فِي رَجُلٍ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ اسْتَنْصَرَكَ فَقُلْتُ إِنْ كَانَ مَفْرُوضَ الطَّاعَةِ نَصَرْتُهُ وَ إِنْ كَانَ غَيْرَ مَفْرُوضِ الطَّاعَةِ فَلِي أَنْ أَفْعَلَ وَ لِي أَنْ لَا أَفْعَلَ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَخَذْتَهُ وَ اللَّهِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ وَ مَا تَرَكْتَ لَهُ مَخْرَجاً.

---

[۲۱۰] رجال الکشی، ص: ۱۵۳

زرارہ کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ زید بن علی نے مجھ سے کہا؛ اے جوان تو آل محمد کے اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو تجھ سے مدد طلب کرے؟ میں نے کہا؛ اگر اس کی اطاعت واجب ہو تو اس کی مدد کروں گا اور اگر اس کی اطاعت واجب نہ ہو تو میری مرضی اس کی مدد کروں یا نہ، جب زید چلے گئے تو امام صادقؑ نے فرمایا؛ خدا کی قسم تو نے اسے آگے اور پیچھے سے پکڑ لیا اور اس کے لیے کوئی راہ فرار نہیں چھوڑی۔

۲۴۹ وَ رُوِیَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ: قَالَ جِئْتُ إِلَى حَلْقَةٍ بِالْمَدِينَةِ فِيهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ رَبِيعَةُ الرَّأْيِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَا زُرَارَةُ سَلْ رَبِيعَةَ عَنْ شَيْءٍ مِمَّا اخْتَلَفْتُمْ فَقُلْتُ إِنَّ الْكَلَامَ يُورِثُ الضَّغَائِنَ، فَقَالَ لِي رَبِيعَةُ الرَّأْيِ سَلْ يَا زُرَارَةُ! قَالَ قُلْتُ بِمَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ قَالَ بِالْجَرِيدِ وَ النَّعْلِ، فَقُلْتُ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أُخِذَ الْيَوْمَ شَارِبَ خَمْرٍ وَ قُدِّمَ إِلَى الْحَاكِمِ مَا كَانَ عَلَيْهِ قَالَ يَضْرِبُهُ بِالسَّوْطِ لِأَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ بِالسَّوْطِ، قَالَ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ يَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَضْرِبُ رَسُولُ اللَّهِ (ص) بِالْجَرِيدِ وَ يَضْرِبُ عُمَرُ بِالسَّوْطِ، فَيَتْرُكُ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَ يَأْخُذُ مَا فَعَلَ عُمَرُ.

زرارہ کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں ایک گروہ کے پاس گیا جن میں عبداللہ بن محمد اور ربیعہ رای موجود تھے تو عبداللہ نے کہا؛ اے زرارہ ربیعہ سے کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کرو جن میں تم اختلاف کرتے ہو تو میں نے کہا؛ بحثیں اور مناظرے کینے کو جنم دیتے ہیں تو ربیعہ نے مجھ سے کہا اے زرارہ! سوال کرو، میں نے کہا رسول اکرم ﷺ شراب پینے والے کو کس چیز سے مارتے تھے اس نے کہا آپ جوتے اور کھجور کی شاخ سے مارتے تھے تو میں نے کہا؛ اگر کوئی شخص آج شراب پیئے اور حاکم کے پاس لایا جائے تو اس پر کیا حد ہے؟ اس نے کہا اسے کوڑے سے مارا جائے کیونکہ عمر نے ایسے شخص کو کوڑے سے مارا، تو عبداللہ بن محمد نے کہا؛

سبحان اللہ ! رسول اکرمؐ کھجور کی شاخ سے مارتے تھے اور عمر کوڑے سے تو رسول اکرمؐ کے فعل کو چھوڑ کر عمر کا فعل پکڑ رہے ہو۔

۲۵۰ حَدَّثَنی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی أَیُّوبُ، عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِیرٍ، قَالَ کَتَبَ مَعِی رَجُلٌ أَنْ أَسْأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) عَمَّا قَالَتِ الْیَهُودُ وَ النَّصَارَی وَ الْمَجُوسُ وَ الَّذِینَ أَشْرَکُوا: هُوَ مِمَّا شَاءَ أَنْ یَقُولُوا قَالَ، قَالَ إِنَّ ذَا مِنْ مَسَائِلِ آلِ أَعْیَنَ لَیْسَ مِنْ دِینِی وَ لَا دِیْنِ آبَائِی، قَالَ، قُلْتُ مَا مَعِی مَسْأَلَةٌ غَیْرُ هَذِه.

حنان بن سدیر نے کہا میرے ساتھ ایک شخص نے ایک سوال امام صادقؑ کے نام لکھ بھیجا کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین جو کہتے ہیں کہ یہ خدا کی مشیئت ہے کہ وہ اس طرح کہیں تو آپ نے فرمایا؛ یہ آل اعین کے سوالات ہیں یہ میرا اور میرے آباء کا دین نہیں ہے تو میں نے کہا مولا میرے ساتھ اس کے علاوہ کوئی سوال نہیں ہے۔

۲۵۱ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه بْنِ أَبی[۲۱۱] خَلَف، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ رُشَیْد، قَالَ حَدَّثَنی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ یَقْطِینٍ، عَنْ أَخِیهِ أَحْمَدَ بْنِ عَلِیٍّ، عَنْ أَبِیهِ عَلِیِّ بْنِ یَقْطِینٍ، قَالَ لَمَّا کَانَتْ وَفَاةُ أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) قَالَ النَّاسُ بِعَبْدِ اللَّه بْنِ جَعْفَرٍ، وَ اخْتَلَفُوا فَقَائِلٌ قَالَ بِه، وَ قَائِلٌ قَالَ بِأَبِی الْحَسَنِ (ع) فَدَعَا زُرَارَةُ ابْنَهُ عُبَیْداً فَقَالَ یَا بُنَیَّ النَّاسُ مُخْتَلِفُونَ فِی هَذَا الْأَمْرِ: فَمَنْ قَالَ بِعَبْدِ اللَّه فَإِنَّمَا ذَهَبَ إِلَی الْخَبَرِ الَّذِی جَاءَ أَنَّ الْإِمَامَةَ فِی الْکَبِیرِ مِنْ وُلْدِ الْإِمَامِ، فَشُدَّ رَاحِلَتَکَ وَ امْضِ إِلَی الْمَدِینَة حَتَّی تَأْتِیَنِی بِصِحَّةِ الْأَمْرِ! فَشَدَّ رَاحِلَتَهُ وَ مَضَی إِلَی الْمَدِینَة، وَ اعْتَلَّ زُرَارَةُ

[۲۱۱] رجال الکشی، ص: ۱۵۴

فَلَمَّا حضَرَتْهُ الْوَفَاةُ سَأَلَ عَنْ عُبَيْد، فَقِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَقْدَمْ، فَدَعَا بِالْمُصْحَف فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّی مُصَدِّقٌ بِمَا جَاءَ نَبِيُّکَ مُحَمَّدٌ فِيمَا أَنْزَلْتَهُ عَلَيْه وَ بَيَّنْتَهُ لَنَا عَلَى لِسَانِه، وَ إِنِّی مُصَدِّقٌ بِمَا أَنْزَلْتَهُ عَلَيْه فِی هَذَا الْجَامِعِ، وَ إِنَّ عَقْدِی وَ دِينِی الَّذِی يَأْتِينِی بِه عُبَيْدٌ ابْنِی وَ مَا بَيَّنْتَهُ فِی كِتَابِک، فَإِنْ أَمَتَّنِی قَبْلَ هَذَا فَهَذِه شَهَادَتِی عَلَى نَفْسِی وَ إِقْرَارِی بِمَا يَأْتِی بِه عُبَيْدٌ ابْنِی وَ أَنْتَ الشَّهِيدُ عَلَيَّ بِذَلِکَ! فَمَاتَ زُرَارَةُ، وَ قَدِمَ عُبَيْدٌ، فَقَصَدْنَاهُ لِنُسَلِّمَ عَلَيْه فَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَمْرِ الَّذِی قَصَدَهُ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ أَبَا الْحَسَنِ (ع) صَاحِبُهُمْ.

علی بن یقطین کا بیان ہے کہ جب امام صادقؑ کی وفات ہوئی تو لوگ عبداللہ بن جعفر کی امامت کے قائل ہو گئے اور اختلاف ہو گیا بعض نے اس کی امامت کو اختیار کیا اور بعض نے امام موسی کاظمؑ کی امامت کو اختیار کیا تو زرارہ نے اپنے بیٹے عبید کو بلایا اور کہا اے فرزند! لوگوں نے امر امامت میں اختلاف کیا ہے، تو جس نے عبداللہ کی امامت کو اختیار کیا تو اس نے وہ روایت لی ہے جس میں ہے کہ امامت امام کے بڑے بیٹے کا حق ہے تو اپنی سواری تیار کر اور مدینہ جا اور اس معاملے صحیح امر کی تحقیق کر کے میرے پاس لا تو اس نے سواری تیار کی اور مدینہ پہنچ گیا درحالانکہ زرارہ شدید بیمار ہو گیا پس جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے عبید کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا وہ ابھی تک نہیں آیا، تو اس نے قرآن منگوایا اور کہا؛ خدایا میں اس سب کچھ کی تصدیق کرتا ہوں جو تیرے محمد ﷺ لے کر آئے جو کچھ تو نے ان پر نازل کیا اور انہوں نے اپنی مقدس زبان پر ہمیں بیان کیا اور میں اس سب کچھ کی تصیدیق کرتا ہوں جو تو نے اس جامع کتاب میں نازل کیا اور میرا عقیدہ اور دین وہ ہے جو میرا بیٹا عبید لائے گا اور جو تو نے اپنی اس کتاب میں بیان کیا اگر تو نے اس سے پہلے مجھے موت دی تو یہ میرے اپنے نفس پر گواہی ہے اور جو کچھ میرا بیٹا عبید لائے گا اس کا اقرار ہے اور تو اس پر میرا گواہ ہے تو زرارہ

فوت ہو گئے اور عبید آئے تو ہم اس کے پاس گئے تاکہ ان سے ان کی مطلوبہ تحقیق کے بارے میں سوال کریں تو اس نے کہا؛ ہمارے امام موسی کاظمؑ ہیں۔

۲۵۲ حَدَّثَنی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی یَعْقُوبُ بْنُ یَزیدَ، قَالَ حَدَّثَنی عَلیُّ بْنُ حَدیدٍ، عَنْ جَمیلِ بْنِ دَرَّاجٍ، قَالَ مَا رَأَیْتُ رَجُلًا مثْلَ زُرَارَةَ بْنِ أَعْیَنَ، إِنَّا کُنَّا نَخْتَلفُ إِلَیْه فَمَا نَکُونُ حَوْلَهُ إِلَّا بِمَنْزِلَةِ الصِّبْیَانِ فی الْکُتَّابِ حَوْلَ الْمُعَلِّمِ، فَلَمَّا مَضَی أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) وَ جَلَسَ عَبْدُ اللَّه مَجْلسَهُ: بَعَثَ زُرَارَةُ عُبَیْداً ابْنَهُ زَائراً عَنْهُ لیَعْرِفَ الْخَبَرَ وَ یَأْتیه بصحَّته، وَ مَرِضَ زُرَارَةُ مَرَضاً شَدیداً[212] قَبْلَ أَنْ یُوَافیَهُ عُبَیْدٌ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا بِالْمُصْحَف فَوَضَعَهُ عَلَی صَدْره ثُمَّ قَبَّلَهُ، قَالَ جَمیلٌ فَحَکَی جَمَاعَةٌ ممَّنْ حَضَرَهُ أَنَّهُ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّی أَلْقَاکَ یَوْمَ الْقیَامَة وَ إِمَامی مَنْ ثَبَتَ لَهُ فی هَذَا الْمُصْحَف إِمَامَتُهُ، اللَّهُمَّ إِنِّی أُحلُّ حَلَالَهُ وَ أُحَرِّمُ حَرَامَهُ وَ أُومنُ بمُحْکَمه وَ مُتَشَابهه وَ نَاسخه وَ مَنْسُوخه وَ خَاصِّه وَ عَامِّه، عَلَی ذَلکَ أَحْیَا وَ عَلَیْه أَمُوتُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

جمیل بن دراج سے منقول ہے کہ میں نے زرارہ بن اعین کی طرح کسی شخص کو نہیں دیکھا ہم ان کے پاس جاتے تھے جیسے معلم کے گرد بچے تختیاں لکھنے جاتے ہیں جب امام صادقؑ کی وفات ہوئی اور عبداللہ آپ کی مجلس میں بیٹھ گیا تو زرارہ نے عبید کو ان کے پاس بھیجا تاکہ حقیقت حال معلوم کرے اور صحیح امر کی تحقیق پیش کرے مگر عبید کے آنے سے پہلے زرارہ شدید مریض ہو گئے تو انہوں نے قرآن مجید منگوایا اور اسے سینے پر کھا اسے بوسہ لیا جمیل کا بیان ہے وہاں حاضر ایک جماعت نے بتایا کہ زرارہ نے یہ دعا کہی؛ خدایا میں تجھے قیامت کے

[212] رجال الکشی، ص: ۱۵۵

دن اس حال میں ملوں گا کہ میرا امام وہ ہوگا جس کی امام اس قرآن میں ثابت ہے اور خدایا میں اسی کے حلال کو حلال اور اسی کے حرام کو حرام کہتا ہوں اور اس کی محکم و متشابہہ، ناسخ و منسوخ اور خاص وعام پر ایمان رکھتا ہوں اور اسی پر زندہ ہوں اور اسی پر مروں گا، ان شاء اللہ۔

۲۵۳ مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ مُوسَی بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِی يَحْيَی الضَّرِيرِ، عَنْ دُرُسْتَ بْنِ أَبِی مَنْصُورٍ الْوَاسِطِیِّ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) يَقُولُ إِنَّ زُرَارَةَ شَکَّ فِی إِمَامَتِی فَاسْتَوْهَبْتُهُ مِنْ رَبِّی تَعَالَی.

درست بن ابی منصور واسطی کا بیان ہے کہ میں نے امام کاظمؑ سے سنا فرمایا؛ زرارہ نے میری امامت میں شک کیا تو میں نے اسے اپنے خدا سے ہبہ میں مانگ لیا۔

۲۵۴ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدٌ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَی وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمِسْمَعِیُّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ بَعَثَ زُرَارَةُ عُبَيْداً ابْنَهُ يَسْأَلُ عَنْ خَبَرِ أَبِی الْحَسَنِ (ع) فَجَاءَهُ الْمَوْتُ قَبْلَ رُجُوعِ عُبَيْدٍ إِلَيْهِ، فَأَخَذَ الْمُصْحَفَ فَأَعْلَاهُ فَوْقَ رَأْسِهِ، وَ قَالَ إِنَّ الْإِمَامَ بَعْدَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ مَنِ اسْمُهُ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ فِی جُمْلَةِ الْقُرْآنِ مَنْصُوصٌ عَلَيْهِ، مِنَ الَّذِينَ أَوْجَبَ اللَّهُ طَاعَتَهُمْ عَلَی خَلْقِهِ، أَنَا مُؤْمِنٌ بِهِ، قَالَ فَأَخْبَرَ بِذَلِکَ أَبُو الْحَسَنِ الْأَوَّلُ (ع) فَقَالَ وَ اللَّهِ کَانَ زُرَارَةُ مُهَاجِراً إِلَی اللَّهِ تَعَالَی.

عبداللہ بن زرارہ سے مروی ہے کہ زرارہ نے اپنے بیٹے عبید کو امام موسی کاظمؑ کے متعلق سوال کرنے کے لیے بھیجا، مگر عبید کے لوٹنے سے پہلے ان پر موت آنے لگی تو انہوں نے قرآن اٹھا کر اپنے سر پر رکھا اور فرمایا؛ امام صادقؑ کے بعد والے امام کا نام اس قرآن کی دو جلدوں کے درمیان منصوص ہے ان میں جن کی اطاعت مخلوق پر واجب ہے میں اس پر ایمان رکھتا ہوں جب امام موسی کاظمؑ کو اس بات کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم زرارہ خدا تعالی کی طرف ہجرت کرنے والا تھا۔

۲۵۵ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ وَ غَيْرِهِ، قَالَ وَجَّهَ زُرَارَةُ عُبَيْداً ابْنَهُ[۲۱۳] إِلَى الْمَدِينَةِ، يَسْتَخْبِرُ لَهُ خَبَرَ أَبِي الْحَسَنِ (ع) وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ عُبَيْدٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَكِيمٍ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ (ع) وَ ذَكَرْتُ لَهُ زُرَارَةَ وَ تَوْجِيهَهُ ابْنَهُ عُبَيْداً إِلَى الْمَدِينَةِ، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ: إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ زُرَارَةُ مِمَّنْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى- وَ مَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهاجِراً إِلَى اللّهِ وَ رَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّهِ.

جمیل بن دراج وغیرہ نے بیان کیا کہ زرارہ نے اپنے بیٹے عبید کو مدینہ بھیجا تا کہ امام موسی کاظمؑ اور عبداللہ بن امام صادقؑ کے امر کے متعلق تحقیق کرے لیکن عبید کے لوٹنے سے پہلے زرارہ فوت ہو گیا تو محمد بن ابی عمیر نے محمد بن حکیم سے نقل کیا کہ میں نے امام کاظمؑ سے زرارہ کے قصے کو بیان کیا کہ اس نے اپنے بیٹے عبید کو مدینہ بھیجا تھا تو آپ نے فرمایا؛ میں امید

[۲۱۳] رجال الکشی، ص: ۱۵۶

کرتا ہوں کہ زرارہ اس آیت کا مصداق ہو؛ جو شخص اپنے گھر سے خدا اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے پھر اسے موت آجائے تو اس کا اجر خدا پر ہے۔

۲۵۶ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ أَخْبَرَنَا جِبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ یُونُسَ، عَنْ إِبْرَاهِیمَ الْمُؤْمِنِ، عَنْ نَصْرِ بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ عَمَّةِ زُرَارَةَ، قَالَتْ لَمَّا وَقَعَ زُرَارَةُ وَ اشْتَدَّ بِه: قَالَ نَاوِلِینِی الْمُصْحَفَ فَنَاوَلْتُهُ وَ فَتَحْتُهُ فَوَضَعَهُ عَلَی صَدْرِه، وَ أَخَذَهُ مِنِّی ثُمَّ قَال: یَا عَمَّةِ اشْهَدِی أَنْ لَیْسَ لِی إِمَامٌ غَیْرُ هَذَا الْكِتَابِ. نصر بن شعیب نے زرارہ کی پھوپھی سے نقل کیا کہ جب زرارہ مریض ہوئے اور ان کا مرض شدت اختیار کر گیا تو انہوں نے کہا؛ مجھے قرآن مجید دیجیے میں نے اس کو قرآن دیا اور اس کو کھول دیا تو اس نے قرآن کو اپنے سینے پر رکھا اور مجھ سے لے لیا پھر کہا؛ اے پھوپھی گواہ رہنا کہ میرے لیے اس کتاب کے علاوہ کوئی امام نے نہیں ہے۔

۲۵۷ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنی جِبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنی الْعُبَیْدِیُّ، عَنْ یُونُسَ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، قَالَ تَدَارَأْنَا عِنْدَ زُرَارَةَ فِی شَیْءٍ مِنْ أُمُورِ الْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ، فَقَالَ قَوْلًا بِرَأْیِه، فَقُلْتُ أَ بِرَأْیِكَ هَذَا أَمْ بِرِوَایَةٍ! فَقَالَ إِنِّی أَعْرِفُ، أَ وَ لَیْسَ رُبَّ رَأْیٍ خَیْرٌ مِنْ أَثَرٍ. ابن مسکان کا بیان ہے کہ ہم نے زرارہ کے پاس حلال و حرام کے بعض فقہی امور میں بحث کی تو زرارہ نے اپنی رائے سے ایک بات کی تو میں نے کہا کیا یہ تمہاری رائے ہے یا روایت ہے؟ تو انہوں نے کہا؛ مجھے اس کا علم ہے کیا کچھ آراء روایت کرنے سے بہتر نہیں ہوتیں۔

۲۵۸ حَدَّثَنی أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ الضَّحَّاک، قَالَ حَدَّثَنی أَبُو سَعِیدٍ الْآدَمِیُّ، قَالَ حَدَّثَنی ابْنُ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ قَالَ لِی زُرَارَةُ

بْنُ أَعْيَنَ، لَا تَرَى عَلَى أَعْوَادِهَا غَيْرَ جَعْفَرٍ، قَالَ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ[۲۱۴] (ع) أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ تَذْكُرُ الْحَدِيثَ الَّذِي حَدَّثْتَنِي بِهِ وَ ذَكَرْتُهُ لَهُ، وَ كُنْتُ أَخَافُ أَنْ يَجْحَدَنِيهِ، فَقَالَ إِنِّي وَ اللَّهِ مَا كُنْتُ قُلْتُ ذَلِكَ إِلَّا بِرَأْيِي. ہشام بن سالم نے بیان کیا کہ زرارہ بن اعین نے مجھ سے کہا؛ تو اس منبر پر امام جعفر صادقؑ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا، پس جب امام صادق فوت ہوگئے تو میں زرارہ کے پاس آیا میں نے کہا تمہیں وہ حدیث یاد ہے جو تو نے مجھے بیان کی اور میں نے وہ بات انہیں یاد دلائی اور مجھے خطرہ تھا کہ وہ میری بات کا انکار کر دیں گے تو انہوں نے کہا خدا کی قسم، وہ میری ذاتی رائے تھی۔

۲۵۹ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ الْوَشَّاءِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَتْ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنْ جَوَائِزِ الْعُمَّالِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ قَالَ، ثُمَّ قَالَ، إِنَّمَا أَرَادَ زُرَارَةُ أَنْ يُبْلِغَ هِشَاماً أَنِّي أُحَرِّمُ أَعْمَالَ السُّلْطَانِ. زرارہ نے کہا میں نے امام باقرؑ سے والی اور حاکم کے عطیات کے بارے میں سوال کیا فرمایا؛ اس میں کوئی حرج نہیں پھر راوی نے کہا کہ زرارہ کا ارادہ یہ تھا کہ ہشام کو بتائے کہ میں حاکم کے اعمال کو حرام سمجھتا ہوں۔

۲۶۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَشَّاءُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي زُرَارَةُ، قَالَ، قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ (ع) حَدِّثْ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَ لَا حَرَجَ، قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ اللَّهِ إِنَّ فِي أَحَادِيثِ الشِّيعَةِ مَا هُوَ أَعْجَبُ مِنْ

---

[۲۱۴] رجال الکشی، ص: ۱۵۷

أَحَادِيثِهِمْ! قَالَ وَ أَيُّ شَيْءٍ هُوَ يَا زُرَارَةُ قَالَ فَاخْتَلَسَ مِنْ قَلْبِي فَمَكَثْتُ سَاعَةً لَا أَذْكُرُ مَا أُرِيدُ، قَالَ لَعَلَّكَ تُرِيدُ الْغَيْبَةَ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ فَصَدِّقْ بِهَا فَإِنَّهَا حَقٌّ. زرارہ کا بیان ہے کہ امام باقرؑ نے مجھ سے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے روایت بیان کر اور اس میں کوئی حرج ہیں میں نے عرض کی؛ میں آپ پر قربان جاوں، خدا کی قسم! بے شک شیعہ کی احادیث میں کچھ ایسی ہیں کہ جو ان کی احادیث سے زیادہ عجیب ہیں تو آپ نے فرمایا کونسی چیز، اے زرارہ، تو میرے دل سے سب کچھ غائب ہو گیا اور ایک گھڑی میں غور کرتا رہا لیکن مجھے کچھ یاد نہیں آیا، تو آپ نے فرمایا؛ شاید تو غیبت امام زمان کی بات کرتا ہے، میں نے عرض کی، ہاں مولا، فرمایا اس کی تصدیق کر بے شک وہ حق ہے۔

۲۶۱ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ إِنِّي[۲۱۵] كُنْتُ أَرَى جَعْفَراً أَعْلَمُ مِمَّا هُوَ، وَ ذَاكَ أَنَّهُ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِنَا مُخْتَفِي مِنْ غُرَّامِهِ، فَقَالَ أَصْلَحَكَ اللَّهُ إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِنَا كَانَ مُخْتَفِياً مِنْ غُرَّامِهِ فَإِنْ كَانَ هَذَا الْأَمْرُ قَرِيباً صَبَرَ حَتَّى يَخْرُجَ مَعَ الْقَائِمِ وَ إِنْ كَانَ فِيهِ تَأْخِيرٌ صَالَحَ غُرَّامَهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَكُونُ، فَقَالَ زُرَارَةُ يَكُونُ إِلَى سَنَةٍ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَكُونُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَقَالَ زُرَارَةُ فَيَكُونُ إِلَى سَنَتَيْنِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يَكُونُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَخَرَجَ زُرَارَةُ

---

[۲۱۵] رجال الكشي، ص: ۱۵۸

فَوَطَّنَ نَفْسَهُ عَلَى أَنْ يَكُونَ إِلَى سَنَتَيْنِ فَلَمْ يَكُنْ، فَقَالَ مَا كُنْتُ أَرَى جَعْفَراً إِلَّا أَعْلَمُ مِمَّا هُوَ.

ابن مسکان نے زرارہ سے نقل کیا کہ میں امام صادقؑ کو ان کی ذات سے زیادہ علم رکھنے والا سمجھتا تھا، وہ اس طرح کہ ان کا گمان تھا کہ انہوں نے امام صادقؑ سے ایک شیعہ کے بارے میں سوال کیا جو اپنے قرض خواہوں سے چھپا ہوا ہو تو اس نے کہا؛ خدا تیرا بھلا کرے اگر کوئی ہمارا شیعہ اپنے قرض خواہوں سے چھپا ہوا ہو تو اگر یہ امر قریب ہو تو صبر کرے یہاں تک کہ امام زمانہ کے ساتھ قیام کرے اور اگر اس میں تاخیر ہے تو اپنے قرض خواہوں سے مصالحت کرے تو امام صادقؑ نے فرمایا؛ یہ امر ہو گا تو زرارہ نے کہا ایک سال تک، تو امام نے فرمایا ان شاء اللہ، تو زرارہ نے کہا دو سال تک، تو امام نے فرمایا ان شاء اللہ، تو زرارہ امام کے حضور سے نکلا اور دل میں رکھ لیا کہ امام زمانہ کا ظہور دو سالوں تک ہو گا تو جب نہیں ہوا تو اس نے یہ بات کی کہ میں امام صادقؑ کو ان کی ذات سے زیادہ علم رکھنے والا سمجھتا تھا۔

۲۶۲ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا الْفَضْلُ، يَذْكُرُ عَنِ ابْنِ أَبِى عُمَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ عِيسَى بْنِ أَبِى مَنْصُورٍ وَ أَبِى أُسَامَةَ الشَّحَّامِ وَ يَعْقُوبَ الْأَحْمَرِ، قَالُوا كُنَّا جُلُوساً عِنْدَ أَبِى عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَدَخَلَ عَلَيْهِ زُرَارَةُ فَقَالَ إِنَّ الْحَكَمَ بْنَ عُتَيْبَةَ حَدَّثَ عَنْ أَبِيكَ أَنَّهُ قَالَ: صَلِّ الْمَغْرِبَ دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَا تَأَمَّلْتُهُ مَا قَالَ أَبِى هَذَا قَطُّ، كَذَبَ الْحَكَمُ عَلَى أَبِى، قَالَ، فَخَرَجَ زُرَارَةُ وَ هُوَ يَقُولُ مَا أَرَى الْحَكَمَ كَذَبَ عَلَى أَبِيهِ. عیسی بن ابی منصور، ابو اسامہ شحام اور یعقوب احمر کا بیان ہے کہ ہم امام صادقؑ کے پاس بیٹھے تھے کہ زرارہ حاضر ہوا اور عرض کی حکم بن عتیبہ نے آپ کے والد گرامیؑ سے روایت

بیان کی کہ نماز مغرب مزدلفہ سے پہلے پڑھیں، توآپ نے فرمایا میں نے اس میں غور کیا ہے یہ میرے بابا کا ہر گز کو قول نہیں ہے یہ حکم نے میرے والد گرامیؑ پر جھوٹ بولا ہے تو زرارہ یہ کہتا ہوا چلا گیا میرا خیال نہیں کہ حکم نے ان کے والد پر جھوٹ بولا ہو۔

۲۶۳ مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ الْحَدَّادُ، عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ صَدَقَةَ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ قَوْماً يُعَارُونَ الْإِيمَانَ عَارِيَّةً ثُمَّ يُسْلَبُونَهُ يُقَالُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُعَارُونَ، أَمَا إِنَّ زُرَارَةَ بْنَ أَعْيَنَ مِنْهُمْ. مسعدہ بن صدقہ نے امام صادقؑ سے روایت کی ایک قوم کا ایمان عاریۃ اور ادھار ہوتا ہے پھر ان سے ایمان سلب کر لیا جاتا ہے اور قیامت کے دن انہیں معارون (ادھارے ایمان والوں) کے عنوان سے پکارا جائے گا اور زرارہ بن اعین انہیں میں سے ہے۔

۲۶۴ حَمْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ: قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ حُكَيْمٍ، عَنْ أَبِی دَاوُدَ[۲۱۶] الْمُسْتَرِقِّ، قَالَ كُنْتُ قَائِدَ أَبِی بَصِيرٍ فِی بَعْضِ جَنَائِزِ أَصْحَابِنَا، فَقُلْتُ لَهُ هُوَ ذَا زُرَارَةُ فِی الْجِنَازَةِ قَالَ لِی اذْهَبْ بِی إِلَيْهِ! قَالَ، فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَيْهِ، قَالَ، فَقَالَ لَهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا الْحُسَيْنِ! فَرَدَّ عَلَيْهِ زُرَارَةُ السَّلَامَ، وَ قَالَ لَهُ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ هَذَا مِنْ رَأْيِكَ لَبَدَأْتُكَ بِهِ، قَالَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَصِيرٍ بِهَذَا أُمِرْتُ. ابوداود مسترق کا بیان ہے کہ میں اپنے بعض شیعہ کے جنازے میں ابو بصیر کی رہنمائی کر رہا تھا؛ میں نے ان سے کہا؛ یہ زرارہ بھی جنازے میں ہیں، انہوں نے کہا مجھے اس کے پاس لے چلو، میں انہیں زرارہ کے پاس لے گیا، توانہوں نے زرارہ کو یوں سلام کیا؛ اے ابو الحسین تجھ پر سلام، زرارہ نے

[۲۱۶] رجال الکشی، ص: ۱۵۹

سلام کا جواب دیا، زرارہ نے کہا؛ اگر مجھے علم ہوتا کہ یہ تیری رائے ہے تو میں اس کی ابتداء کرتا تو ابو بصیر نے کہا؛ یہ میری رائے نہیں اس کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔

۲۶۵-يُوسُفَ: قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَقَّاحٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنِ التَّشَهُّدِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، قُلْتُ التَّحِیَّاتُ الصَّلَوَاتُ قَالَ التَّحِیَّاتُ وَ الصَّلَوَاتُ، فَلَمَّا خَرَجْتُ قُلْتُ إِنْ لَقِیتُهُ لَأَسْأَلَنَّهُ غَداً، فَسَأَلْتُهُ مِنَ الْغَدِ عَنِ التَّشَهُّدِ فَقَالَ كَمِثْلِ ذَلِکَ، قُلْتُ التَّحِیَّاتُ وَ الصَّلَوَاتُ قَالَ التَّحِیَّاتُ وَ الصَّلَوَاتُ، قُلْتُ أَلْقَاهُ بَعْدَ یَوْمٍ لَأَسْأَلَنَّهُ غَداً، فَسَأَلْتُهُ عَنِ التَّشَهُّدِ فَقَالَ كَمِثْلِهِ، قُلْتُ التَّحِیَّاتُ وَ الصَّلَوَاتُ قَالَ التَّحِیَّاتُ وَ الصَّلَوَاتُ، فَلَمَّا خَرَجْتُ ضَرَطْتُ فِی لِحْیَتِهِ وَ قُلْتُ لَا یُفْلِحُ أَبَداً. زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے امام صادق سے تشہد کے بارے میں سوال کیا فرمایا؛ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، تو میں نے عرض کی؛ تو التَّحِیَّاتُ وَ الصَّلَوَاتُ، کیا ہے؟ آپ نے فرمایا؛ التَّحِیَّاتُ وَ الصَّلَوَاتُ ہے، میں آپ کے حضور سے خارج ہوا تو میں نے دل میں کہا اگر مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوئی تو میں آپ سے کل ضرور اس کے بارے میں سوال کروں گا، تو میں نے اگلے دن آپ سے تشہد کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے سابقہ جواب کی طرح جواب دیا، تو میں نے عرض کی؛ تو التَّحِیَّاتُ وَ الصَّلَوَاتُ، کیا ہے؟ آپ نے فرمایا؛ التَّحِیَّاتُ وَ الصَّلَوَاتُ ہے، میں آپ کے حضور سے خارج ہوا تو میں نے دل میں کہا اگر مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوئی تو میں آپ سے کل ضرور اس کے بارے میں سوال کروں گا، تو

میں نے اگلے دن آپ سے تشہد کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے سابقہ جواب کی طرح جواب دیا، تو میں نے عرض کی ؛ تو التَّحِيَّاتُ وَ الصَّلَوَاتُ، کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ؛ التَّحِيَّاتُ وَ الصَّلَوَاتُ ہے، اب جب میں وہاں سے نکلا تو میں نے ان کی ریش مبارک میں گوز کی اور کہا؛ یہ کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

۲۶۶ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ صَبِيحٍ، قَالَ مَرَرْتُ فِي الرَّوْضَةِ بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا إِنْسَانٌ قَدْ جَذَبَنِي، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِزُرَارَةَ، فَقَالَ لِيَ اسْتَأْذِنْ لِي عَلَى صَاحِبِكَ قَالَ فَخَرَجْتُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع)[۲۱۷] فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَتِهِ، ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَا تَأْذَنْ لَهُ لَا تَأْذَنْ لَهُ، لَا تَأْذَنْ لَهُ فَإِنَّ زُرَارَةَ يُرِيدُنِي عَلَى الْقَدَرِ عَلَى كِبَرِ السِّنِّ وَ لَيْسَ مِنْ دِينِي وَ لَا دِينِ آبَائِي.

ولید بن صبیح کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں روضہ مقدسہ کے پاس سے گزرا،اچانک کسی نے مجھے پکڑ لیا میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ زرارہ تھا انہوں نے کہا اپنے امام سے میرے لیے اذن حضور مانگو؟ میں مسجد سے نکل کر امام صادقؑ کے پاس پہنچا اور آپ کو خبر دی آپ نے اپنی ریش مبارک پہ ہاتھ رکھا اور فرمایا ؛ اسے ہر گز اجازت نہیں ،ہر گز اجازت نہیں ،زرارہ اس بڑھاپے میں مجھ سے قدر و جبر کے نظریئے کی تقویت چاہتا ہے جبکہ وہ میرے اور میرے آباء کے دین میں سے نہیں ہے۔

---

[۲۱۷] رجال الکشی، ص: ۱۶۰

۲۶۷ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ بَعْضِ رِجَالِه، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّه (ع) قَالَ، دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَتَى عَهْدُكَ بِزُرَارَةَ قَالَ، قُلْتُ مَا رَأَيْتُهُ مُنْذُ أَيَّامٍ، قَالَ لَا تُبَالِ وَ إِنْ مَرِضَ فَلَا تَعُدْهُ وَ إِنْ مَاتَ فَلَا تَشْهَدْ جَنَازَتَهُ! قَالَ، قُلْتُ زُرَارَةُ مُتَعَجِّباً مِمَّا قَالَ، قَالَ: نَعَمْ زُرَارَةُ، زُرَارَةُ شَرٌّ مِنَ الْيَهُودِ وَ النَّصَارَى وَ مَنْ قَالَ إِنَّ مَعَ اللَّه ثَالِثَ ثَلَاثَة. علی بن حکم نے بعض راویوں کے واسطے سے نقل کیا کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا تو فرمایا زرارہ سے ملاقات ہوئے کتنی مدت ہوئی ؟ میں نے عرض کی ؛کچھ دنوں سے اس سے ملاقات نہیں ہوئی ، آپ نے فرمایا اس کی پرواہ نہ کر اگر مریض ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کر ، اگر مر جائے اس جنازہ میں شریک نہ ہو ، میں نے عرض کی ؛آپ نے یہ بات زرارہ کے بارے میں فرمائی ؟ میں تعجب کر رہا تھا آپ نے فرمایا ہاں ، زرارہ کے بارے میں ، کیونکہ زرارہ یہودیوں اور عیسائیوں اور ان لوگوں کی نسبت سے بدتر ہے جو خدا کو تین میں سے تیسرا کہتے ہیں ۔

۲۶۸ عَلِيٌّ، قَالَ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ السُّخْت، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ مُيَسِّرٍ، قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّه (ع) فَمَرَّتْ جَارِيَةٌ فِي جَانِبِ الدَّارِ عَلَى عُنُقِهَا قُمْقُمٌ قَدْ نَكَسَتْهُ، قَالَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) فَمَا ذَنْبِي إِنَّ اللَّهَ قَدْ نَكَسَ قَلْبَ زُرَارَةَ كَمَا نَكَسَتْ هَذِهِ الْجَارِيَةُ هَذَا الْقُمْقُمَ.

میسر کا بیان ہے کہ ہم امام صادقؑ کے پاس تھے کہ گھر کے ایک کونے میں ایک کنیز گردن پر الٹی دیگچی رکھ کر گزری تو امام نے فرمایا ؛ میرا اس میں کیا گناہ ہے جبکہ خدا نے زرارہ کا دل ایسے الٹا دیا ہے جیسے اس کنیز نے اس دیگچی کو الٹایا ہوا ہے ۔

۲۶۹ مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى، عَنْ حَرِيزٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ الْحَلَبِيِّ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) كَيْفَ قُلْتَ لِي لَيْسَ مِنْ دِينِي وَ لَا دَيْنِ آبَائِي قَالَ إِنَّمَا أَعْنِي بِذَلِكَ قَوْلَ زُرَارَةَ وَ أَشْبَاهِهِ[218]. محمد حلبی نے امام صادقؑ سے عرض کی کہ آپ نے کیسے فرمایا کہ یہ میرے اور میرے آباء کا دین نہیں ہے ؟آپ نے جواب دیا اس سے میری مراد زرارہ اور اس کے مثل لوگوں کا قول تھا۔

[218] رجال الکشی، ص: ۱۶۱

زرارہ کے بھائی حمران، بکیر، عبدالملک اور عبدالرحمٰن

۲۷۰ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی بْنِ عُبَیْدٍ. وَ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی بْنِ عُبَیْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ یَقْطِینٍ، قَالَ حَدَّثَنِی الْمَشَایِخُ، أَنَّ حُمْرَانَ وَ زُرَارَةَ وَ عَبْدَ الْمَلِکِ وَ بُکَیْراً وَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بَنِی أَعْیَنَ کَانُوا مُسْتَقِیمِینَ، وَ مَاتَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ فِی زَمَانِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ کَانُوا مِنْ أَصْحَابِ أَبِی جَعْفَرٍ (ع)، وَ بَقِیَ زُرَارَةُ إِلَی عَهْدِ أَبِی الْحَسَنِ فَلَقِیَ مَا لَقِیَ.

حسن بن علی بن یقطین نے بزرگان شیعہ (مشائخ) سے نقل کیا کہ حمران، زرارہ، عبدالملک، بکیر، اور عبدالرحمٰن؛ اعین کے کے بیٹے تھے اور مستقیم الرائے شخص تھے ان میں سے چار بھائی امام صادقؑ کے زمانے میں فوت ہوئے اور وہ امام باقرؑ کے اصحاب میں سے تھے اور زرارہ امام کاظمؑ کے زمانے میں باقی تھا اور بعض مسائل سے دوچار ہوا۔

۲۷۱ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَیْمُونٍ، عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ، قَالَ، قَالَ رَبِیعَةُ الرَّأْیِ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَا هَؤُلَاءِ الْإِخْوَةُ الَّذِینَ یَأْتُونَکَ مِنَ الْعِرَاقِ وَ لَمْ أَرَ فِی أَصْحَابِکَ خَیْراً مِنْهُمْ وَ لَا أَهْیَأَ قَالَ أُولَئِکَ أَصْحَابُ أَبِی، یَعْنِی وُلْدَ أَعْیَنَ.

ربیعہ رای نے امام صادقؑ سے عرض کی یہ کونسے بھائی ہیں جو آپ کے پاس عراق سے آ ئے ہیں اور میں نے آپ کے اصحاب میں ان سے بہتر لوگ نہیں دیکھے ؟ تو آپ نے فرمایا ؛ وہ میرے والد گرامیؑ کے اصحاب ہیں یعنی اعین کی اولاد۔

محمد بن مسلم طائفی ثقفی[۲۱۹]

۲۷۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِیَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّالٍ، یَقُولُ کَانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الثَّقَفِیُّ کُوفِیّاً وَ کَانَ أَعْوَرَ طَحَّاناً.

ابن مسعود نے ابن فضال سے نقل کیا، فرمایا محمد بن مسلم ثقفی کوفی تھے اور آنکھ میں ٹیڑھا پن تھا اور چکی پیسا کرتے تھے۔

۲۷۳ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه بْنِ أَبِی خَلَفٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ عَبْدِ اللَّه بْنِ مُحَمَّدٍ

---

[۲۱۹] ۔ رجال الطوسی ۱۳۵ و ۳۰۰ وفیه اسند عنه و ۳۵۸. تنقیح المقال ۳: قسم المیم: ۱۸۴. معجم رجال الحدیث ۱۷: ۲۴۷ - ۲۵۵ و ۲۵۷ و ۲۳: ۴۲. رجال النجاشی ۲۲۶. رجال ابن داود ۱۸۴. رجال الحلی ۱۴۹. معجم الثقات ۱۱۷. نقد الرجال ۳۳۳. رجال البرقی ۹ و ۱۷. جامع الرواۃ ۲: ۱۹۳ - ۲۰۰. ہدایۃ المحدثین ۲۵۳. رجال الکشی ۱۶۱. مجمع الرجال ۶: ۴۷ - ۵۴. ریحانۃ الأدب (فارسی) ۴: ۴۸. سفینہ البحار ۱: ۳۳۱ و ۲: ۸۲. الذریعۃ ۱: ۴۰۷. منہج المقال ۳۲۰. الکنی والألقاب ۲: ۴۰۶. تأسیس الشیعۃ ۲۸۶و منتہی المقال ۲۹۳. الوجیزۃ ۵۰. التحریر الطاووسی ۲۳۶. ایضاح الاشتباہ ۱۷. نضد الایضاح ۳۲۰. إضبط المقال ۵۴۷. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۳۴۲. اتقان المقال ۱۳۲. شرح مشیخۃ الفقیہ ۶. رجال الأنصاری ۱۷۸. تقریب التہذیب ۲: ۲۰۷. تہذیب التہذیب ۹: ۴۴۵. میزان الاعتدال ۴: ۴۱. معجم المؤلفین ۱۲: ۲۱. الأنساب ۳۶۵. شذرات الذہب ۱: ۲۸۸. ایضاح المکنون ۲: ۲۶۵. اللباب ۲: ۲۷. ہدیۃ العارفین ۲: ۷. التاریخ الکبیر ۱: ۲۲۳. العبر ۱: ۲۷۰. النجوم الزاہرۃ ۲: ۸۷. طبقات ابن خیاط ۲۷۵. الضعفاء الکبیر ۴: ۱۳۴. الکامل فی ضعفاء الرجال ۶: ۲۱۳۸. الجرح والتعدیل ۴: ۱: ۷۷. تاریخ الثقات ۴۱۴. الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۳: ۹۹. المغنی فی الضعفاء ۲: ۶۳۳.

الْحَجَّال، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِين، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی يَعْفُور، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی[۲۲۰] عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّهُ لَيْسَ كُلَّ سَاعَة أَلْقَاکَ وَ لَا يُمْكِنُ الْقُدُوم، وَ يَجِیءُ الرَّجُلُ مِنْ أَصْحَابِنَا فَيَسْأَلُنِی وَ لَيْسَ عِنْدِی كُلَّمَا يَسْأَلُنِی عَنْهُ، قَالَ: فَمَا يَمْنَعُکَ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الثَّقَفِیِّ فَإِنَّهُ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِی وَ كَانَ عِنْدَهُ وَجِيهاً. *عبداللہ بن ابی یعفور کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی میں ہر گھڑی آپ سے ملاقات نہیں کر سکتا اور نہ یہاں آنا میرے لیے ممکن ہے تو ہمارے ساتھیوں میں سے بعض میرے پاس آ کر مجھ سے سوال کرتے ہیں تو ہر وقت جب وہ مجھ سے سوال کرے میرے پاس اس کا جواب نہیں ہوتا تو میں کیا کروں؟ فرمایا تجھے محمد بن مسلم ثقفی سے کیا چیز مانع ہے اس نے میرے والد گرامیؑ سے احادیث سنی ہیں اور وہ ان کے پاس وجیہ اور صاحب مقام تھا۔*

۲۷۴ حَدَّثَنِی حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْر، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّال، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْر، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ شَهِدَ أَبُو كُرَيْبَةَ الْأَزْدِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الثَّقَفِیُّ عِنْدَ شَرِيک بِشَهَادَة وَ هُوَ قَاض، فَنَظَرَ فِی وُجُوهِهِمَا مَلِيّاً ثُمَّ قَالَ جَعْفَرِيَّانِ فَاطِمِيَّان! فَبَكَيَا، فَقَالَ لَهُمَا مَا يُبْكِيكُمَا قَالَا لَهُ نَسَبْتَنَا إِلَى أَقْوَامٍ لَا يَرْضَوْنَ بِأَمْثَالِنَا أَنْ يَكُونُوا مِنْ إِخْوَانِهِمْ لِمَا يَرَوْنَ مِنْ سُخْفِ وَرَعِنَا، وَ نَسَبْتَنَا إِلَى رَجُلٍ لَا يَرْضَى بِأَمْثَالِنَا أَنْ يَكُونُوا مِنْ شِيعَتِه، فَإِنْ تَفَضَّلَ وَ قَبِلَنَا فَلَهُ الْمَنُّ عَلَيْنَا وَ الْفَضْلُ، فَتَبَسَّمَ شَرِيکٌ، ثُمَّ قَالَ إِذَا كَانَتِ

---

[۲۲۰] رجال الکشی، ص: ۱۶۲،

الرِّجَالُ فَلْتَكُنْ أَمْثَالَكُمْ، يَا وَلِيدُ أَجِزْهُمَا هَذِهِ الْمَرَّةَ! قَالَ فَحَجَجْنَا فَخَبَرْنَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) بِالْقِصَّةِ فَقَالَ مَا لِشَرِيكٍ شَرَكَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشِرَاكَيْنِ مِنْ نَارٍ.

زرارہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کسی مقدمہ کے سلسلے میں محمد بن مسلم ثقفی اور ابو کریبہ نے قاضی شریک کی عدالت میں گواہی دی، تو اس نے ان دونوں کی گواہی کو بڑی غور سے دیکھا اور کہا یہ دونوں گواہ فاطمہ زہراءؑ کے عقیدت مند اور امام جعفر صادقؑ کے پیروکار ہیں، جب یہ جملہ انہوں نے قاضی سے سنا تو بے ساختہ رونے لگے قاضی نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا: تو نے جن کی طرف ہماری نسبت دی ہے وہ ہمیں ہمارے عمل کی کوتاہی کی وجہ سے اپنے ساتھ ملانے پر راضی نہیں ہیں، اور تو نے ہمیں اس شخص کی طرف نسبت دی ہے جو ہم جیسوں کو اپنے شیعوں میں قبول کرنے پر راضی نہیں ہیں پس اگر وہ اپنا کرم کریں اور ہمیں اپنے شیعوں میں قبول کرلیں تو یہ ان کا ہم پر احسان ہے تو شریک مسکرایا اور کہنے لگا؛ اگر مرد ہوں تو تم جیسے ہوں، اور کہا اے ولید! ان دونوں کو اس مرتبہ کافی سمجھو، راوی کہتا ہے کہ ہم نے حج کی تو ہم نے امام صادقؑ کو اس قصے کی خبر دی تو آپ نے فرمایا؛ شریک کو کیا ہے خدا اس کو قیامت کے دن آگ کے دو تسموں سے باندھے۔

۲۷۵ حَدَّثَنِي حَمْدَوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ إِنِّي لَنَائِمٌ ذَاتَ لَيْلَةٍ عَلَى السَّطْحِ إِذْ طَرَقَ الْبَابَ طَارِقٌ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ شَرِيكٌ يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَأَشْرَفْتُ فَإِذَا امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: لِي بِنْتٌ عَرُوسٌ ضَرَبَهَا الطَّلْقُ فَمَا زَالَتْ تُطْلَقُ حَتَّى مَاتَتْ[۲۲۱] وَ الْوَلَدُ يَتَحَرَّكُ فِي بَطْنِهَا وَ يَذْهَبُ وَ يَجِيءُ فَمَا أَصْنَعُ فَقُلْتُ يَا أَمَةَ اللَّهِ سُئِلَ مُحَمَّدُ

[۲۲۱] رجال الکشی، ص: ۱۶۳

بْنُ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ الْبَاقِرُ (ع) عَنْ مِثْلِ ذَلِکَ، فَقَالَ یُشَقُّ بَطْنُ الْمَیِّتِ وَ یُسْتَخْرَجُ الْوَلَدُ، یَا أَمَةَ اللَّهِ افْعَلِی مِثْلَ ذَلِکَ! أَنَا یَا أَمَةَ اللَّهِ رَجُلٌ فِی سِتْرٍ، مَنْ وَجَّهَکَ إِلَیَّ قَالَ، قَالَتْ لِی رَحِمَکَ اللَّهُ جِئْتُ إِلَی أَبِی حَنِیفَةَ صَاحِبِ الرَّأْیِ فَقَالَ مَا عِنْدِی فِیهَا شَیْءٌ، وَ لَکِنْ عَلَیْکَ بِمُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الثَّقَفِیِّ فَإِنَّهُ یُخْبِرُ، فَمَهْمَا أَفْتَاکَ بِهِ مِنْ شَیْءٍ فَعُودِی إِلَیَّ فَأَعْلِمِینِیهِ! فَقُلْتُ لَهَا امْضِی بِسَلَامٍ فَلَمَّا کَانَ الْغَدُ خَرَجْتُ إِلَی الْمَسْجِدِ وَ أَبُو حَنِیفَةَ یَسْأَلُ عَنْهَا أَصْحَابَهُ فَتَنَحْنَحْتُ فَقَالَ اللَّهُمَّ غَفْراً دَعْنَا نَعِیشُ.

ابن بکیر نے محمد بن مسلم ثقفی سے نقل کیا کہ میں ایک رات اپنے گھر کی چھت پر لیٹا ہوا تھا کہ میرے دروازہ پر کسی نے دستک دی میں نے پوچھا؛ کون ہے؟ اس نے جواب دیا؛ شریک ہوں خدا تجھ پر رحم کرے، میں دروازے پر آیا تو ایک عورت تھی کہنے لگی؛ میری ایک ایک شادی شدہ بیٹی حاملہ تھی جسے زچگی کا درد لاحق ہوا اور اسی میں وہ فوت ہو گئی اور بچہ اس کے پیٹ میں حرکت کر رہا تھا تو میں کیا کروں؟ تو میں نے کہا؛اے کنیز خدا، امام باقر سے اسی طرح کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس مردہ کا پیٹ چاک کر کے اس بچے کو نکالا جائے ،اے کنیز خدا، تو بھی اسی طرح کر، اور اے کنیز خدا، میں تو گوشہ نشین شخص ہو تجھے میرے پاس کس نے بھیجا؟ تو اس نے کہا؛خدا تجھ پر رحم کرے میں ابو حنیفہ صاحب رائے کے پاس آئی تو اس نے کہا میرے پاس اس کا حل نہیں ہے لیکن تو محمد بن مسلم ثقفی کے پاس جا وہ تجھے اس کا جواب دے گا تو جو کچھ تجھے فتوی دے تو میرے پاس لوٹ کر آنا اور مجھے اس کی خبر دینا تو میں نے اس سے کہا؛اسے میرا اسلام پہنچانا تو اگلے دن میں مسجد کی طرف گیا تو ابو حنیفہ اس مسئلے کے بارے میں اپنے ساتھیوں سے پوچھ رہا تھا تو میں دور ہو گیا تو اس نے کہا؛خدایا ہمیں بخش دے، اور ہمیں بھی زندہ رہنے دے۔

۲۷۶ حَدَّثَنی حَمْدَوَیْه بْنُ نُصَیرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ یَاسِینَ الضَّرِیرِ الْبَصْرِیِّ، عَنْ حَرِیزٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ مَا شَجَرَ فِی رَأْیِی شَیْءٌ قَطُّ إِلَّا سَأَلْتُ عَنْهُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) حَتَّی سَأَلْتُهُ عَنْ ثَلَاثِینَ أَلْفَ حَدِیثٍ وَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنْ سِتَّةَ عَشَرَ أَلْفَ حَدِیثٍ.

محمد بن مسلم نے کہا: مجھے جو بھی مسئلہ پیش آتا تو میں اس کا سوال امام باقرؑ سے کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے آپ سے ۳۰ ہزار سوالات کیے اور امام صادقؑ سے ۱۶ ہزار سوالات کیے۔

۲۷۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ أَبِی كَهْمَسٍ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ لِی شَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الثَّقَفِیُّ الْقَصِیرُ عِنْدَ ابْنِ أَبِی لَیْلَی بِشَهَادَةٍ فَرَدَّ شَهَادَتَهُ فَقُلْتُ نَعَمْ، فَقَالَ إِذَا صِرْتَ إِلَی الْكُوفَةِ فَأَتَیْتَ ابْنَ أَبِی لَیْلَی، فَقُلْ لَهُ أَسْأَلُكَ عَنْ ثَلَاثِ مَسَائِلَ لَا تُفْتِینِی فِیهَا بِالْقِیَاسِ وَ لَا تَقُولُ قَالَ أَصْحَابُنَا، ثُمَّ سَلْهُ عَنِ الرَّجُلِ یَشُكُّ فِی الرَّكْعَتَیْنِ[۲۲۲] الْأُولَیَیْنِ مِنَ الْفَرِیضَةِ، وَ عَنِ الرَّجُلِ یُصِیبُ جَسَدَهُ أَوْ ثِیَابَهُ الْبَوْلُ كَیْفَ یَغْسِلُهُ، وَ عَنِ الرَّجُلِ یَرْمِی الْجِمَارَ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ فَتَسْقُطُ مِنْهُ وَاحِدَةٌ كَیْفَ یَصْنَعُ، فَإِذَا لَمْ یَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا شَیْءٌ فَقُلْ لَهُ یَقُولُ لَكَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَا حَمَلَكَ عَلَی أَنْ رَدَدْتَ شَهَادَةَ رَجُلٍ أَعْرَفَ بِأَحْكَامِ اللَّهِ مِنْكَ وَ أَعْلَمَ بِسِیرَةِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) مِنْكَ! قَالَ أَبُو كَهْمَسٍ فَلَمَّا قَدِمْتُ أَتَیْتُ ابْنَ أَبِی لَیْلَی قَبْلَ أَنْ

---

[۲۲۲] رجال الکشی، ص: ۱۶۴

أَصِيرَ إِلَى مَنْزِلِي، فَقُلْتُ لَهُ أَسْأَلُکَ عَنْ ثَلَاثِ مَسَائِلَ لَا تُفْتِينِي فِيهَا بِالْقِيَاسِ وَ لَا تَقُولُ قَالَ أَصْحَابُنَا، قَالَ هَاتِ! قَالَ، قُلْتُ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ شَکَّ فِي الرَّکْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْفَرِيضَةِ فَأَطْرَقَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيَّ فَقَالَ قَالَ أَصْحَابُنَا، فَقُلْتُ هَذَا شَرْطِي عَلَيْکَ أَلَّا تَقُولَ قَالَ أَصْحَابُنَا، فَقَالَ مَا عِنْدِي فِيهَا شَيْءٌ، فَقُلْتُ لَهُ مَا تَقُولُ فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ جَسَدَهُ أَوْ ثِيَابَهُ الْبَوْلُ کَيْفَ يَغْسِلُهُ فَأَطْرَقَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: قَالَ أَصْحَابُنَا، فَقُلْتُ لَهُ هَذَا شَرْطِي عَلَيْکَ، فَقَالَ مَا عِنْدِي فِيهَا شَيْءٌ، فَقُلْتُ رَجُلٌ رَمَى الْجِمَارَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ فَسَقَطَتْ مِنْهُ حَصَاةٌ کَيْفَ يَصْنَعُ فَطَأْطَأَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَفَعَهُ، فَقَالَ: قَالَ أَصْحَابُنَا، فَقُلْتُ أَصْلَحَکَ اللَّهُ هَذَا شَرْطِي عَلَيْکَ، فَقَالَ لَيْسَ عِنْدِي فِيهَا شَيْءٌ، فَقُلْتُ يَقُولُ لَکَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَا حَمَلَکَ أَنْ رَدَدْتَ شَهَادَةَ رَجُلٍ أَعْرَفَ مِنْکَ بِأَحْکَامِ اللَّهِ وَ أَعْرَفَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) مِنْکَ فَقَالَ لِي: وَ مَنْ هُوَ فَقُلْتُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ الْقَصِيرُ، قَالَ، فَقَالَ: وَ اللَّهِ إِنَّ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ لَکَ هَذَا قَالَ، فَقُلْتُ وَ اللَّهِ إِنَّهُ قَالَ لِي جَعْفَرٌ هَذَا، فَأَرْسَلَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ فَدَعَاهُ فَشَهِدَ عِنْدَهُ بِتِلْکَ الشَّهَادَةِ فَأَجَازَ شَهَادَتَهُ.

ابی کہمس کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھ سے فرمایا؛ میں نے سنا ہے کہ قاضی ابو لیلیٰ نے محمد بن مسلم کی گواہی کو مسترد کر دیا ہے اور اب جبکہ تو کوفہ پہنچے تو قاضی کے پاس جا کر اس سے کہو کہ میں تجھ سے تین سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن جواب کے لیے شرط یہ ہے کہ تو میرے سامنے اپنے ساتھیوں کے جواب نقل نہیں کرے گا اور اپنے قیاس سے ان مسائل کے جواب دے گا اور تین مسائل یہ ہیں؛

۱۔جس شخص کو نماز کی پہلی رکعت میں شک ہو تو اس کا حکم کیا ہے ؟
۲۔اگر کسی شخص کے کپڑوں یا جسم میں پیشاب کی نجاست لگ جائے تو وہ اسے کیسے دھوئے ؟
۳۔جو شخص حج میں جمرات کو پتھر مارنے کے لیے جائے اور سات کی بجائے چھ کنکریاں مارے تو اسکا حکم کیا ہے ؟

اور جب وہ قیاس سے ان مسائل کا جواب دینے سے عاجز آجائے تو اس سے کہنا کہ جعفر بن محمدؑ نے تجھے پیغام بھیجا ہے کہ تجھے کس چیز نے محمد بن مسلم کی گواہی مسترد کرنے پر ابھارا جبکہ وہ تجھ سے کتاب خدا اور سنت نبی اکرم ﷺ کو بہتر جانتا ہے ؟

راوی کہتا ہے جب میں کوفہ آیا تو سیدھا قاضی ابو لیلیٰ کے پاس گیا اور اس سے کہا؛ میں تجھ سے تین مسائل پوچھتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ تو میرے سامنے اپنے ساتھیوں کے جواب نقل نہیں کرے گا اور اپنے قیاس سے ان مسائل کے جواب دے گا، پھر میں نے اس کے سامنے مذکورہ تین مسائل بیان کیے تو قاضی نے اپنی عاجزی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ؛ میں ان مسائل کا جواب دنے سے قاصر ہوں ، تو میں نے اس سے کہا ؛امام جعفر بن محمدؑ نے تجھے پیغام بھیجا ہے کہ تجھے کس چیز نے اس شخص کی گواہی مسترد کرنے پر ابھارا جبکہ وہ تجھ سے کتاب خدا اور سنت نبی اکرم ﷺ کو بہتر جانتا ہے ؟اس نے کہا ؛ وہ کون ہے ؟ میں نے کہا ؛ وہ محمد بن مسلم ہے۔

یہ پیغام سن کر قاضی نے کہا ؛قسم کھاو، کیاامام جعفر صادقؑ نے یہ فرمایا ہے ؟

میں نے کہا ؛ ہاں ،خدا کی قسم ! امام نے ایسا ہی فرمایا ہے ،اس کے بعد قاضی نے محمد بن مسلم کو بلایا اور اس مقدمہ کے سلسلے میں ان کی گواہی کو قبول کیا اور ان کی گواہی کے مطابق فیصلہ کی
۔

۲۷۸ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللَّه بْنُ مُحَمَّد بْن خَالد[۲۲۳] الطَّيَالسِيُّ، عَنْ أَبِيه، قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَة يَدْخُلُ عَلى أَبِی جَعْفَرٍ (ع) فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ بَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ، وَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ رَجُلًا مُوسِراً جَلِيلًا، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) تَوَاضَعْ! قَالَ، فَأَخَذَ قَوْصَرَةَ تَمرٍ فَوَضَعَهَا عَلَى بَابِ الْمَسْجِد وَ جَعَلَ يَبِيعُ التَّمْرَ، فَجَاءَ قَوْمُهُ فَقَالُوا فَضَحْتَنَا! فَقَالَ أَمَرَنِی مَوْلَایَ بِشَیْءٍ فَلَا أَبْرَحُ حَتَّى أَبِيعَ هَذِه الْقَوْصَرَةَ، فَقَالُوا أَمَّا إِذَا أَبَيْتَ إِلَّا هَذَا فَاقْعُدْ فِی الطَّحَّانِينَ، ثُمَّ سَلَّمُوا إِلَيْه رَحًى، فَقَعَدَ عَلَى بَابِه وَ جَعَلَ يَطْحَنُ.

قَالَ أَبُو النَّصْرِ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّه بْنَ مُحَمَّد بْنِ خَالد، عَنْ مُحَمَّد بْنِ مُسْلِمٍ فَقَالَ: كَانَ رَجُلًا شَرِيفاً مُوسِراً، فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) تَوَاضَعْ يَا مُحَمَّدُ! فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْكُوفَة أَخَذَ قَوْصَرَةً مِنْ تَمْرٍ مَعَ الْمِيزَانِ وَ جَلَسَ عَلَى بَابِ مَسْجِد الْجَامِعِ وَ جَعَلَ يُنَادِی عَلَيْه، فَأَتَاهُ قَوْمُهُ فَقَالُوا لَهُ فَضَحْتَنَا، فَقَالَ إِنَّ مَوْلَایَ أَمَرَنِی بِأَمْرٍ فَلَنْ أُخَالِفَهُ وَ لَنْ أَبْرَحَ حَتَّى أَفْرُغَ مِنْ بَيْعِ بَاقِی هَذِه الْقَوْصَرَة، فَقَالَ لَهُ قَوْمُهُ إِذْ أَبَيْتَ إِلَّا لِتَشْتَغِلَ بِبَيْعٍ وَ شِرَاءٍ فَاقْعُدْ فِی الطَّحَّانِينَ! فَهَيَّأَ رَحًى وَ جَمَلًا وَ جَعَلَ يَطْحَنُ، وَ قِيلَ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْعُبَّاد فِی زَمَانِه.

محمد بن خالد طیالسی نے بیان کیا کہ محمد بن مسلم اہل کوفہ میں سے تھے جو امام باقرؑ کے پاس آتے جاتے تھے تو امام نے فرمایا؛ خدا کے حضور عاجزی کرنے والوں کو بشارت ہو اور محمد بن مسلم جلیل القدر شخص تھے مگر کم مالدار تھے تو امام نے انہیں تواضع کرنے کا حکم دیا تو محمد بن

[۲۲۳] رجال الکشی، ص: ۱۶۵

مسلم نے کھجوروں کی ایک ٹوکری اٹھالی اور مسجد کے دروازے پر رکھ کر کھجوریں بیچنا شروع کر دیں تو ان کے پاس ان کی قوم نے کہا؛ تو نے ہماری تذلیل اور رسوائی کر دی ہے تو محمد بن مسلم نے جواب دیا مجھے میرے مولا نے اس چیز کا حکم دیا ہے میں اس ٹوکری کو بیچے بغیر نہیں رہوں گا تو انہوں نے کہا اگر تو نے ایسا کام کرنا ہی ہے تو چلو چکی والوں کے پاس بیٹھ جاو پھر انہیں بھی ایک چکی لا کر دی تو محمد بن مسلم چکی والے بازار میں بیٹھ گئے اور آٹا پیسا کرتے تھے
۔

ابو نصر کا کہنا ہے کہ مس نے عبداللہ بن محمد بن خالد سے محمد بن مسلم کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا؛ وہ ایک شریف انسان تھے مگر کم مالدار تھے تو امام نے انہیں تواضع کرنے کا حکم دیا تو محمد بن مسلم نے کھجوروں کی ایک ٹوکری اٹھالی اور مسجد کے دروازے پر رکھ کر کھجوریں بیچنا شروع کر دیں اور آوازیں لگانے لگے تو ان کے پاس ان کی قوم نے کہا؛ تو نے ہماری تذلیل اور رسوائی کر دی ہے، تو محمد بن مسلم نے جواب دیا؛ مجھے میرے مولا نے اس چیز کا حکم دیا ہے ،میں اس ٹوکری کو بیچے بغیر نہیں رہوں گا تو انہوں نے کہا اگر تو نے خرید وفروخت کرنا ہی ہے تو چلو چکی والوں کے پاس بیٹھ جاو تو انہوں نے ایک چکی اور اونٹ مہیا کیا اور اس بازار میں چکی کا کاروبار شروع کر دیا اور کہا گیا کہ محمد بن مسلم اپنے زمانے کے بڑے عبادت گزاروں میں شمار ہوتے تھے۔

۲۷۹ حَدَّثَنِی أَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَیْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِی الْفَضْلُ [۲۲۴] بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِی، عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَکِیمٍ وَ صَاحِبٍ لَهُ، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: قَدْ کَانَ دُرِسَ اسْمُهُ فِی کِتَابِ أَبِی، قَالا رَأَیْنَا شَرِیکاً وَاقِفاً فِی حَائِطٍ مِنْ حِیطَانِ فُلَانٍ، قَدْ کَانَ دُرِسَ اسْمُهُ أَیْضاً فِی

[۲۲۴] رجال الکشی، ص: ۱۶۶

الْكتَاب قَالَ أَحَدُنَا لصَاحبه هَلْ لَکَ فی خَلْوَة منْ شَريک فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْه، فَرَدَّ عَلَيْنَا السَّلَامَ، فَقُلْنَا يَا أَبَا عَبْد اللَّه مَسْأَلَةٌ! قَالَ فی أَیِّ شَیْءٍ فَقُلْنَا فی الصَّلَاة، قَالَ سَلُوا عَمَّا بَدَا لَكُمْ فَقُلْنَا لَا نُرِيدُ أَنْ تَقُولَ قَالَ فُلَانٌ وَ قَالَ فُلَانٌ إِنَّمَا نُرِيدُ أَنْ تُسْنِدَهُ إِلَى النَّبِیِّ (ص)، فَقَالَ أَ لَيْسَ فی الصَّلَاة فَقُلْنَا بَلَی، فَقَالَ سَلُوا عَمَّا بَدَا لَكُمْ قُلْنَا فی كَمْ يَجبُ التَّقْصيرُ قَالَ كَانَ ابْنُ مَسْعُود يَقُولُ لَا يَغُرَّنَّكُمْ سَوَادُنَا هَذَا وَ كَانَ يَقُولُ فُلَانٌ، قَالَ، قُلْتُ إِنَّا اسْتَثْنَيْنَا عَلَيْکَ أَلَّا تُحَدِّثَنَا إِلَّا عَنْ نَبِیِّ اللَّه (ص)، قَالَ، وَ اللَّه إِنَّهُ لَقَبِيحٌ بِشَيْخٍ يُسْأَلُ عَنْ مَسْأَلَة فی الصَّلَاة عَنِ النَّبِیِّ (ص) لَا يَكُونُ عنْدَهُ فيهَا شَیْءٌ، وَ أَقْبَحُ منْ ذَلکَ أَنْ أَكْذبَ عَلَى رَسُول اللَّه (ص)، قُلْنَا فَمَسْأَلَةٌ أُخْرَى! فَقَالَ أَ لَيْسَ فی الصَّلَاة قُلْنَا بَلَى، قَالَ فَسَلُوا عَمَّا بَدَا لَكُمْ، قُلْنَا عَلَى مَنْ تَجبُ الْجُمُعَةُ قَالَ عَادَت الْمَسْأَلَةُ جَذَعَةً مَا عنْدی فی هَذَا عَنْ رَسُول اللَّه (ص) شَیْءٌ، قَالَ فَأَرَدْنَا الانْصرَافَ، فَقَالَ إِنَّكُمْ لَمْ تَسْأَلُوا عَنْ هَذَا إِلَّا وَ عنْدَكُمْ منْهُ علْمٌ، قَالَ قُلْتُ نَعَمْ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلمٍ الثَّقَفیُّ عَنْ مُحَمَّد بْن عَلیٍّ عَنْ أَبيه عَنْ جَدِّه عَنِ النَّبِیِّ (ص) فَقَالَ الثَّقَفیُّ الطَّوِيلُ[225] اللِّحْيَة فَقُلْنَا نَعَمْ، قَالَ أَمَا إِنَّهُ لَقَدْ كَانَ مَأْمُوناً عَلَى الْحَديث وَ لَكنْ كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّهُ خَشَبیٌّ ثُمَّ قَالَ مَا ذَا رَوَى قُلْنَا رَوَى عَنِ النَّبِیِّ (ص) أَنَّ التَّقْصيرَ يَجبُ فی بَرِيدَيْنِ وَ إِذَا اجْتَمَعَ خَمْسَةٌ أَحَدُهُمُ الْإِمَامُ فَلَهُمْ أَنْ يُجَمِّعُوا.

---

[225] رجال الکشی، ص: ۱۶۷

محمد بن حکیم اور اس کے ایک ساتھی نے بیان کیا جن کا نام بقول راوی ابو محمد کے ان کے باپ کی کتاب سے مٹ گیا تھا؛ ہم نے شریک کو فلاں باغ میں دیکھا جبکہ اس باغ کے مالک کا نام بھی کتاب میں مدہم ہو گیا تھا، ہم نے ایک دوسرے سے کہا؛ کیا تیری شریک سے کوئی تنہائی میں جان پہچان اور بات چیت کی رغبت ہے؟ ہم یہ کہہ کر اس کے پاس آئے اور اسے سلام کیا اس نے ہمارے سلام کا جواب دیا ہم نے کہا؛ اے ابو عبداللہ (شریک)؛ ایک مسئلہ پوچھنا ہے تو اس نے کہا کس چیز کے متعلق؟ ہم نے کہا نماز کے متعلق، اس نے کہا پوچھو، ہم نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ تو لوگوں کے اقوال کو نقل نہ کرے بلکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان پیش کرے اس نے کہا مسئلہ نماز کے متعلق ہی ہے؟ ہم نے کہا؛ ہاں، اس نے کہا پوچھو، ہم نے کہا نماز قصر واجب ہونے کی مسافت کتنی ہے؟ اس نے جواب دیا؛ ابن مسعود کہتا تھا کہ تمہیں ہمار علم دھوکہ نہ دے اور فلاں یوں کہتا تھا، راوی محمد بن حکیم کہتا ہے میں نے کہا؛ ابھی ہم نے تجھ سے شرط رکھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے علاوہ کسی کی بات ہمیں نہیں سنائے گا تو اس نے کہا؛ خدا کی قسم ظ ایک بوڑھے کے لیے کتنا قبیح ہے کہ اس سے نماز کے متعلق نبی اکرمؐ کی روایات کے متعلق پوچھا جائے مگر اس کے پاس کچھ نہ ہو اور اس سے زیادہ قبیح اور برائی یہ ہے کہ میں نبی اکرمؐ پر اس مسئلے میں جھوٹ بولوں (گویا میں نبی اکرم سے اس مسئلے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا)، ہم نے کہا ایک اور مسئلہ ہے، اس نے کہا کیا وہ بھی نماز کے متعلق ہے؟ ہم نے کہا ہاں، تو اس نے کہا پوچھو، ہم نے کہا نماز جمعہ کس پر واجب ہے؟ اس نے کہا اس مسئلے میں بھی میرے پاس کوئی نئی چیز نہیں، جو میں نبی اکرم سے نقل کروں، جب ہم واپس آنے لگے تو اس نے کہا؛ ظاہرا تم نے اس لیے سوال کیا تھا کہ تم اسے جانتے تھے، میں نے کہا؛ ہاں، ہمیں محمد بن مسلم ثقفی نے امام باقرؑ سے اپنے باپ داداؑ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی تو اس نے کہا؛ وہ لمبی داڑھی والے ثقفی؟ ہم نے کہا؛ ہاں تو اس نے کہا، وہ حدیث نقل کرنے میں امین ہے، لیکن لوگ کہتے ہیں کہ وہ زیدی تھا، پھر شریک نے

انہوں نے کیا روایت کی، ہم نے کہا اس نے نبی اکرم سے روایت کی کہ دو فرسخ کے سفر میں نماز قصر کرنا واجب ہے اور جب امام کے ساتھ پانچ افراد جمع ہو جائیں تو ان پر جمعہ قائم کرنا واجب ہے۔

۲۸۰ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ الرَّازِیِّ، عَنْ بَکْرِ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ أَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ بِالْمَدِینَةِ أَرْبَعَ سِنِینَ یَدْخُلُ عَلَی أَبِی جَعْفَرٍ (ع) یَسْأَلُهُ، ثُمَّ کَانَ یَدْخُلُ عَلَی جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ یَسْأَلُهُ، قَالَ أَبُو أَحْمَدَ: فَسَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَجَّاجِ وَ حَمَّادَ بْنَ عُثْمَانَ یَقُولَانِ مَا کَانَ أَحَدٌ مِنَ الشِّیعَةِ أَفْقَهَ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ، فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ سَمِعْتُ مِنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) ثَلَاثِینَ أَلْفَ حَدِیثٍ، ثُمَّ لَقِیتُ جَعْفَراً ابْنَهُ فَسَمِعْتُ مِنْهُ أَوْ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ سِتَّةَ عَشَرَ أَلْفَ حَدِیثٍ أَوْ قَالَ مَسْأَلَةٍ.

ہشام بن سالم کا بیان ہے کہ محمد بن مسلم مدینہ مین چار سال رہے، وہ امام باقرؑ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ سے سوال کرتے، پھر امام صادق کے پاس حاضر ہوتے اور آپ سے سوال کرتے تھے، ابواحمد (ابن ابی عمیر) کا بیان ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن حجاج و حماد بن عثمان سے سنا کہ کوئی شیعہ محمد بن مسلم سے بڑا فقیہ نہیں تھا اور مزید کہا؛ محمد بن مسلم کہتے تھے مین نے امام باقر سے ۳۰ ہزار حدیثیں سنیں اور جب امام صادق سے ملا تو آپ سے ۱۶ ہزار حدیثیں سنیں یا آپ سے اتنے سوالات کیے۔

۲۸۱ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِی الْعَمْرَکِیُّ بْنُ عَلِیٍّ، قَالَ أَخْبَرَنِی مُحَمَّدُ بْنُ حَبِیبٍ الْأَزْدِیُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

حَمَّاد، عَنْ عَبْدِ اللَّه بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَصَمِّ، عَنْ ذَرِيحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ خَرَجْتُ إِلَى الْمَدِينَة وَ أَنَا وَجِعٌ ثَقِيلٌ، فَقِيلَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَجِعٌ،[۲۲۶] فَأَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ بِشَرَابٍ مَعَ الْغُلَامِ مُغَطًّى بِمِنْدِيلٍ، فَنَاوَلَنِيهِ الْغُلَامُ وَ قَالَ لِي اشْرَبْهُ فَإِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِي أَلَّا أَرْجِعَ حَتَّى تَشْرَبَهُ، فَتَنَاوَلْتُهُ فَإِذَا رَائِحَةُ الْمِسْكِ مِنْهُ وَ إِذَا شَرَابٌ طَيِّبُ الطَّعْمِ بَارِدٌ، فَلَمَّا شَرِبْتُهُ قَالَ لِيَ الْغُلَامُ يَقُولُ لَكَ إِذَا شَرِبْتَ فَتَعَالَ! فَفَكَّرْتُ فِيمَا قَالَ لِي وَ لَا أَقْدِرُ عَلَى النُّهُوضِ قَبْلَ ذَلِكَ عَلَى رِجْلِي، فَلَمَّا اسْتَقَرَّ الشَّرَابُ فِي جَوْفِي كَأَنَّمَا نُشِطْتُ مِنْ عِقَالٍ، فَأَتَيْتُ بَابَهُ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ، فَصَوَّتَ بِي صَحَّ الْجِسْمُ ادْخُلْ ادْخُلْ! فَدَخَلْتُ وَ أَنَا بَاكٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَ قَبَّلْتُ يَدَهُ وَ رَأْسَهُ، محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ کی طرف عازم سفر ہوا جبکہ میری طبیعت انتہائی علیل تھی، جب مدینہ منورہ پہنچا تو امام کو خبر دی گئی کہ محمد بن مسلم بیمار ہے تو امام باقرؑ نے میری طرف ایک غلام کے ساتھ رومال میں لپٹا ہوا مشروب بھیجا تو غلام نے وہ شربت مجھے دیا اور کہا کہ اسے پی لوں، کیونکہ امام نے مجھے حکم دی ہے کہ اس وقت واپس نہ آوں جب تک تو اسے پی نہ لے، میں نے اس مشروب کو لیا گویا اس سے مسک کی خوشبو مہک رہی تھی اور لذیذ اور ٹھنڈا مشروب تھا جب میں نے اسے پی لیا تو غلام نے کہا امام نے تجھے حکم دیا کہ جب شربت پی لو تو میرے پاس چلے آو تو میں نے امام کے فرمان میں غور کیا اور سوچا کہ میں اس سے پہلے بالکل ہونے کی طاقت نہیں رکھتا تھا جب شربت میرے جسم میں داخل ہو گئی تو (تو تمام بیماری اس وقت کافور ہو گئی) گویا جیسے میرے پاوں سے کسی نے زنجیریں کھول دی ہوں میں امام کے در عصمت پہ حاضر

[۲۲۶] رجال الکشی، ص: ۱۶۸

ہوا وار اذن حضور طلب کیا تو مجھے آوازی دی گئی ، جسم سلامت رہے اندر آ جاو، اندر آو، تو میں اندر داخل ہوا جبکہ میرے انسو بہہ رہے تھے میں نے سلام کیا اور آپکے ہاتھوں اور سر مبارک کا بوسہ لیا۔

فَقَالَ لِی وَ مَا یُبْکِیکَ یَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ أَبْکِی عَلَى اغْتِرَابِی وَ بُعْدِ الشُّقَّةِ وَ قِلَّةِ الْمَقْدُرَةِ عَلَى الْمُقَامِ عِنْدَکَ وَ النَّظَرِ إِلَیْکَ، فَقَالَ لِی: أَمَّا قِلَّةُ الْمَقْدُرَةِ: فَکَذَلِکَ جَعَلَ اللَّهُ أَوْلِیَاءَنَا وَ أَهْلَ مَوَدَّتِنَا، وَ جَعَلَ الْبَلَاءَ إِلَیْهِمْ سَرِیعاً، وَ أَمَّا مَا ذَکَرْتَ مِنَ الْغُرْبَةِ: فَلَکَ بِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ أُسْوَةٌ بِأَرْضٍ نَاءٍ عَنَّا بِالْفُرَاتِ (ص) وَ أَمَّا مَا ذَکَرْتَ مِنْ بُعْدِ الشُّقَّةِ: فَإِنَّ الْمُؤْمِنَ فِی هَذِهِ الدَّارِ غَرِیبٌ وَ فِی هَذَا الْخَلْقِ الْمَنْکُوسِ حَتَّى یَخْرُجَ مِنْ هَذِهِ الدَّارِ إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ، وَ أَمَّا مَا ذَکَرْتَ مِنْ حُبِّکَ قُرْبَنَا وَ النَّظَرَ إِلَیْنَا وَ إِنَّکَ لَا تَقْدِرُ عَلَى ذَلِکَ: فَاللَّهُ یَعْلَمُ مَا فِی قَلْبِکَ وَ جَزَاؤُکَ عَلَیْهِ.

امام نے مجھے روتا دیکھ کر فرمایا؛ کیوں رو رہے ہو؟

میں نے عرض کی؛ مولا میں آپ پر قربان جاوں میں اس لیے روتا ہوں کہ میں آپ سے بہت دور ہوں ، پر مشقت سفر ہیں اور آپ کے پاس رہنے اور آپ کی زیارت کرنے کا بہت کم موقع ملتا ہے ،امام نے مجھے تسلی دیتے ہوئے فرمایا؛ جو تو نے ہمارے پاس ٹھہرنے کی قدرت کی کمی کا ذکر کیا تو خدا نے ہمارے اولیاء اور دوستداروں کو اس طرح قرار دیا ہے اور ان کی طرف مصیبتوں کا رخ پھیر دیا ہے اور جو تو نے دوری کا ذکر کیا ہے تو تیرے لیے امام حسین کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے کہ آپ کی قبر مطہر ہم سے دور فرات کے کنارے ہے اور جو تو نے سفر کی مشقت کا ذکر کیا تو اس دنیا میں ہر مومن مسافر اور پردیسی ہے یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے خدا کی رحمت کی طرف کوچ کر جائے اور جو تو نے ہمارے قریب رہنے اور ہماری

زیارت کے جذبے کا اظہار کیا اور یہ کہ تو اس پر قدرت نہیں رکھتا تو اللہ تعالی تمہارے دل کی کیفیت سے خوب واقف ہے اور وہ تمہیں تمہاری نیت کے مطابق جزا عطا فرمائے گا۔

٢٨٢ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُذَاعَةَ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ امْرَأَتِی تَقُولُ بِقَوْلِ زُرَارَةَ وَ [227] مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ فِی الاسْتِطَاعَةِ وَ تَرَى رَأْيَهُمَا فَقَالَ مَا لِلنِّسَاءِ وَ الرَّأْيِ وَ الْقَوْلُ لَهَا أَنَّهُمَا لَيْسَا بِشَیْءٍ فِی وَلَايَةٍ قَالَ فَجِئْتُ إِلَى امْرَأَتِی فَحَدَّثْتُهَا فَرَجَعَتْ عَنْ ذَلِکَ الْقَوْلِ.

عامر بن عبداللہ بن جذاعہ کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی کہ میری زوجہ استطاعت کے متعلق زرارہ اور محمد بن مسلم کے نظریئے کی قائل ہے؟ فرمایا؛ عورتوں کو ان نظریات سے کیا ہے! اور وہ دونوں (زرارہ اور محمد بن مسلم) ہماری ولایت کے معاملے صفر ہیں، میں نے اپنی زوجہ کو امام کا فرمان سنایا تو اس نے توبہ کر لی۔

٢٨٣ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبِی الصَّبَّاحِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ يَا أَبَا الصَّبَّاحِ هَلَکَ الْمُتَرَئِّسُونَ فِی أَدْيَانِهِمْ مِنْهُمْ زُرَارَةُ وَ بُرَيْدٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ إِسْمَاعِيلُ الْجُعْفِیُّ، وَ ذَكَرَ آخَرَ لَمْ أَحْفَظْ.

[227] رجال الکشی، ص: ۱۶۹

ابو صباح نے امام صادق سے روایت کی ،فرمایا ؛اے ابو صباح ! دین میں ریاست طلبی کرنے والے ہلاک ہوگئے اور ان میں زرارہ ،برید ، محمد بن مسلم اور اسماعیل جعفی ہیں اور ایک اور نام بھی لیا لیکن راوی کو یاد نہیں رہا۔

۲۸۴ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی جِبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ یُونُسَ، عَنْ عِیسَی بْنِ سُلَیْمَانَ وَ عِدَّةٍ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) یَقُولُ لَعَنَ اللَّهُ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ کَانَ یَقُولُ إِنَّ اللَّهَ لَا یَعْلَمُ الشَّیْءَ حَتَّی یَکُونَ.

مفضل بن عمر نے امام صادق سے روایت کی ،فرمایا ؛اللہ تعالی محمد بن مسلم پر لعنت کرے کہ وہ کہتا تھا کہ اللہ تعالی کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ وہ چیز وجود میں آجائے۔

ابو بصیر لیث بن بختری مرادی[۲۲۸]

۲۸۵ رُوِیَ عَنِ ابْنِ أَبِی یَعْفُورٍ، قَالَ خَرَجْتُ إِلَی السَّوَادِ نَطْلُبُ دَرَاهِمَ لِنَحُجَّ وَ نَحْنُ جَمَاعَةٌ وَ فِینَا أَبُو بَصِیرٍ الْمُرَادِیُّ، قَالَ، قُلْتُ لَهُ یَا أَبَا بَصِیرٍ اتَّقِ اللَّهَ وَ حُجَّ بِمَالِکَ فَإِنَّکَ ذُو مَالٍ کَثِیرٍ! فَقَالَ اسْکُتْ فَلَوْ أَنَّ الدُّنْیَا وَقَعَتْ لِصَاحِبِکَ لَاشْتَمَلَ عَلَیْهَا بِکِسَائِه[۲۲۹].

ابن ابی یعفور سے منقول ہے کہ میں عراق کی طرف گیا تاکہ وہاں سے درہم لے آوں تاکہ ہم حج کریں اور ہم ایک جماعت تھے اور ہم میں ابو بصیر مرادی بھی تھا تو میں نے ابو بصیر سے کہا اے ابو بصیر! خدا سے ڈرو اور اپنے مال سے حج کرو کیونکہ تیرے پاس بہت زیادہ مال ہے تو اس نے جواب دیا، خاموش رہو اگر تیرے ساتھی کو تمام دنیا بھی مل جائے تو وہ اس پر اپنی چادر پھیلا کر چھپادیں گے۔

---

[۲۲۸] ۔ رجال الطوسی ۱۳۴ و ۲۷۸ وفیہ اسند عنہ و ۳۵۸. تنقیح المقال ۲: قسم اللام: ۴۴. رجال النجاشی ۲۲۵. رجال ابن داود ۱۵۷ و ۲۱۴. معالم العلماء ۹۴. سفینہ البحار ۱: ۸۵. نقد الرجال ۲۷۸. رجال الکشی ۱۶۹. ریحانۃ الأدب (فارسی) ۷: ۳۴. ہدیۃ الأحباب (فارسی) ۵. تتمۃ المنتھی (فارسی) ۱۷۲. مجمع الرجال ۵: ۸۲ - ۸۷. جامع الرواۃ ۲: ۳۴. توضیح الاشتباہ ۲۵۶. الکنی والألقاب ۱: ۱۸. تأسیس الشیعۃ ۴۰۹. ہدایۃ المحدثین ۱۳۶. رجال بحر العلوم ۴: ۱۲۱. فہرست الطوسی ۱۳۰. رجال الحلی ۱۳۶. معجم الثقات ۹۸. معجم رجال الحدیث ۱۴: ۱۴۰ - ۱۵۲ و ۲۱: ۶۲. المناقب ۴: ۳۲۱. رجال البرقی ۱۳ و ۱۸. منتہی المقال ۲۴۹. منہج المقال ۲۷۰. جامع المقال ۸۶. ایضاح الاشتباہ ۷۰. التحریر الطاووسی ۲۳۰. نضد الایضاح ۲۶۲. إضبط المقال ۵۳۹. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۳۰۵. اتقان المقال ۱۱۱. شرح مشیخۃ الفقیہ ۱۸. الوجیزۃ ۴۴. رجال الأنصاری ۱۴۳.

[۲۲۹] رجال الکشی، ص: ۱۷۰

۲۸۶ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ، عَنْ مُحَمَّد بْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ جَمِیلِ بْنِ دَرَّاجٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) یَقُولُ بَشِّرِ الْمُخْبِتِینَ بِالْجَنَّة بُرَیْدُ بْنُ مُعَاوِیَةَ الْعِجْلِیُّ وَ أَبُو بَصِیرٍ لَیْثُ بْنُ الْبَخْتَرِیِّ الْمُرَادِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ زُرَارَةُ، أَرْبَعَةٌ نُجَبَاءُ أُمَنَاءُ اللَّه عَلَی حَلَاله وَ حَرَامه، لَوْ لَا هَؤُلَاءِ انْقَطَعَتْ آثَارُ النُّبُوَّة وَ انْدَرَسَتْ. جمیل بن دراج کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا، فرمایا خدا کے حضور عاجزی کرنے والوں کو جنت کی بشارت دو؛ وہ برید بن معاویہ عجلی، ابو بصیر لیث بن بختری مرادی، محمد بن مسلم، زرارہ، یہ چار شریف و نجیب اور خدا کے حلال و حرام پر اس کے امین ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو نبوت کے آثار مٹ جاتے ۔

۲۸۷ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه الْقُمِّیُّ، عَنْ مُحَمَّد بْنِ عَبْدِ اللَّه الْمِسْمَعِیِّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَسْبَاط، عَنْ مُحَمَّد بْنِ سِنَانٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ سِرْحَانَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) یَقُولُ إِنِّی لَأُحَدِّثُ الرَّجُلَ بِالْحَدِیث وَ أَنْهَاهُ عَنِ الْجِدَالِ وَ الْمِرَاءِ فِی دِینِ اللَّه وَ أَنْهَاهُ عَنِ الْقِیَاس، فَیَخْرُجُ مِنْ عِنْدِی فَیَتَأَوَّلُ حَدِیثِی عَلَی غَیْرِ تَأْوِیله، إِنِّی أَمَرْتُ قَوْماً أَنْ یَتَکَلَّمُوا وَ نَهَیْتُ قَوْماً فَکُلٌّ تَأَوَّلَ لِنَفْسه یُرِیدُ الْمَعْصِیَةَ لِلَّه وَ لِرَسُوله، فَلَوْ سَمِعُوا وَ أَطَاعُوا لَأَوْدَعْتُهُمْ مَا أَوْدَعَ أَبِی أَصْحَابَهُ، إِنَّ أَصْحَابَ أَبِی کَانُوا زَیْناً أَحْیَاءً وَ أَمْوَاتاً أَعْنِی زُرَارَةَ وَ مُحَمَدَ بْنَ مُسْلِمٍ وَ مِنْهُمْ لَیْثٌ الْمُرَادِیُّ وَ بُرَیْدٌ

الْعِجْلِيُّ، هَؤُلَاءِ الْقَوَّامُونَ بِالْقِسْطِ هَؤُلَاءِ الْقَوَّامُونَ بِالْقِسْطِ وَ هَؤُلَاءِ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولئِكَ الْمُقَرَّبُونَ.

داود بن سرحان نے امام صادقؑ سے سنا، فرمایا؛ میں ایک شخص کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں اور اسے خدا کے دین میں مناظرے اور جھگڑے کرنے سے روکتا ہوں اور اسے قیاس کرنے سے منع کرتا ہوں تو وہ میرے پاس سے نکلتا ہے تو اس حدیث کی الٹی تاویلیں نکال لیتا ہے اور میں نے ایک گروہ کو بحثیں کرنے کا حکم دیا اور ایک کو مناظروں سے روکا تو ہر ایک نے اپنے لیے تاویلیں نکال لیں اس کے ذریعے وہ خدا اور اس کے رسول کی معصیت اور نافرمانی کرنا چاہتے ہیں اگر وہ ہماری بات کو سنتے اور اس کی اطاعت کرتے تو میں انہیں وہ راز مہیا کرتا جو میرے والد گرامی نے اپنے اصحاب کو عطا فرمائے، بے شک میرے بابا کے اصحاب زندگی و موت میں ان کے لیے باعث زینت ہیں؛ زرارہ، محمد بن مسلم، لیث مرادی اور برید عجلی، یہ عدل و انصاف کو قائم کرنے والے ہیں، یہ عدل و انصاف کو قائم کرنے والے ہیں یہ خیر و نیکی کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور یہی مقرب خدا ہیں۔

۲۸۸ حَدَّثَنِي حَمْدَوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْمَكْفُوفِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ بُكَيْرٍ، قَالَ لَقِيتُ أَبَا بَصِيرٍ الْمُرَادِيَّ قُلْتُ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ أُرِيدُ مَوْلَاكَ، قُلْتُ إِنِّي أَتَّبِعُكَ، فَمَضَى مَعِي فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، وَ أَحَدَّ النَّظَرَ إِلَيْهِ وَ قَالَ هَكَذَا[۲۳۰] تَدْخُلُ بُيُوتَ الْأَنْبِيَاءِ وَ أَنْتَ جُنُبٌ! قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَ غَضَبِكَ، فَقَالَ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَ لَا أَعُودُ وَ رَوَى ذَلِكَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْبَرْقِيُّ عَنْ بُكَيْرٍ. بکیر کا بیان ہے کہ میں ابو بصیر

[۲۳۰] رجال الکشی، ص: ۱۷۱

مرادی سے ملا اور میں نے کہا تو کہاں جانا چاہتا ہے تو اس نے کہا میں تیرے مولا کے پاس جانا چاہتا ہوں تو میں نے کہا؛ میں تیرے ساتھ چلوں گا، تو وہ میرے ساتھ چلے تو ہم امام کے پاس حاضر ہوئے تو امام نے اسے گھور کر دیکھا اور فرمایا؛ کیا اس طرح انبیاء کے گھروں میں داخل ہوتے ہیں، درحالانکہ تو حالت جنابت میں ہے تو اس نے کہا؛ میں خدا اور آپ کے غضب سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتا ہوں، اور کہا میں اللہ تعالی سے بخشش طلب کرتا ہوں اور دوبارہ ایسا نہیں کروں گا اور اسے ابو عبداللہ برقی نے بکیر سے نقل کیا۔

۲۸۹ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنی أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُور، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْفَضْلِ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّد الْأَسَدیِّ، عَنِ ابْنِ أَبی عُمَیْرٍ، عَنْ شُعَیْبٍ الْعَقَرْقُوفیِّ، عَنْ أَبی بَصیرٍ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ لی حَضَرْتَ عِلْبَاءً عِنْدَ مَوْتِه قَالَ قُلْتُ نَعَمْ، وَ أَخْبَرَنی أَنَّکَ ضَمِنْتَ لَهُ الْجَنَّةَ وَ سَأَلَنی أَنْ أُذَکِّرَکَ ذَلِکَ، قَالَ صَدَقَ، قَالَ فَبَکَیْتُ ثُمَّ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ فَمَا لی! أَ لَسْتُ کَبیرَ السِّنِّ الضَّعیفَ الضریر البصیر [ضَریرَ الْبَصَرِ الْمُنْقَطِعَ إِلَیْکُمْ فَاضْمَنْهَا لی! قَالَ قَدْ فَعَلْتُ، قَالَ قُلْتُ اضْمَنْهَا عَلَى آبَائِکَ وَ سَمَّیْتُهُمْ وَاحِداً وَاحِداً! قَالَ قَدْ فَعَلْتُ، قُلْتُ فَاضْمَنْهَا لی عَلَى رَسُولِ اللَّهِ (ص)! قَالَ قَدْ فَعَلْتُ، قَالَ قُلْتُ فَاضْمَنْهَا لی عَلَى اللَّهِ تَعَالَى! قَالَ فَأَطْرَقَ ثُمَّ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ.

ابو بصیر کا بیان ہے میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا آپ نے فرمایا؛ کیا تو علباء کی موت کے وقت حاضر تھا؟ میں نے عرض کی ہاں مولا، میں موجود تھا اور اس نے حالت نزع میں مجھے بتایا کہ آپ نے اسے جنت کی ضمانت دی تھی اور اس نے مجھ سے یہ درخواست کی کہ میں آپ کو یاد دہانی کراوں، امام نے فرمایا؛ ہاں اس نے سچ کہا، میں نے اسے جنت کی ضمانت دی تھی، میں یہ سن کر رونے لگا اور عرض کی مولا، آخر میرا کیا قصور ہے؟ آخر آپ ایک نابینے

، کمزور اور بوڑھے شخص پر یہ عنایت کیوں نہیں فرماتے؟! امام نے فرمایا؛ میں نے تجھے جنت کی ضمانت دی، راوی کہتا ہے؛ میں نے عرض کی؛ مولا میرے لیے اپنے آباء اور اجداد اطہار کی طرف سے بھی جنت کی ضمانت دیجیے جن کا ایک ایک کر کے میں نام لیکر ذکر کیا فرمایا میں نے ان کی طرف سے بھی ضمانت لی میں نے عرض کی مولا نبی اکرم کی طرف سے بھی میرے لیے جنت کی ضمانت دیجیے فرمایا؛ میں نے دی، راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی مولا، اللہ تعالی کی طرف سے بھی میرے لیے جنت کی ضمانت دیجیے فرمایا میں نے خدا کی طرف سے بھی ضمانت دی۔

۲۹۰ الْحُسَيْنُ بْنُ إِشْكِيبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ وَ أَبِي الْعَبَّاسِ، قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ إِذْ دَخَلَ أَبُو بَصِيرٍ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَقْدَمْ أَحَدٌ يَشْكُو أَصْحَابَنَا الْعَامَ، قَالَ هِشَامٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْرِضُ بِأَبِي بَصِيرٍ.

ہشام بن سالم اور ابو العباس کا بیان ہے کہ ہم امام صادقؑ کے پاس تھے کہ ابو بصیر حاضر ہوئے تو امام نے فرمایا خدا کی حمد ہے کہ ہمارے کسی صحابی نے قحط کی شکایت نہیں کی، ہشام کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ ابو بصیر کو مراد لے رہے تھے۔

۲۹۱ حَمْدَوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ شُعَيْبٍ الْعَقَرْقُوفِيِّ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) رُبَّمَا احْتَجْنَا أَنْ نَسْأَلَ عَنِ الشَّيْءِ فَمَنْ نَسْأَلُ قَالَ عَلَيْكَ بِالْأَسَدِيِّ، يَعْنِي أَبَا بَصِيرٍ.

شعیب عقرقوفی کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی کہ بعض اوقات ہم کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتے ہیں تو کس سے پوچھیں؟ فرمایا؛ تجھ پر لازم ہے کہ ابو بصیر اسدی سے سوال کرو۔

۲۹۲ حَمْدَانُ، قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، عَنْ شُعَيْبٍ الْعَقَرْقُوفِيِّ، عَنْ أَبِي[۲۳۱] بَصِيرٍ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنِ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَتْ وَ لَهَا زَوْجٌ فَظَهَرَ عَلَيْهَا قَالَ تُرْجَمُ الْمَرْأَةُ وَ يُضْرَبُ الرَّجُلُ مِائَةَ سَوْطٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْ، قَالَ شُعَيْبٌ: فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) فَقُلْتُ لَهُ امْرَأَةٌ تَزَوَّجَتْ وَ لَهَا زَوْجٌ قَالَ تُرْجَمُ الْمَرْأَةُ وَ لَا شَيْءَ عَلَى الرَّجُلِ، فَلَقِيتُ أَبَا بَصِيرٍ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) عَنِ الْمَرْأَةِ الَّتِي تَزَوَّجَتْ وَ لَهَا زَوْجٌ قَالَ تُرْجَمُ الْمَرْأَةُ وَ لَا شَيْءَ عَلَى الرَّجُلِ، قَالَ فَمَسَحَ عَلَى صَدْرِهِ وَ قَالَ مَا أَظُنُّ صَاحِبَنَا تَنَاهَى حِلْمُهُ بَعْدُ.

شعیب عقر قوفی نے ابو بصیر سے نقل کیا کہ میں نے امام صادقؑ سے اس شوہر دار عورت کے بارے میں سوال کیا جس کا شوہر ایک عرصے تک غائب ہو وہ آ گے شادی کرلے اور اس کا دوسرا شوہر اس سے جماع بھی کرلے (تو کیا حکم ہے)؟ فرمایا اس عورت کو پتھر مارے جائیں اور مرد کو ایک سو کوڑے لگائے جائیں کیونکہ اس نے اس سے تحقیق و سوال نہیں کیا، شعیب کہتا ہے کہ میں نے یہی سوال امام موسیٰ کاظمؑ سے کیا تو آپ نے فرمایا عورت کو سنگسار کیا جائے اور مرد پر کچھ نہیں، شعیب کہتا ہے کہ میں ابو بصیر سے ملا اور ان کو امام کاظمؑ کا جواب بتایا تو اس نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا؛ میرا خیال یہ نہیں کہ ہمارے امام کے حکم کی مدت ختم ہو گئی ہو۔

۲۹۳ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ يَعْقُوبَ الْعَقَرْقُوفِيِّ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَ لَهَا زَوْجٌ وَ لَمْ يَعْلَمْ قَالَ تُرْجَمُ الْمَرْأَةُ وَ لَيْسَ عَلَى

[۲۳۱] رجال الکشی، ص: ۱۷۲

الرَّجُلِ شَیءٌ إذَا لَمْ یعْلَمْ، فَذکَرْتُ ذَلکَ لأَبی بَصیرٍ الْمُرَادیِّ، قَالَ: قَالَ لی وَ اللَّه جعْفَرٌ تُرْجَمُ الْمَرْأَةُ وَ یجْلَدُ الرَّجُلُ الْحَدَّ، وَ قَالَ بیده عَلَی صَدْرِه یحُکُّهَا: أَظُنُّ صَاحبَنَا مَا تَکَامَلَ علْمُهُ.

شعیب عقر قوفی نے بیان کیا کہ میں نے امام امام کاظم سے اس مرد کے بارے میں سوال کیا جو اس شوہر دار عورت سے نکاح کرے جس کا شوہر ایک عرصے تک غائب ہو وہ آگے شادی کرلے اور اس کا دوسرا شوہر اس سے جماع کرے (تو کیا حکم ہے) ؟ فرمایا؛ اس عورت کو پتھر مارے جائیں اور اس مرد پر کچھ نہیں جب وہ نہ جانتا ہو، شعیب کہتا ہے کہ میں ابو بصیر سے ملا اور ان کو امام کاظمؑ کا جواب بتایا تو اس نے اپنے سینے پر ہاتھ کھرچا اور کہا؛ میرا خیال ہے کہ ہمارے امام کا علم کامل نہیں ہوا۔

۲۹۴ عَلیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْوَلید، عَنْ حَمَّاد بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ خَرَجْتُ أَنَا وَ ابْنُ أَبی یعْفُورٍ وَ آخَرُ إلَی الْحیرَة أَوْ إلَی بَعْضِ الْمَوَاضعِ فَتَذَاکَرْنَا الدُّنْیا، فَقَالَ أَبُو بَصیرٍ الْمُرَادیُّ: أَمَا إنَّ صَاحبَکُمْ لَوْ ظَفرَ بهَا لَاسْتَأْثَرَ بهَا، قَالَ، فَأَغْفَی فَجَاءَ کَلْبٌ یرِیدُ أَنْ یشْغَرَ عَلَیه فَذَهَبْتُ لأَطْرُدَهُ،[۲۳۲] فَقَالَ لی ابْنُ أَبی یعْفُورٍ دَعْهُ قَالَ، فَجَاءَ حَتَّی شَغَرَ فی أُذُنه.

حماد بن عثمان کا بیان ہے کہ میں اور ابن ابی یعفور اور ایک دوسرا شخص حیرہ یا ایک جگہ کی طرف اکٹھے نکلے تو ہم نے دنیا کا ذکر کیا تو ابو بصیر مرادی نے کہا؛ اگر تمہارا ساتھی اس کو پالے تو اس کو اپنے لیے مخصوص کرلے گا پھر وہ وہیں سو گیا تو ایک کتا آیا، اور اس پر پیشاب کرنا

[۲۳۲] رجال الکشی، ص: ۱۷۳

چاہتا تھا کہ میں اسے بھگانے کے لیے دوڑا مگر ابن ابی یعفور نے مجھ سے کہا ؛ چھوڑو تو کیا ہوتا ہے ؟ تو کتے نے آ کر ابو بصیر کے کان میں پیشاب کر دیا۔

۲۹۵ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ، قَالَ حَدَّثَنَا الْعُبَيْدِيُّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُخْتَارٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ: كُنْتُ أُقْرِئُ امْرَأَةً كُنْتُ أُعَلِّمُهَا الْقُرْآنَ، قَالَ، فَمَازَحْتُهَا بِشَيْءٍ، قَالَ، فَقَدِمْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع)، قَالَ، فَقَالَ لِي: يَا أَبَا بَصِيرٍ أَيُّ شَيْءٍ قُلْتَ لِلْمَرْأَةِ قَالَ قُلْتُ بِيَدِي هَكَذَا، وَ غَطَّى وَجْهَهُ، قَالَ، فَقَالَ لِي لَا تَعُودَنَّ إِلَيْهَا.

ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں ایک عورت کو قرآن پڑھاتا تھا تو ایک دفعہ میں نے اس کے ساتھ مزاح کیا پھر میں امام باقرؑ کے پاس حاضر ہوا امام نے مجھ سے فرمایا ؛ اے ابو بصیر ! تو نے اس عورت سے کیا کہا، میں نے عرض کی، مولا میں نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا تو آپ نے چہرہ چھپالیا اور فرمایا ؛ آئندہ ایسا نہ کرو اور اس کے پاس دوبارہ نہ جاو۔

۲۹۶ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ فَقَالَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ، فَقَالَ، أَبُو بَصِيرٍ كَانَ يُكَنَّى أَبَا مُحَمَّدٍ وَ كَانَ مَوْلَى لِبَنِي أَسَدٍ وَ كَانَ مَكْفُوفاً، فَسَأَلْتُهُ هَلْ يُتَّهَمُ بِالْغُلُوِّ فَقَالَ أَمَّا الْغُلُوُّ: فَلَا، لَمْ يُتَّهَمْ وَ لَكِنْ كَانَ مِخْلَطاً.

محمد بن مسعود نے علی بن حسن بن فضال سے ابو بصیر کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا ؛ ان کا نام یحییٰ بن ابی القاسم تھا اور اس کی کنیت ابو محمد تھی اور وہ بنی اسد کے ہم پیمان تھے اور آنکھوں سے اندھے تھے تو میں نے ان سے سوال کیا ان میں غلو کی تہمت تھی ؟ انہوں نے کہا ؛ غلو کی تہمت تو نہیں لیکن چیزوں کو خلط کرتے تھے۔

۲۹۷ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حَمَّادٍ النَّابِ، قَالَ جَلَسَ أَبُو بَصِيرٍ عَلَى بَابِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) لِيَطْلُبَ الْإِذْنَ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَقَالَ لَوْ كَانَ مَعَنَا طَبَقٌ لَأَذِنَ، قَالَ، فَجَاءَ كَلْبٌ فَشَغَرَ فِي وَجْهِ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ أُفٍّ أُفٍّ مَا هَذَا قَالَ جَلِيسُهُ: هَذَا كَلْبٌ شَغَرَ فِي وَجْهِكَ[۲۳۳].

حماد ناب کا بیان ہے کہ ابو بصیر امام صادق کے دروازے پر اذن حضور مانگنے کے لیے بیٹھے تو انہیں اجازت نہیں دی گئی تو اس نے کہا؛ اگر ہمارے ساتھ بھی مال و دولت کی تھیلیاں ہوتیں تو آپ ضرور مجھے اجازت دیتے تو ایک کتا آیا اور اس نے ابو بصیر کے منہ پر پیشاب کر دیا تو اس نے کہا؛ اف اف، یہ کیا ہے تو اس کے ساتھی نے کہا؛ یہ کتا ہے جس نے تیرے منہ پہ پیشاب کیا ہے۔

۲۹۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُثَنَّى الخياط [الْحَنَّاطِ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قُلْتُ تَقْدِرُونَ أَنْ تُحْيُوا الْمَوْتَى وَ تُبْرِءُوا الْأَكْمَهَ وَ الْأَبْرَصَ فَقَالَ لِي بِإِذْنِ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ ادْنُ مِنِّي وَ مَسَحَ عَلَى وَجْهِي وَ عَلَى عَيْنَيَّ، فَأَبْصَرْتُ السَّمَاءَ وَ الْأَرْضَ وَ الْبُيُوتَ، فَقَالَ لِي أَ تُحِبُّ أَنْ تَكُونَ كَذَا وَ لَكَ مَا لِلنَّاسِ وَ عَلَيْكَ مَا عَلَيْهِمْ يَوْمَ

---

[۲۳۳] رجال الکشی، ص: ۱۷۴

الْقِيَامَةِ أَمْ تَعُودُ كَمَا كُنْتَ وَ لَكَ الْجَنَّةُ الْخَالِصُ قُلْتُ أَعُودُ كَمَا كُنْتُ، فَمَسَحَ عَلَى عَيْنَيَّ فَعُدْتُ.

ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں امام باقر کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کیا آپ مردے کو زندہ کرنے اور پیدائشی اندھے اور برص کے مریض کو شفا دینے کی قدرت رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا؛ ہاں خدا کے اذن سے اس کی قدرت رکھتے ہیں، پھر فرمایا؛ میرے قریب ہو اور میرے چہرے اور آنکھوں پر مسح کیا تو میں آسمان و زمین اور گھروں کو دیکھنے لگا تو آپ نے مجھ سے فرمایا ؛ کیا تجھے پسند ہے کہ تو اس طرح ہو اور تیرے لیے وہ سب کچھ ہو جو لوگوں کے پاس ہے اور قیامت کے دن ان کی طرح تجھ سے باز پرس ہو یا تو پہلے کی طرح ہونا چاہتا ہے اور آخرت میں تیرے لیے خالص جنت ہو تو میں نے کہ عرض کی میں پہلے کی لوٹنا چاہتا ہوں تو آپ نے میری آنکھوں پر مسح کیا تو میں پہلے کی لوٹ آیا۔

ابی بصیر عبداللہ بن محمد اسدی[۲۳۴]

۲۹۹ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ الشُّجَاعِیُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الْمِيثَمِیِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَضَّاحٍ، عَنْ أَبِی بَصِيرٍ قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنْ مَسْأَلَةٍ فِی الْقُرْآنِ فَغَضِبَ وَ قَالَ أَنَا رَجُلٌ تَحْضُرُنِی قُرَيْشٌ وَ غَيْرُهُمْ وَ إِنَّمَا تَسْأَلُنِی عَنِ الْقُرْآنِ، فَلَمْ أَزَلْ أَطْلُبُ إِلَيْهِ وَ أَتَضَرَّعُ حَتَّى رَضِیَ، وَ كَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِ، فَقَعَدْتُ عِنْدَ بَابِ الْبَيْتِ عَلَى بَثِّی وَ حُزْنِی، إِذْ دَخَلَ بَشِيرٌ الدَّهَّانُ فَسَلَّمَوَ جَلَسَ عِنْدِی، وَ قَالَ لِی سَلْهُ مِنَ الْإِمَامِ بَعْدَهُ فَقُلْتُ لَوْ رَأَيْتَنِی مِمَّا قَدْ خَرَجْتُ مِنْ هَيْئَةٍ لَمْ تَقُلْ لِی سَلْهُ، فَقَطَعَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) حَدِيثَهُ مَعَ الرَّجُلِ، ثُمَّ أَقْبَلَ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لَيْسَ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا عَلَيْنَا فِی أَمْرِنَا وَ إِنَّمَا عَلَيْكُمْ أَنْ تَسْمَعُوا وَ تُطِيعُوا إِذَا أُمِرْتُمْ.

---

[۲۳۴] ۔رجال ابن داود، ص۱۲۲نمبر۸۹۷(بحوالہ قر[جخ] مہمل)، معجم رجال الحدیث ج۱۱ص۳۲۰نمبر۱۰۶۷(اس میں ان کی وثاقت کو ردّ کیا ہے)، رجال شیخ ،اصحاب امام باقرؑ،نمبر۲۶، رجال کشی، نمبر۶۹، کلیات فی علم الرجال،ص ۴۶۱،فائدہ ۱۰، قاموس الرجال، ج۱۱ص۶۰،سماء المقال کلباسی،ج۱ص۱۱۵۔

ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے امام صادق سے قرآن کے ایک مسئلے کے متعلق سوال کیا؟ تو آپ ناراحت ہوئے اور فرمایا ایک ایسا شخص ہو جس کے پاس قریش وغیرہ ہر قسم کے افراد موجود ہوتے ہیں اور تو مجھ سے قرآن کے ایسے مسائل کے متعلق سوال کرتا ہے میں مسلسل آپ سے منت سماجت سے پوچھتا رہا اور معذرت طلب کی تو آپ راضی ہوگئے آپ کے پاس اہل مدینہ میں سے ایک شخص بیٹھا ہوا تھا تو میں گھر کے دروازے کے پاس بیٹھ گیا اور میں غمگین و پریشان تھا کہ بشیر دھّان آ پہنچا اس نے سلام کیا اور میرے پاس بیٹھ گیا اور مجھ سے کہنے لگا آپ سے بعد والے امام کے متعلق سوال کر؟ میں نے کہا؛ اگر تو نے دیکھا ہوتا کہ میں کس حالت میں باہر آیا ہوں تو تو ہرگز مجھے سوال کرنے کے لیے نہ کہتا، آخر امام صادق نے اپنی گفتگو اس شخص کے ساتھ ختم کی پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا؛ اے ابو محمد! تمہارے لیے یہ حق حاصل نہیں کہ تم ہمارے امور میں دخل اندازی کرو بلکہ تم پر واجب ہے کہ جب تمہیں حکم دیا جائے تو غور سے سنو اور اطاعت کرو۔

عبدالملک بن إعین ابو ضریس[۲۳۵]

۳۰۰ حَدَّثَنی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ عیسَی، عَنْ أَبی نَصْرٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَی، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ قَدِمَ أَبُو عَبْدِ اللَّه مَكَّةَ، فَسَأَلَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِک بْنِ أَعْیَنَ فَقُلْتُ مَاتَ، قَالَ مَاتَ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ فَانْطَلِقْ بِنَا إِلَی قَبْرِه حَتَّی نُصَلِّیَ عَلَیْه! قُلْتُ نَعَمْ، فَقَالَ لَا وَ لَكِنْ نُصَلِّی عَلَیْهِ هَاهُنَا، وَ رَفَعَ یَدَهُ وَ دَعَا لَهُ وَ اجْتَهَدَ فِی الدُّعَاءِ وَ تَرَحَّمَ عَلَیْهِ. زرارہ نے بیان کیا کہ ابو عبداللہ مکہ تشریف لائے تو عبدالملک بن اعین کے متعلق سوال کیا؟ تو میں نے عرض کی؛ مولا، وہ فوت ہوگئے ہیں، آپ نے پھر پوچھا وہ فوت ہوگئے؟ میں نے عرض کی ہاں مولا، وہ فوت ہوگئے، آپ نے فرمایا؛ ہمیں ان کی قبر پر لے چلو تاکہ ہم اس پر فاتحہ پڑھیں، میں نے عرض کی؛ ہاں مولا، پھر

---

[۲۳۵] ۔رجال الطوسی ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۲۳۳۔ تنقیح المقال ۲: ۲۲۸۔ رجال البرقی ۱۰، تاریخ آل زرارۃ ۱۲۱۔ رجال الکشی ۱۷۵۔ رجال ابن داود ۱۳۱۔ رسالۃ فی آل إعین ۲۰ و ۲۳۔ رجال الحلی ۱۱۵۔ معجم الثقات ۳۱۴۔ نقد الرجال ۲۱۰۔ معجم رجال الحدیث ۱۱: ۱۴۔ جامع الرواۃ ۱: ۵۱۹۔ ہدایۃ المحدثین ۱۰۷۔ مجمع الرجال ۴: ۱۰۲ و ۱۰۳۔ سفینہ البحار ۲: ۱۴۰۔ بہجۃ الآمال ۵: ۳۰۴۔ منتہی المقال ۱۹۶۔ منہج المقال ۲۱۵۔ التحریر الطاووسی ۱۹۴۔ وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۴۷۔ الوجیزۃ ۳۹۔ شرح مشیخۃ الفقیہ ۹۷۔ رجال الأنصاری ۱۰۳ و ۱۱۳۔ تقریب التہذیب ۱: ۵۱۷۔ الکاشف ۲: ۲۰۷۔ میزان الاعتدال ۲: ۶۵۱۔ التاریخ الکبیر ۵: ۴۰۵۔ تہذیب التہذیب ۶: ۳۴۲۔ لسان المیزان ۷: ۲۹۱۔ خلاصۃ تذہیب الکمال ۲۰۶۔ الضعفاء الکبیر ۳: ۳۳۔ الجرح والتعدیل ۲: ۲: ۳۴۳۔ تاریخ إسماء الثقات ۲۳۱۔ ہدی الساری ۴۲۰۔ إحوال الرجال ۶۹۔ المغنی فی الضعفاء ۲: ۴۰۴۔ الثقات ۷: ۹۴۔

فرمایا، پھر فرمایا ہم اس پر یہیں سے فاتحہ پڑھیں کے اور دست مبارک بلند فرمائے اور ان کے لیے بڑی کوشش سے دعا کی اور رحمت طلب کی۔

۳۰۱ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ أَسْبَاطٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ أَعْیَنَ، عَنِ ابْنِ بُکَیْرٍ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ، قَالَ لِی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) بَعْدَ مَوْتِ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ أَعْیَنَ: اللَّهُمَّ إِنَّ أَبَا الضُّرَیْسِ کُنَّا عِنْدَهُ خِیَرَتَکَ مِنْ خَلْقِکَ، فَصَیِّرْهُ فِی ثَقَلِ مُحَمَّدٍ (ص) یَوْمَ الْقِیَامَةِ! ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَ مَا رَأَیْتَهُ[۲۳۶] یَعْنِی فِی النَّوْمِ فَتَذَکَّرْتُ فَقُلْتُ لَا، فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مِثْلُ أَبِی الضُّرَیْسِ لَمْ یَأْتِ بَعْدُ.

زرارہ نے بیان کیا کہ امام صادق نے عبدالملک بن اعین کی موت کے بعد مجھ سے فرمایا؛ خدایا ابو ضریس کے پاس ہم تیری مخلوق میں سے بہترین بندے موجود تھے تو اسے قیامت کے دن ثقل محمد میں قرار دے، پھر امام صادق نے فرمایا کیا تم نے اس کو خواب میں نہیں دیکھا؟ میں نے یاد کیا اور عرض کی نہیں مولا، فرمایا؛ سبحان اللہ، ابو ضریس جیسے افراد بعد میں نہیں آتے۔

۳۰۲ حَمْدَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنِی یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ عَطِیَّةَ، قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لِعَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ أَعْیَنَ: کَیْفَ سَمَّیْتَ ابْنَکَ ضُرَیْساً فَقَالَ کَیْفَ سَمَّاکَ أَبُوکَ جَعْفَراً قَالَ إِنَّ جَعْفَراً نَهَرٌ فِی الْجَنَّةِ وَ ضُرَیْسٌ اسْمُ شَیْطَانٍ.

علی بن عطیہ کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے عبدالملک سے فرمایا؛ تو نے اپنے بیٹے کا نام ضریس کیسے رکھا؟ اس نے جواب دیا؛ مولا، جس طرح آپ کے والد گرامی نے آپ کا نام جعفر رکھا

---

[۲۳۶] رجال الکشی، ص: ۱۷۶

؟آپ نے فرمایا؛ جعفر تو جنت میں ایک نہر کا نام ہے اور ضریس شیطان کا نام ہے (دونوں میں کونسی مناسبت ہے جسے تو نے ملاحظہ کیا)۔

حمران بن اِعین[۲۳۷]

۳۰۳ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَکَمِ، عَنْ حُجْرِ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْیَنَ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی جَعْفَرٍ (ع) إِنِّی أَعْطَیْتُ اللَّهَ عَهْداً، لَا أَخْرُجَ مِنَ الْمَدِینَةِ حَتَّی تُخْبِرَنِی عَمَّا أَسْأَلُکَ! قَالَ، فَقَالَ لِی سَلْ! قَالَ، قُلْتُ أَ مِنْ شِیعَتِکُمْ أَنَا قَالَ نَعَمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ.

حمران بن اِعین کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کی میں نے خدا سے عہد کیا ہے کہ میں اس وقت تک مدینہ سے باہر نہیں جاوں گا جب تک آپ میرے سوال کا جواب نہ دیں؟

۲۳۷۔ رجال الطوسی ۱۱۷ و ۱۸۱۔ تاسیس الشیعۃ ۶۸ و ۳۴۴۔ تنقیح المقال ۱: ۳۷۰۔ رجال ابن داود ۸۵۔ اِعیان الشیعۃ ۶: ۲۳۴۔ معجم الثقات ۲۷۷۔ رجال بحر العلوم ۱: ۲۲۷۔ معجم رجال الحدیث ۶: ۲۵۵۔ الکنی والالقاب ۱: ۱۲۵۔ مجمع الرجال ۲: ۲۳۳-۲۳۷۔ سفینہ البحار ۱: ۳۳۴۔ نقد الرجال ۱۱۸۔ رجال الکشی ۱۴۸ و ۱۶۱ و ۱۷۶ وغیرہا۔ جامع الرواۃ ۱: ۲۷۸۔ رجال الحلی ۶۳۔ فہرست الندیم ۲۷۶۔ رجال البرقی ۳۹۔ توضیح الاشتباہ ۱۴۰۔ رسالۃ فی آل اِعین؛ دیکھئے اس کی فہرست۔ تاریخ آل زرارۃ ۱۰۲۔ بہجۃ الامال ۳: ۳۸۲۔ منتہی المقال ۱۲۰۔ العندبیل ۱: ۲۳، اس میں ان کی کنیت اِبو الحسین ہے۔ منہج المقال ۱۲۴۔ التحریر الطاووسی ۸۴ و ۹۰۔ روضۃ المتقین ۱۴: ۳۵۹۔ وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۸۲۔ اتقان المقال ۵۴ و ۱۸۴۔ الوجیزۃ ۳۳۔ رجال الانصاری ۷۳ و ۸۴۔ خلاصۃ تذہیب الکمال ۹۷۔ التاریخ الکبیر ۳: ۸۰۔ تہذیب التہذیب ۳: ۲۵۔ تقریب التہذیب ۱: ۱۹۸۔ لسان المیزان ۷: ۲۰۴۔ غایۃ النہایۃ ۱: ۲۶۴۔ نور القبس ۲۶۷۔ میزان الاعتدال ۱: ۶۰۴۔ الکامل فی ضعفاء الرجال ۲: ۸۴۲۔ الضعفاء الکبیر ۱: ۲۸۶۔ الجرح والتعدیل ۱: ۲: ۲۶۵۔ تہذیب الکمال ۷: ۳۰۶۔ الثقات لابن حبان ۴: ۱۷۹۔ المغنی فی الضعفاء ۱: ۱۹۱۔ اِحوال الرجال ۶۹۔ المجموع فی الضعفاء والمتروکین ۸۳۔ تاریخ الاسلام ۴: ۲۴۴ و ۵: ۲۳۸۔ الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۱: ۲۳۶۔

فرمایا؛ پوچھو، میں نے عرض کی میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں؟! فرمایا؛ ہاں دنیا وآخرت میں تو ہمارا شیعہ ہے۔

۳۰۴ مُحَمَّدٌ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ زِیَادٍ الْقَنْدِیِّ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَّهُ قَالَ فِی حُمْرَانَ إِنَّهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

زیاد قندی نے امام صادقؑ سے روایت کی آپ نے حمران کے متعلق فرمایا وہ اہل جنت میں سے ایک شخص ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، قَالَ: رُوِیَ عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ، کَانَ یَقُولُ: حُمْرَانُ بْنُ أَعْیَنَ مُؤْمِنٌ لَا یَرْتَدُّ وَ اللَّهِ أَبَداً[۲۳۸].

امام صادقؑ نے فرمایا؛ حمران بن اعین ایسا مومن ہے خدا کی قسم وہ کبھی حق سے نہیں پھرے گا۔

۳۰۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّالٍ، قَالَ حَدَّثَنِی الْعَبَّاسُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِیرَةِ، قَالَ قَالَ حُمْرَانُ بْنُ أَعْیَنَ، إِنَّ الْحَکَمَ بْنَ عُتَیْبَةَ، یَرْوِی عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ (ع) أَنَّ عِلْمَ عَلِیٍّ (ع) فِی آیَةٍ، فَسَأَلْتُهُ فَلَا یُخْبِرُنَا، قَالَ حُمْرَانُ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) فَقَالَ إِنَّ عَلِیّاً (ع) کَانَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ سُلَیْمَانَ وَ صَاحِبِ مُوسَی وَ لَمْ یَکُنْ نَبِیّاً وَ لَا رَسُولًا، ثُمَّ قَالَ وَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَسُولٍ وَ لَا نَبِیٍّ وَ لَا مُحَدَّثٍ، قَالَ فَعَجِبَ أَبُو جَعْفَرٍ.

---

[۲۳۸] رجال الکشی، ص: ۱۷۷

حارث بن مغیرہ نے روایت کی کہ حمران بن اِعین نے فرمایا کہ حکم بن عتیبہ نے امام سجاد سے روایت کی کہ امام علی کا علم ایک آیت میں ہے ،تو میں نے اس سے سوال کیا تو اس نے ہمیں خبر نہیں دی تو حمران کا بیان ہے کہ میں نے امام باقر سے سوال کیا تو فرمایا؛ بے شک امام علی حضرت سلیمان اور موسی کے ساتھی کی طرح تھے لیکن نبی اور رسول نہیں تھے ، پھر فرمایا؛ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی اور محدّث نہیں بھیجا تو ابو جعفر نے تعجب کیا۔

۳۰۶ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ حَسَنٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبَانٍ، عَنِ الْحَارِثِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ إِنَّ حُمْرَانَ کَانَ یَقُولُ بِمَدِّ الْحَبْلِ، مَنْ جَاوَزَهُ مِنْ عَلَوِیٍّ وَ غَیْرِهِ بَرِئْنَا مِنْهُ.

حارث نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ فرمایا بے شک حمران حبل ولایت کے طویل ہونے کا قائل تھا اور کہتا تھا جو اس سے تجاوز کرے چاہے علوی ہو یا کوئی دوسرا ہم اس سے بری ہیں ۔

۳۰۷ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ البرنانی وَ عُثْمَانُ بْنُ حَامِدٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَزْدَادَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنِ الْحَجَّالِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِینٍ الْقَلَّاءِ، عَنْ أَبِی خَالِدٍ الْأَخْرَسِ، قَالَ قَالَ حُمْرَانُ بْنُ أَعْیَنَ، لِأَبِی جَعْفَرٍ (ع) جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنِّی حَلَفْتُ أَلَّا أَبْرَحَ الْمَدِینَةَ حَتَّی أَعْلَمَ مَا أَنَا، قَالَ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) فَتُرِیدُ مَا ذَا یَا حُمْرَانُ قَالَ تُخْبِرُنِی مَا أَنَا قَالَ أَنْتَ لَنَا شِیعَةٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ.

ابو خالد اخرس کا بیان ہے کہ حمران بن اِعین نے امام باقرؑ سے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس وقت تک مدینہ سے باہر نہیں جاوں گا جب تک آپ

سے یہ نہ پوچھ لوں کہ میں کیا ہوں؟! تو امام باقرؑ نے فرمایا؛ اے حمران تو چاہتا ہے کہ تو کون ہے؟، ہاں، دنیا و آخرت میں تو ہمارا شیعہ ہے۔

۳۰۸ حَمْدَوَیْه بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنِ ابْنِ أُذَیْنَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِینَةَ وَ أَنَا شَابٌّ أَمْرَدَ فَدَخَلْتُ سُرَادِقاً لِأَبِی جَعْفَرٍ (ع) بِمِنًی، فَرَأَیْتُ قَوْماً جُلُوساً فِی الْفُسْطَاطِ وَ صَدْرُ الْمَجْلِسِ لَیْسَ فِیهِ أَحَدٌ، وَ رَأَیْتُ رَجُلًا جَالِساً نَاحِیَةً یَحْتَجِمُ، فَعَرَفْتُ بِرَأْیِی أَنَّهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) فَقَصَدْتُ نَحْوَهُ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ عَلَیَّ، فَجَلَسْتُ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ الْحَجَّامُ خَلْفَهُ، فَقَالَ أَ مِنْ بَنِی أَعْیَنَ أَنْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ أَنَا زُرَارَةُ بْنُ أَعْیَنَ، فَقَالَ إِنَّمَا عَرَفْتُکَ بِالشَّبَهِ، أَ حَجَّ حُمْرَانُ قُلْتُ لَا وَ هُوَ یَقْرَئُکَ السَّلَامَ، فَقَالَ إِنَّهُ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ حَقّاً لَا یَرْجِعُ أَبَداً، إِذَا لَقِیتَهُ فَأَقْرِئْهُ مِنِّی السَّلَامَ! وَ قُلْ لَهُ لِمَ حَدَّثْتَ الْحَکَمَ بْنَ عُتَیْبَةَ عَنِّی أَنَّ الْأَوْصِیَاءَ مُحَدَّثُونَ لَا تُحَدِّثْهُ وَ أَشْبَاهَهُ بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِیثِ فَقَالَ زُرَارَةُ فَحَمِدْتُ اللَّهَ تَعَالَی وَ أَثْنَیْتُ عَلَیْهِ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ، فَقَالَ هُوَ الْحَمْدُ لِلَّهِ، ثُمَّ قُلْتُ أَحْمَدُهُ وَ أَسْتَعِینُهُ، فَقَالَ هُوَ أَحْمَدُهُ وَ أَسْتَعِینُهُ، فَکُنْتُ کُلَّمَا ذَکَرْتُ اللَّهَ فِی کَلَامٍ ذَکَرَهُ کَمَا أَذْکُرُهُ حَتَّی فَرَغْتُ مِنْ کَلَامِی.

زرارہ کا بیان ہے کہ میں اس وقت مدینہ میں آیا جب میں بے ریش نوجوان تھا، تو میں منیٰ میں امام باقر کے خیموں میں حاضر ہوا میں نے ایک گروہ کو دیکھا جو ایک خیمے میں بیٹھے تھے جبکہ صدر محفل میں کوئی نہیں تھا اور میں نے ایک طرف ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا جس کی حجامت کی جارہی تھی میں نے اندازہ لگایا کہ وہی امام باقر ہونگے میں آپ کے قریب پہنچا اور

آپ پر سلام کیا، آپ نے میرے سلام کا جواب دیا، میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور حجام پیچھے تھا آپ نے فرمایا؛ کیا تو اعین کی اولاد میں سے ہے؟ میں نے عرض کی ہاں مولا، میں زرارہ بن اعین ہوں، فرمایا میں نے تجھے باپ کے ساتھ شباہت کی وجہ سے پہچان لیا، کیا حمران اس سال حج کے لیے آیا؟ میں نے عرض کی؛ نہیں مولا، اس نے آپ کی خدمت میں سلام بھیجے ہیں ،فرمایا؛ وہ حقیقی مومنین میں سے ہے جو کبھی اس نظریہ سے نہیں پھرے گا، اور فرمایا؛ جب تو اس سے ملے تو اسے میرا سلام پہنچا دینا، اور اس سے کہنا کہ تو نے حکم بن عینہ کو یہ بات میرے طرف سے کیوں بیان کی، کہ اوصیاء سے ملائکہ باتیں کرتے ہیں، اسے اور اس جیسے لوگوں کو ایسی حدیثیں نہیں بتایا کرتے، زرارہ کا بیان ہے؛ تو میں نے اللہ تعالی کی حمد و ثناء کی اور کہا؛ الحمد للہ، تو آپ نے فرمایا؛ ھو الحمد للہ، پھر میں نے عرض کی میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے مدد چاہتا ہوں تو آپ نے فرمایا؛ ھو احمدہ و استعینہ، تو جب میں اس کلام میں اللہ کا ذکر کرتا جس کا آپ نے ذکر کیا تو اس طرح بیان کرتا یہاں تک کہ میں اپنے کلام سے فارغ ہوا۔

۳۰۹ حَدَّثَنی الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنی سَعْدُ[۲۳۹] بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْحَجَّالُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُکَیْرٍ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ لَوَدِدْتُ أَنَّ کُلَّ شَیْءٍ فِی قَلْبِی فِی قَلْبِ أَصْغَرِ إِنْسَانٍ مِنْ شِیعَةِ آلِ مُحَمَّدٍ (عَلَیْهِ وَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ).

زرارہ کا بیان ہے کہ ہر چیز میرے دل میں، شیعیان آل محمدؑ میں سے ایک حقیر سے انسان کے دل میں سما جاتی۔

[۲۳۹] رجال الکشی، ص: ۱۷۹

۳۱۰ وَ بِهَذَا الْإِسْنَاد: عَنِ الْحَجَّالِ، عَنْ صَفْوَانَ، قَالَ: كَانَ يَجْلِسُ حُمْرَانُ مَعَ أَصْحَابِه فَلَا يَزَالُ مَعَهُمْ فِی الرِّوَايَةِ عَنْ آلِ مُحَمَّد (ص) فَإِنْ خَلَطُوا فِی ذَلِکَ بِغَيْرِه رَدَّهُمْ إِلَيْه، فَإِنْ صَنَعُوا ذَلِکَ عِدْلَ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ قَامَ عَنْهُمْ وَ تَرَكَهُمْ. صفوان کا بیان ہے کہ حمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس وقت تک بیٹھتے تھے جب تک آل محمدؑ کی روایات کا ذکر ہوتا اور اگر وہ اس محفل میں کسی دوسرے موضوع پر گفتگو کرتے تو وہ ان کو واپس پلٹاتے اگر وہ دوبارہ اس طرح کرتے پھر انہیں واپس لوٹاتے اور اگر وہ تیسری بارے ایسا کرتے تو اس محفل کو چھوڑ دیتے تھے۔

۳۱۱ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّد: قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ دَاوُدَ الْحَدَّادُ، عَنْ حَرِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَدَخَلَ عَلَيْه حُمْرَانُ بْنُ أَعْيَنَ وَ جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، فَلَمَّا خَرَجَا قَالَ أَمَّا حُمْرَانُ فَمُؤْمِنٌ وَ أَمَّا جُوَيْرِيَةُ فَزِنْدِيقٌ لَا يُفْلِحُ أَبَداً فَقَتَلَ هَارُونُ جُوَيْرِيَةَ بَعْدَ ذَلِکَ.

حریز بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ حمران بن اعین اور جویریہ بن اسماء آپ کے پاس حاضر ہوئے، جب وہ دونوں چلے گئے تو آپ نے فرمایا؛ حمران تو مومن ہے جبکہ جویریہ زندیق ہے جو کبھی فلاح نہیں پائے گا تو جویریہ کو اس کے بعد ہارون نے قتل کروا دیا۔

۳۱۲ يُوسُفُ بْنُ السُّخْتِ: قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ جُمْهُورٍ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ أَعْيَنَ، قَالَ حَجَجْتُ أَوَّلَ حَجَّةٍ فَصِرْتُ إِلَى مِنًى، فَسَأَلْتُ عَنْ فُسْطَاطِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَدَخَلْتُ عَلَيْه، فَرَأَيْتُ فِی الْفُسْطَاطِ جَمَاعَةً

فَأَقْبَلْتُ[۲۴۰] أَنْظُرُ فِی وُجُوهِهِمْ فَلَمْ أَرَهُ فِیهِمْ، وَ كَانَ فِی نَاحِیَةِ الْفُسْطَاطِ یَحْتَجِمُ، فَقَالَ هَلُمَّ إِلَیَّ! ثُمَّ قَالَ یَا غُلَامُ أَ مِنْ بَنِی أَعْیَنَ أَنْتَ قُلْتُ نَعَمْ جَعَلَنِی اللَّهُ فِدَاكَ، قَالَ أَیُّهُمْ أَنْتَ قُلْتُ أَنَا بُكَیْرُ بْنُ أَعْیَنَ، قَالَ لِی مَا فَعَلَ حُمْرَانُ قُلْتُ لَمْ یَحُجَّ الْعَامَ عَلَى شَوْقٍ شَدِیدٍ مِنْهُ إِلَیْكَ، وَ هُوَ یَقْرَأُ عَلَیْكَ السَّلَامَ، فَقَالَ عَلَیْكَ وَ عَلَیْهِ السَّلَامُ، حُمْرَانُ مُؤْمِنٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، لَا یَرْتَابُ أَبَداً لَا وَ اللَّهِ لَا وَ اللَّهِ لَا تُخْبِرْهُ.

بکیر بن اعین کا بیان ہے کہ میں نے پہلی بار حج کیا تو منی میں گیا وہاں میں نے امام صادقؑ کے خیموں کے متعلق سوال کیا اور وہاں پہنچ گیا تو میں نے خیمے میں ایک گروہ کو دیکھا تو میں نے ان کے چہروں کو دیکھنا شروع کیا مگر آپ کو ان میں نہیں دیکھا آپ خیمے کے ایک کونے میں حجامت کروا رہے تھے، فرمایا ادھر آو، پھر فرمایا؛ تیرا نام کیا ہے ؟ میں نے عرض کی ؛ بکیر بن اعین، فرمایا؛ حمران کیا کرتا ہے ؟ میں نے عرض کی ؛ باوجود آپکی زیارت کے شدید شوق کے وہ اس سال حج کے لیے نہیں آ سکا، اس نے آپ کو سلام بھیجے ہیں، فرمایا؛ تجھ پر اور اس پر سلام ہو، حمران اہل جنت میں سے ایک مومن ہے جو کبھی شک نہیں کرے گا، خدا کی قسم، ہر گز شک نہیں کرے گا، خدا کی قسم، وہ ہر گز شک نہیں کرے گا۔

۳۱۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْهَمْدَانِیِّ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَیْدٍ، عَمَّنْ رَوَاهُ، عَنْ زَیْدٍ الشَّحَّامِ، قَالَ قَالَ لِی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَا وَجَدْتُ أَحَداً أَخَذَ بِقَوْلِی وَ أَطَاعَ أَمْرِی وَ حَذَا حَذْوَ أَصْحَابِ آبَائِی غَیْرَ

---

[۲۴۰] رجال الکشی، ص: ۱۸۰

رَجُلَيْنِ رَحِمَهُمَا اللَّهُ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَعْفُورٍ وَ حُمْرَانُ بْنُ أَعْيَنَ، أَمَا إِنَّهُمَا مُؤْمِنَانِ خَالِصَانِ مِنْ شِيعَتِنَا، أَسْمَاؤُهُمْ عِنْدَنَا فِي كِتَابِ أَصْحَابِ الْيَمِينِ الَّذِي أَعْطَى اللَّهُ مُحَمَّداً.زید شحام نے روایت کی کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا؛ میں نے کسی شخص کو نہیں پایا جس نے میرے اقوال کو کماحقہ اخذ کیا ہو اور میرے امر کی اطاعت کی ہو اور میرے والد گرامی کے اصحاب کے طریقے پر چلا ہو مگر دو افراد کے کہ خدا ان پر رحمت فرمائے؛ عبداللہ بن ابی یعفور اور حمران بن اعین ، یہ دونوں ہمارے شیعوں میں سے خالص مومن ہیں ، ان کے نام اصحاب یمین کی اس کتاب میں ہمارے پاس موجود ہیں جو اللہ نے رسول اکرم ﷺ کو عطا کی تھی۔

۳۱۴ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَمَّنْ أَخْبَرَهُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ[۲۴۱] حُمْرَانُ مُؤْمِنٌ لَا يَرْتَدُّ أَبَداً، ثُمَّ قَالَ: نِعْمَ الشَّفِيعُ أَنَا وَ آبَائِي لِحُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَآخُذُ بِيَدِهِ وَ لَا نُزَايِلُهُ حَتَّى نَدْخُلَ الْجَنَّةَ جَمِيعاً.

ہشام بن حکم کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے سنا فرمایا؛ حمران ایسا مومن ہے جو کبھی حق سے نہیں پھرے گا ، پھر فرمایا ؛ قیامت کے دن میں اور میرے آباء و اجداد حمران بن اعین کی بہترین شفاعت کریں گے ہم اس کا ہاتھ تھامیں گے اور اسے ہرگز ڈگمگانے نہیں دیں گے یہاں تک کہ ہم سب جنت میں داخل ہونگے۔

[۲۴۱] رجال الکشی، ص: ۱۸۱

بکیر بن اعین

۳۱۵ حَدَّثَنَا حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَيْرٍ، عَنِ الْفُضَيْلِ وَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَیْ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيَّيْنِ، قَالا إِنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) لَمَّا بَلَغَهُ وَفَاةُ بُكَيْرِ بْنِ أَعْيَنَ، قَالَ: أَمَا وَ اللَّهِ لَقَدْ أَنْزَلَهُ اللَّهُ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ وَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (صَلَوَاتُ اللَّه عَلَيْهِمَا).

محمد کے دو بیٹے فضیل و ابراہیم اشعری نے روایت کی کہ امام صادقؑ کو جب بکیر بن اعین کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمایا؛ خدا کی قسم! خدا نے اسے رسول اکرم ﷺ اور حضرت علی امیر المومنینؑ کے پاس پہنچادیا ہے۔

۳۱۶ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِيه، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِیِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ. وَ الْحَسَنُ بْنُ جَهْمِ بْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ عَمِّه عَبْدِ اللَّه بْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ، قَالَ، كُنْتُ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) فَذُكِرَ بُكَيْرُ بْنُ أَعْيَنَ فَقَالَ: رَحِمَ اللَّهُ بُكَيْراً وَ قَدْ فَعَلَ، فَنَظَرْتُ إِلَيْه وَ كُنْتُ يَوْمَئِذٍ حَدِيثَ السِّنِّ، فَقَالَ إِنِّی أَقُولُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

عبید بن زرارہ کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ بکیر بن اعین کا ذکر ہوا تو فرمایا؛ خدا بکیر پر رحم کرے اور اس نے اس پر رحمت کی ہے تو میں نے آپ کو دیکھا جبکہ میں اس وقت نوجوان تھا تو فرمایا؛ میں ان شاء اللہ کہتا ہوں۔

بنو اعین: مالک اور قعنب

۳۱۷ قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ: قَعْنَبُ بْنُ أَعْیَنَ أَخُو حُمْرَانَ مُرْجِئِیٌّ.

علی بن حسن بن فضال نے کہا؛ قعنب بن اعین حمران کا بھائی تھا لیکن مرجئی نظریہ رکھتا تھا۔

۳۱۸ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی بْنِ عُبَیْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ یَقْطِینٍ، قَالَ: کَانَ لَهُمْ غَیْرُ زُرَارَةَ وَ إِخْوَتِهِ أَخَوَانِ لَیْسَا فِی[۲۴۲] شَیْءٍ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ: مَالِکٌ وَ قَعْنَبٌ.

حسن بن علی بن یقطین نے کہا؛ زرارہ اور اس کے بھائیوں کے علاوہ ان کے دو بھائی تھے جو امر ولایت سے واقف نہیں تھے؛ مالک اور قعنب۔

تم الجزء الثانی من أبی عمرو محمد بن عمر بن عبد العزیز الکشی، و یتلوه فی الجزء الثالث ما أوله قیس بن رمانة (یہاں رجال ابی عمرو کا دوسرا جزء تمام ہوا اور اس کے بعد جزء سوم کے شروع میں قیس بن رمانہ کا ذکر ہوگا)

---

[۲۴۲] رجال الکشی، ص: ۱۸۲

فہرست مصادر

۱) الِاختصاص، شیخ مفید، محمّد بن محمّد بن نعمان بغدادی (۳۳۶-۴۱۳ق)،ط مؤسّسۃ النشر الِاسلامی، قم،ایران .

۲) الِارشاد، ... ،ط مؤسّسۃ آل البیت لِاحیاء التراث، قم، ۱۴۱۳ق۔

۳) الاستبصار فیما اختلف من الأخبار، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)،ط ۳، دار الکتب الِاسلامیّہ، طہران، ۱۳۹۰ق، .

۴) إعلام الوری ، طبرسی ، فضل بن حسن(حوالی ۴۷۰-۵۴۸ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت،۱۳۹۹ق.

۵) بحار الأنوار،علامہ مجلسی، محمّد باقر بن محمّد تقی(۱۰۳۷-۱۱۱۰ق)ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۳ق.

۶) تفسیر عیّاشی، محمّد بن مسعود بن عیّاش (م ۳۲۰ق)،ط مکتبہ العلمیّہ الِاسلامیّہ، طہران۔

۷) . تہذیب الأحکام، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط دار الکتب الإسلامیّہ، طہران، ۱۳۶۴ش۔

۸) تہذیب التہذیب، احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ق)، ط دار صادر، بیروت.

۹) . ثواب الأعمال، شیخ صدوق، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمّی (م ۳۸۱ق)، ط منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۳۶۴ش.

۱۰) جامع الرواۃ وإزاحۃ الاشتباہات عن الطرق والأسناد، محمّد بن علی اردبیلی (م ۱۱۰۱ق)، ط دار الأضواء، بیروت، ۱۴۰۳ق۔

۱۱) جامع المقال فیما یتعلّق بأحوال الحدیث والرجال، فخر الدین طریحی (م ۱۰۸۵ق)، ط مکتبہ جعفری تبریزی، طہران.

۱۲) خلاصۃ الأقوال فی معرفۃ الرجال، جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہّر حِلّی (۶۴۸-۷۲۶ق)، ط۱، نشر الفقاہۃ، قم، ۱۴۱۷ق.

۱۳) الذریعۃ إلی تصانیف الشیعۃ، آقا بزرگ طہرانی (۱۲۹۳- ۱۳۸۹ق)، ط۱، نجف الأشرف وطہران، ۱۳۵۵-۱۳۹۸ق،.

۱۴) رجال ابن داود، تقیّ الدین حسن بن علی بن داود حلّی (۶۴۷-۷۴۰ق)، ط جامعۃ طہران، ۱۳۴۲ش.

۱۵) رجال برقی، احمد بن محمّد بن خالد برقی (م ۲۷۴ق)، ط مؤسّسۃ القیّوم، ۱۴۱۹ق.

۱۶) رجال شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط۱، المطبعۃ الحیدریۃ، نجف اِشرف، عراق، ۱۳۸۰ق۔

۱۷) رجال الکشّی، محمّد بن حسن طوسی، ط۱، جامعۃ مشہد، ۱۳۴۸ش.

۱۸) رجال النجاشی، اِحمد بن علی بن اِحمد نجاشی (۳۷۲- ۴۵۰ق)، ط مؤسّسۃ النشر الإسلامی، قم، ۱۴۰۷ق.

۱۹)　روضات الجنّات فی اِحوال العلماء والسادات، محمّد باقر خوانساری إصفہانی (۱۲۲۶-۱۳۱۳ق)، طإسماعیلیان، قم، ۱۳۹۰ق۔

۲۰)　السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی، محمّد بن منصور بن اِحمد بن إدریس حلّی (۵۴۳-۵۹۸ق)، ط۱، مؤسّسۃالنشر الاِسلامی، قم، ۱۴۱۰-۱۴۱۱ق.

۲۱)　شرح البدایۃ، زین الدین علیّ بن اِحمد عاملی (۹۱۱-۹۶۵ق)، ط۱، منشورات الفیروزآبادی، قم، ۱۳۷۲ش۔

۲۲)　عُدّۃالُاصول، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط۱، مؤسّسۃآل البیت لِاحیاء التراث، قم، ۱۴۰۳ق۔

۲۳)　الغَیبَہ، ...　(۳۸۵-۴۶۰ق) ط مکتبہ نینوی الحدیثہ، طہران.

۲۴)　من لایحضرہ الفقیہ، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمیّ صدوق (م ۳۸۱ق)، ط دار الکتب الاِسلامیّہ، طہران، ۱۳۹۰ق.

۲۵)　.الفہرست، محمّد بن حسن طوسی، ط۱، نشر الفقاہۃ، قم، ۱۴۱۷ق۔

۲۶)　الکافی، محمّد بن یعقوب بن إسحاق کلینی (م ۳۲۹ق)، ط دار صعب ودار التعارف، بیروت، ۱۴۰۱ق۔

۲۷)　کشف الغمّۃ، علی بن عیسی بن اِبی الفتح إربلی (م ۶۹۲ اِو ۶۹۳ق)، ط مکتبۃ بنی ہاشم، تبریز، ۱۳۸۱ق۔

۲۸)　کمال الدین وتمام النعمۃ، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمّی صدوق (م ۳۸۱ق)، ط دار الکتب الاِسلامیّہ، ۱۳۹۵ق۔

۲۹)　مجمع الرجال، عنایۃاللہ قہپائی (قرن ۱۱)، ط۱، مکتبہ إسماعیلیان، قم۔

۳۰)　المحاسن، اِحمد بن محمّد بن خالد برقی (م ۲۷۴ق)، ط دار الکتب الاِسلامیّہ، ۱۳۷۱ش.

۳۱)　مرآۃ العقول فی شرح اِخبار آل الرسول، محمّد باقر بن محمّد تقی مجلسی (م ۱۱۱۱ق)، ط دار الکتب الاِسلامیّۃ، ۱۴۰۴ھ۔

۳۲)　معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ، اِبو القاسم بن علی اِکبر موسوی خوئی (۱۳۱۷-۱۴۱۳ق)، ط بیروت ۱۴۰۳ق۔

۳۳)　مقباس الہدایۃ، عبد اللّٰہ مامقانی (۱۲۹۰-۱۳۵۱ق)، ط۱، مؤسّسۃ آل البیت لاِحیاء التراث، قم، ۱۴۱۱ق۔

۳۴)　مقدمۃ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، عثمان بن عبد الرحمٰن شہرزوری (م ۶۴۳ق)، ط۱، دار الکتب العلمیّۃ، بیروت ۱۴۱۶ق۔

۳۵)　المناقب، رشید الدین محمّد بن علی بن شہر آشوب، (م ۵۸۸ق)، ط مکتبہ علّامہ، قم.

۳۶)　منتقی الجمان فی الاَحادیث الصحاح والحسان، جمال الدین حسن بن زین الدین عاملی (فرزند شہید ثانی)، (۹۵۹-۱۰۱۱ق)، ط۱، مؤسّسۃ النشر الاِسلامی، قم، ۱۴۰۴-۱۴۰۷ق۔

۳۷)　ہدایۃ المحدّثین إلی طریقۃ المحمّدین، محمّد اِمین بن محمّد علی کاظمی (قرن ۱۱)، ط مکتبہ آیۃ ... مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۵ق.

۳۸)　باِحتجاج، اِحمد بن علی بن اِبی طالب طبرسی (قرن سادس)، ط مکتبۃ النعمان، نجف، ۱۳۸۶ق۔

۳۹)　اِحوال الرجال، إبراہیم بن یعقوب جوزجانی (م۲۵۹ھ)، ط مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۵ھ.

۴۰)　الأدب المفرد، محمد بن إسماعیل بخاری (ت ۲۵۶ھ)، ط نشر عالم الکتب، بیروت ۱۴۰۵.

۴۱)　الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، اِبو عمر یوسف بن عبد اللّٰہ بن محمد بن عبد البر (ت ۴۶۳)، ط دار النہضۃ، مصر.

۴۲) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ،ابن اثیر، علی بن ابی الکرم ،(ت ۶۳۰)، ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت.

۴۳) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، عسقلانی،احمد بن علی بن حجر (ت ۵۸۲ق)،ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت.

۴۴) الأمالی -ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (ت ۴۶۰ق)، مؤسسۃ البعثہ، قم ۱۴۱۴ھ۔

۴۵) الأمالی - محمد بن علی بن حسین بن بابویہ صدوق قمی (ت ۳۸۱ق)، ط مؤسسۃ الأعلمی، بیروت ۱۴۰۰ق.

۴۶) بحار الأنوار، محمد باقر مجلسی (ت ۱۱۱۰ق)،ط مؤسسۃ الوفاء، بیروت ۱۴۰۳ق۔

۴۷) بغیہ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی (ت ۹۱۱ق)، ط المکتبہ العصریۃ، صیدا، بیروت ۱۳۸۴ق۔

۴۸) تاریخ الاسلام ،ابو عبد اللہ شمس الدین محمد،ذہبی (ت ۷۴۸ ق)، ط دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷۔

۴۹) تاریخ اسماء الثقات ، ابن شاہین،ابو جعفر عمر بن احمد بن عثمان (ت ۳۸۵ق)،ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶.

۵۰) تاریخ البخاری ، ابو عبد اللہ اسماعیل بن ابراہیم جعفی بخاری (ت ۲۵۶ ق)،ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۷۔

۵۱) تاریخ بغداد ،ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی (ت ۴۶۳ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.

۵۲) تاریخ الثقات ، احمد بن عبد اللہ بن صالح عجلی (ت ۲۶۱ ق)،ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۵

۵۳) تاریخ خلیفۃ بن خیاط (ت ۲۴۰ق)، ط دار طیبہ، الریاض ۱۴۰۵۔

۵۴) تاریخ الدارمی ، اِبو سعید عثمان بن سعید بن خالد تمیمی دارمی (ت ۲۸۰ ق)، دار المأمون للتراث، بیروت ۱۴۰۰۔

۵۵) تاریخ مدینہ دمشق ،ابن عساکر، علی بن حسن بن ہبہ اللہ شافعی (ت ۵۷۱ق)،ط دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ق.

۵۶) تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف، اِبوحجاج یوسف مزی (ت ۷۴۲ ق)، ط مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۳ق.

۵۷) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی،عبد الرحمٰن بن اِبی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ ق)،ط دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۱۷ق.

۵۸) تذکرة الحفاظ،اِبو عبد اللہ شمس الدین محمد ذہبی (ت ۷۴۸ ق)،ط دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ق.

۵۹) تذہیب تہذیب الکمال ، صفی الدین اِحمد بن عبد اللہ خزرجی،ط مکتبہ القاہرة، مصر ۱۳۹۲ق.

۶۰) تقریب التہذیب ، اِحمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ ق)،ط دار المعرفة، بیروت ۱۳۸۰ق.

۶۱) تہذیب الکمال فی اِسماء الرجال ، جمال الدین اِبو الحجاج یوسف مزی (ت ۷۴۲ق)،ط مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۳.

۶۲) الجرح والتعدیل،اِبو محمد عبد الرحمٰن بن اِبی حاتم محمد بن إدریس بن منذر تیمی حنظلی رازی (ت ۳۲۷ق)،ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۵۲م.

۶۳) جمہرة اللغة ، اِبو بکر محمد بن حسن بن درید (ت ۳۲۱ ق)، ط دار العلم للملایین، بیروت ۱۹۸۷م.

۶۴) حلیة الأولیاء ،اِبو نعیم اِحمد بن عبد اللہ اِصفہانی (ت ۴۳۰ ق)،ط دار الفکر، بیروت.

٦۵) خصائص إمیر المؤمنینؑ ،إحمد بن شعیب نسائی (ت ۳۰۳ق)، ط نینوی طہران، وط الکویت، مکتب المعلی ۱۴۰٦ق.

٦٦) ذکر إسماء التابعین و من بعد ہم، علی بن عمر بن إحمد دار قطنی (ت ۳۸۵ق)،ط مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت ۱۴۰٦ھ.

٦۷) رجال صحیح البخاری ،إبو نصر إحمد بن محمد بن حسین بخاری کلا باذی (ت ۳۹۸ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۰۷ق.

٦۸) رجال صحیح مسلم ،إحمد بن علی بن منجویہ إصبہانی (ت ۴۲۸ق)،ط دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۰۷ق.

٦۹) الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، محمد عبد الحیی لکنوی ہندی (ت ۱۳۰۴ق)، ط ۳، مکتبہ المطبوعات الاسلامیۃ بحلب، ۱۴۰۷ق.

۷۰) سیر إعلام النبلاء، محمد بن إحمد بن عثمان ذہبی (ت ۷۴۸ق)،ط مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰٦ق.

۷۱) شذرات الذہب ،إبو الفلاح ابن عماد حنبلی (ت ۱۰۸۹ق)،ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت.

۷۲) الصواعق المحرقۃ ،إحمد بن حجر ہیتمی مکی (ت ۹۷۴ق)،ط مکتبہ القاہرۃ، ۱۳۸۵ق.

۷۳) طبقات الحفاظ، عبد الرحمٰن بن إبی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ق)،ط دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۳ق.

۷۴) الطبقات الکبری، محمد بن سعد بصری زہری (ت ۲۳۰ق)،ط دار بیروت للطباعۃ والنشر، ۱۴۰۵ق.

۷۵) العبر فی خبر من غبر ،ذہبی (ت ۷۴۸ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.

۷۶) العلل و معرفۃ الرجال، احمد بن محمد بن حنبل (ت ۲۴۱ق)، ط المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۰۸ق، ومؤسسۃ الکتب الثقافیہ.

۷۷) الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، علی بن محمد بن محمد (ت ۶۰۶ق)، ط دار صادر، بیروت ۱۳۸۵ق.

۷۸) الکامل فی ضعفاء الرجال، ابواحمد عبد اللہ بن عدی جرجانی (ت ۳۶۵ق)، ط دار الفکر، ط بیروت، ۱۴۰۹ق.

۷۹) کتاب الثقات، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی (ت ۳۵۴ق)، ط دار الفکر بیروت ۱۴۰۰ق.

۸۰) کتاب الضعفاء الکبیر، محمد بن عمرو بن موسی بن حماد عقیلی مکی (ت ۳۲۲ق)، ط۱، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۴.

۸۱) کتاب الکفایۃ فی علم الروایۃ، احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (ت ۴۶۳ق)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۹ھ.

۸۲) لسان المیزان - شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ق)، دار الفکر، بیروت ۱۴۰۷ق.

۸۳) المجروحین، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی (ت ۳۵۴ق)، دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۱۲ق.

۸۴) مختصر تاریخ دمشق، ابن منظور، محمد بن مکرم (ت ۷۱۱ق)، دار الفکر، دمشق، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۵ق.

۸۵) مستدرکات علم رجال الحدیث، شیخ علی نمازی شاہرودی (ت ۱۴۰۵ق) ط مصنف، تہران.

۸۶) المعرفۃ والتاریخ ،ابو یوسف یعقوب بن سفیان بسوی (ت ۲۷۷ق)، مطبعۃ الارشاد، بغداد.

۸۷) -المعین فی طبقات المحدثین ،ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (ت ۷۴۸ق)، دار الکتب العلمیۃ.

۸۸) المغنی فی ضبط اسماء الرجال، محمد طاہر بن علی ہندی (ت ۹۸۶ق)، دار الکتاب ۱۳۹۹ ق.

۸۹) الملل والنحل، محمد بن عبدالکریم بن احمد شہرستانی (ت ۵۴۸ق)، الشریف الرضی، قم.

۹۰) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ذہبی (ت ۷۴۸ھ)، دار إحیاء الکتب العربیۃ، مصر.

۹۱) الوافی بالوفیات ،صلاح الدین صفدی (ت ۷۶۴ھ)، دار النشر فرانز شتایز.

۹۲) وفیات الأعیان ،ابو العباس شمس الدین احمد بن ابی بکر بن خلکان (ت ۶۸۱ھ)، دار الثقافۃ، بیروت.

۹۳) وقعۃ صفین، نصر بن مزاحم منقری (ت ۲۱۲ھ)، مکتبہ مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۳ھ.